خود نوشت سوانح عمری

من آنم کہ من دانم

حیدر علی ظفر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی

من آنم کہ من دانم

خود نوشت سوانح عمری

حیدر علی ظفرؔ۔ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی

نام کتاب	من آنم کہ من دانم
مصنّف	حیدر علی ظفرؔ
گرافک ڈیزائننگ	شاہد محمود
ناشر	محمد کولمبس خاں
سن اشاعت	2022ء
تعداد	1000
ISBN	978-3-00-070337-9

ملنے کا پتہ

Haider Ali Zafar
Genfer Str. 11
60437 Frankfurt/Main/ Germany

ای میل: haider.zafar@ahmadiyya.de

ٹیلیفون نمبر: 00491792415829

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں اس کتاب کو اِس دعا کے ساتھ اپنے

مرحوم والدین کے نام کرتا ہوں

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا

اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر

جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

(بنی اسرائیل : 25)

حیدر علی ظفر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

اظہارِ خوشنودی

حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

G-25.03.22

پیارے مکرم حیدر علی ظفر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ الحمد للہ کہ آپ جس کتاب پر کام کر رہے تھے وہ مکمل ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر وصحت میں برکت ڈالے اور آپ کی خدمات قبول کرے۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

جرمنی

عرضِ ناشر

قارئین کرام! برادرم محترم حیدر علی ظفرؔ صاحب کی یہ کتاب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک باوفا خادم کی داستانِ حیات ہے۔ خاکسار کا ان سے تعلقِ اخوت جامعہ احمدیہ میں ان کی تعلیم کے آخری سالوں سے قائم ہے۔

مکرم حیدر علی ظفرؔ صاحب کی داستانِ زندگی کا آغاز سندھ کے ایک دُور افتادہ گاؤں محمود آباد اسٹیٹ سے ہوا۔ آپ جامعہ احمدیہ ربوہ سے تحصیلِ علم کے بعد اکتوبر 1970 سے پاکستان اور بیرون پاکستان خدمت دین بجالا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جماعت احمدیہ جرمنی کے امیر و مشنری انچارج اور افسر جلسہ گاہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ نے جرمنی میں مادی لحاظ سے جماعت کی کمزوری کا دور بھی دیکھا اور خدا کے فضل سے خوشحالی کے دور کے بھی آپ شاہد ہیں۔ خاکسار کی 1979 میں ہمبرگ جرمنی آمد پر آپ پاکستان واپس جا چکے تھے لیکن ان کی پُر خلوص محبت کی داستان ہر زبان پر تھی۔ چند سال بعد دوبارہ ان کی تقرری ہمبرگ میں ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے دوسرے دور میں بھی اور اسی طرح تیسری بار ہمبرگ تقرری کے دوران کئی تبلیغی اور تربیتی پروگراموں میں خاکسار کو ان کے ساتھ خدمت کا وافر موقع ملتا رہا۔ محترم حیدر علی ظفرؔ صاحب پاکستان اور لائبیریا وغیرہ میں خدمت بجالانے کے بعد ربع صدی سے اب جرمنی میں ہی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

آپ کی اس کتاب کی تدوین میں خاکسار کو بھی کسی حد تک تعاون کی توفیق ملی جس سے ان کی راہِ خدا میں قربانی کا اور قریب سے اندازہ ہوا ہے۔ ایک طرف انہیں سالہا سال تک اہل و عیال سے دوری، پردیس میں والدین اور دیگر عزیزوں کی وفات کے صبر آزما واقعات وصدمات برداشت کرنے پڑے اور دوسری طرف جماعت پر اور خود ان پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کا مشاہدہ کرنے کی بھی توفیق ملی۔ محترم ظفرؔ صاحب کو خلفائے سلسلہ کے ساتھ سچی محبت کرنے اور ان کی شفقت سے فیض یاب ہونے

کی سعادت ملی۔ یہ سوانح عمری جہاں تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے وہیں قارئین کو وفا کا درس بھی دیتی ہے اور ایک احمدی جب اس خُلق میں ترقی کرتا ہے تو حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں پکار اٹھتا ہے:

؎ وفا! تجھ سے مری شہرت نہیں، برعکس ہے قصّہ
تری ہستی تو مجھ سے ہے نہ میں ہوتا نہ تُو ہوتی

اللہ تعالیٰ برادرم مکرم حیدر علی ظفرؔ صاحب کے عہدِ وفا پر استواری کو قبول کرتے ہوئے بے پایاں اجر سے نوازے اور ان کو ہمیشہ صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے۔آمین۔ یہاں پر اس حقیقت کا اظہار کرنا نہایت ضروری ہے جس میں ہر احمدی کے لئے عموماً اور دین کی خدمت پر مامور واقفین کے لئے خصوصاً بڑا اہم سبق پنہاں ہے۔میری مراد واقفین زندگی کی بیگمات کا اپنے خاوندوں کے ساتھ خدمت دین کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے مخلصانہ تعاون ہے۔اس لحاظ سے برادرم ظفرؔ صاحب خوش نصیب خادم سلسلہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایک صابرہ شاکرہ شریک حیات سے نوازا جن کا انہوں نے کتاب کے آخر پر شکریہ بھی ادا کیا ہے۔

قارئین کی خدمت میں خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اہلیہ محترمہ کو بھی صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور اپنی اگلی نسل اور عزیز و اقارب سمیت ہمیشہ خوش و خرم رکھے اور اللہ تعالیٰ خادم سلسلہ محترم حیدر علی ظفرؔ صاحب کی اس سوانح حیات کو جملہ قارئین کے دلوں میں وفا کے ساتھ دین کی خاطر قربانی کے جذبات بیدار کرنے کا باعث بنائے۔آمین

خاکسار

محمد کولمبس خاں

مہدی آباد۔ جرمنی

18 اکتوبر 2021
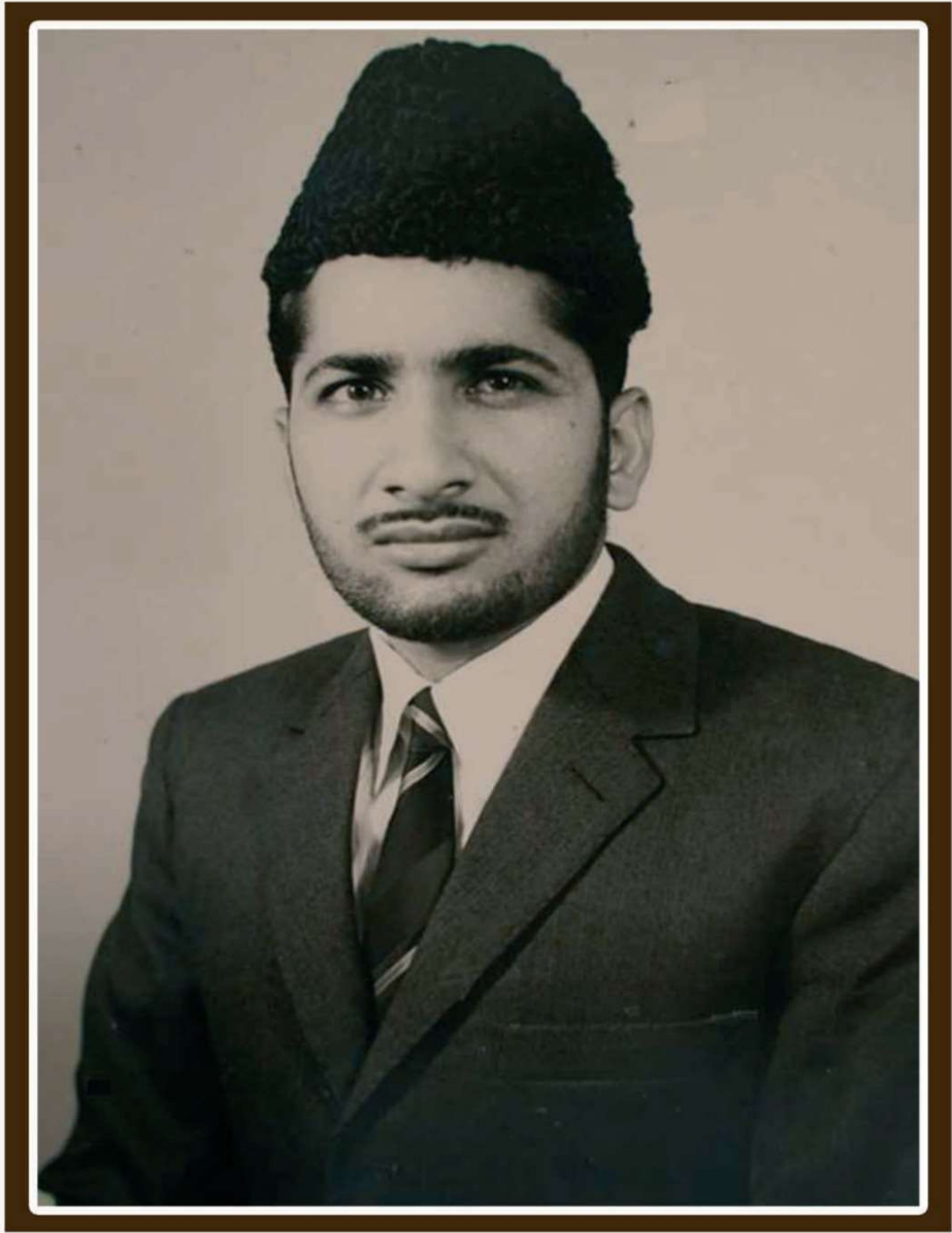
حیدر علی ظفرؔ واقفِ زندگی

کتاب ''من آنم کہ من دانم'' کے بارہ میں
مکرم عبدالسمیع خان صاحب سابق ایڈیٹر الفضل ربوہ، سابق استاد جامعہ احمدیہ ربوہ
حال استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کا مکتوب

27.07.2021

مکرم حیدر علی ظفؔر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے واقفینِ زندگی اور مبلغین سلسلہ کی سوانح سے بہت دلچسپی رہی ہے کیونکہ وہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاص تائید ونصرت کے گواہ ہوتے ہیں بلکہ اپنے زمانہ اور اپنے علاقہ کی تاریخ کے عینی شاہد ہوتے ہیں اور اس کا حصّہ ہوتے ہیں۔

محترم حیدر علی ظفؔر صاحب بھی اسی تاریخ ساز گروہ کا حصّہ ہیں۔ وہ چونکہ زیادہ تر بیرون ملک رہے اس لئے ان سے گہرا ذاتی تعارف تو نہیں ہوا لیکن الفضل اور جماعتی رسائل میں ان کے مضامین اور رپورٹس ان کو یاد کراتی رہیں۔ ربوہ آمد پر میری ان سے کچھ ملاقاتیں بھی ہوئیں مگر ان کا صحیح تعارف اور خدمات کا ادراک اس خودنوشت سوانح عمری سے ہوا ہے۔ الحمدللہ انہوں نے بھرپور خدمت کی توفیق پائی ہے اور خدا تعالیٰ کی رضا اور خلفاء سلسلہ کی محبت بھی حاصل کی ہے۔ اس طرح یہ کتاب صرف ان کی سوانح عمری ہی نہیں بلکہ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کا اہم حصّہ ہے۔ خصوصاً جب وہ جرمنی کے پہلے جلسہ سالانہ کا ذکر کرتے ہیں جو 1975 میں ہوا اور اس میں 70 احباب شامل ہوئے۔ اس طرح ہاتھ سے لکھے جانے والے اخبار احمدیہ کا ذکر بھی ہے جو 1977 میں جاری ہوا۔

دوران تبلیغ انہیں جن مشکلات اور ذاتی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور خدا تعالیٰ نے جس طرح معاونت فرمائی اس کا بھی ذکر ہے۔ سفرِ حج اور عمرہ کا بھی ایمان افروز تذکرہ موجود ہے۔ اس طرح کی ہر کتاب نئے خدمت کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ہوتی ہے اور سوچ اور عمل کے نئے نئے دروازے کھولتی ہے۔

میں اس کتاب کی تصنیف پر مکرم حیدر علی ظفؔر صاحب کو نہ صرف مبارکباد دیتا ہوں بلکہ ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اِسے نافع الناس بنائے۔ آمین۔

عبدالسمیع خان

کتاب ''من آنم کہ من دانم'' کے بارہ میں
مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا کا مکتوب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

مکرم حیدر علی صاحب ظفر 3اگست 2021

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی خودنوشت ''من آنم کہ من دانم'' مجھے ٹورنٹو میں موصول ہو گئی تھی۔اسے پڑھنے کا موقع ملا اور حسبِ خواہش اپنے تاثرات ذیل میں لکھتا ہوں:۔

آپ نے اپنی اس خودنوشت سوانح عمری میں پرائمری سکول سے لے کر شاہد کی ڈگری کے حصول اور میدان عمل میں زمانہ حال تک کے حالات وواقعات تاریخوں کے ساتھ درج کر دیئے ہیں جس سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ایک مبلغ کو کن مراحل میں سے گزرنا پڑتا ہے۔اسی طرح اس سے زندگی میں مسابقت کی دوڑ اور حصول مقصد کے لئے محنت، لگن اور قربانی جس قدر اہمیت کی حامل ہیں بالکل عیاں ہو جاتا ہے اور دین کے لئے قربانی کے جذبات کو انگیخت کرتا ہے۔جامعہ میں تعلیم وتربیت کے سات سال بقیہ زندگی کو دین کی خدمت کے لئے تیار کرنے کا بہترین زمانہ ہوتا ہے جو بڑی خوشی و خوشگواری سے جلد جلد گزر جاتا ہے۔اس میں محنت تو بہت ہوتی ہے مگر Package بڑی متنوّع قسم کا ہوتا ہے جس کی وجہ سے بوریت بالکل بھی نہیں ہوتی۔خصوصاً ان طلباء کے لئے جو ہر پروگرام میں حصہ لیتے ہیں۔ایسا لگتا ہے کہ عرصہ تعلیم وقت سے پہلے ہی گزر گیا اور دل جامعہ چھوڑنے کو نہیں چاہتا۔

آپ نے جامعہ کی تعلیم کے وقت صحابہؓ اور بزرگان جماعت کے ہاں حاضر ہو کر برکات سمیٹیں۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ سے دعا کی درخواست اور اِس کے بعد اُن کا بتانا کہ ''انہیں نور نظر آیا ہے'' آپ کی والدہ محترمہ کے حق میں قبولیّتِ دعا کا زندہ ثبوت ہے۔ نیز اُس وقت جو دعا میں شامل تھے ان کے ایمان میں اضافہ اور زندہ خدا سے تعلق کے متلاشیان کے لئے اسوہ مہیا کرتا ہے۔ آپ نے جامعہ میں اپنے اساتذہ کرام کے نام درج کر کے ان محسنین کے لئے دعاؤں کی تحریک محفوظ کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے فیوض و برکات کو ممتد فرماتا رہے اور ان کی نسلوں کو بھی یہ فیوض پہنچتے رہیں۔ آمین

آپ نے اس کتاب میں میدانِ عمل میں پیش آنے والے مختلف حالات، کٹھن مراحل اور ان سے نمٹنے کے طریق بھی درج کئے ہیں۔ آپ کو اندرون ملک اور بیرون ملک خدمت بجا لانے کی وافر توفیق ملی۔ سارے عرصہ میں آپ کی تقرریاں اور تبادلے بڑی کثرت سے ہوئے اور ہر دفعہ آپ کا بلا چون وچرا کے نئی منزل کی طرف روانہ ہو جانا اپنے اندر بہت بڑا سبق لئے ہوئے ہے اور ہر نئے مبلغ کی رہنمائی کا موجب بن سکتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ ساری برکات خلافت کی اطاعت میں ہیں۔

جرمنی میں شروع زمانہ میں طریقِ تبلیغ اور جماعت کی ترقی کے لئے ضروری تبدیلیوں کا ذکر نئے مبلغین کے لئے رہنمائی کا موجب ہے۔ اسی طرح کثرت سے جماعت میں داخل ہونے والوں کی تعلیم و تربیت اور انہیں منظم کرنے کے کام کی تفاصیل پڑھ کر بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں افراد کو ایک لڑی میں پرونے کے لئے ہر ایک سے ذاتی تعلق اور ان کے گھروں پر وزٹ کرنے کا عمل بہت اہمیت رکھتا ہے خاص طور پر یورپ جیسے ممالک میں جہاں لوگ اپنے پڑوسی سے بھی سروکار کم ہی رکھتے ہیں اور اجنبیوں سے تو بہت دُور بھاگتے ہیں۔ ایسے ماحول میں لوگوں کو اسلامی اقدار سکھانا بہت مستحسن عمل ہے اور آپ نے گھر گھر جا کر ان کے دلوں کو جیتا۔ اس کی واضح مثال اُس جرمن دوست کے یہ

الفاظ کہ "آپ پہلے احمدی ہیں جو میرے گھر آئے ہیں" بہت معنی خیز اور اُن کی دلی خوشی کے مظہر ہیں۔ پھر ان نو مبائعین میں چندوں کا نظام قائم کرنا اور انہیں طوعی خدمت بجالانے کے طریق سکھانا ایک نہایت اہم تربیتی ذمہ داری ہے جس کو ادا کرنے کی آپ کو توفیق ملی اس سے آئندہ نسلوں میں نظام سلسلہ سے وابستگی کو استحکام ملتا ہے اور مستقبل میں طوعی خدمت بجالانے والوں کے لشکر تیار ہوتے رہتے ہیں جو دینِ اسلام کے غلبہ کی مہم میں معین و مددگار بنتے جاتے ہیں۔

آپ کو جرمن زبان جاننے کی وجہ سے جرمن احباب کی خدمت کی توفیق ملی اور اس زبان میں آپ نے جو تحریری کام کیا اس سے جرمن زبان جاننے والوں کو اسلام کی صحیح تصویر دیکھنے کو میسّر آئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کے دَوروں کے وقت انسان کو براہِ راست رہنمائی اور کام کرنے کے سلیقے سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ آپ کو ماشاء اللہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دَوروں میں بہت قُرب نصیب ہوا اور بے پایاں برکات سمیٹنے اور تبلیغی و تربیتی میدانوں میں کامیابی کے حصول کے لئے عملی نمونے دیکھنے کو ملے جو آپ کو نئی زندگی بخشتے رہے۔ ایسے مواقع اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہی نصیب ہوتے ہیں۔ یہ سب قربتیں، شفقتیں اور خلفاء کی دعائیں اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

یورپ میں تبلیغ کے لئے پریس کانفرنسیں، اخبارات میں مضامین، نمائندگان پریس سے رابطے اور انٹرویو بہت مفید رہتے ہیں۔ اسی طرح مشن ہاؤسز اور مساجد میں طلباء کے گروپس زیارت کے لئے آتے ہیں۔ ایسے مواقع پر انہیں مناسب رنگ میں معلومات پہنچانے کا صحیح انتظام اور لٹریچر اور حسب موقع تحائف کا پیش کرنا اچھے نتائج پیدا کرتا ہے۔ یہ آپ کی آپ بیتی کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو ولولہ اور جوش خلفاء احمدیت کو عطا فرمایا ہے اس کا عملی اظہار سپین میں 700 سال کے بعد مسجد بشارت کی تعمیر کے لئے اجازت حاصل کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے بنیاد رکھ کر اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے افتتاح فرما کر کیا۔ افتتاح کے موقع پر دنیا کی عظیم ترین شخصیتیں اور اپنے علمی مقام میں سربلندی رکھنے والے حضرت سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ اور فزکس میں نوبل انعام یافتہ مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب بھی حاضر تھے۔ آپ نے اپنی آپ بیتی کو اس واقعہ سے بھی مزین کر کے اسے حسین بنا دیا ہے۔ کتاب میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے 20 کے ہاں حاضر ہو کر فیض پانے کا ذکر کیا اور یہ واضح کیا کہ صحابہؓ سے ملنے اور فیض پانے سے آپ کو تابعی ہونے کا شرف ملا ہے۔ اس سے کتاب پڑھنے والے کو نیکی کی ترغیب ملتی ہے۔

اس میں ایک مستحسن کام آپ نے اپنی اور مختلف مواقع کے مطابق تصاویر لگا کر اور انہیں اس کتاب میں جمع کر کے جماعتی تاریخ محفوظ کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

خلاصہ کلام یہ کہ آپ نے اپنے بچپن سے لے کر اپنے خاندانی اور اب تک کے جماعتی واقعات تحریر کر دیئے ہیں اور اپنی تعلیمی تبلیغی اور تربیتی جدّ و جُہد کو محفوظ کر دیا ہے جس سے ہر پڑھنے والا یقیناً مستفید ہو گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس محنت کو قبول فرمائے۔ آمین ۔ اپنی دعاؤں میں خاکسار کو بھی یاد رکھ کر ممنون فرماتے رہیں۔

والسلام

خاکسار ناچیز

داؤد احمد حنیف

خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

پیش لفظ

ہر ذی شعور انسان جو محاسبۂ نفس کا احساس اور شعور رکھتا ہے وہ اپنے کردار کی خوبیوں اور خامیوں سے آگاہ ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ اِس حوالے سے وہ کہاں کھڑا ہے۔ فطرتِ انسانی کی اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ اپنی پاک کتاب قرآن حکیم میں یوں بیان فرماتا ہے:

بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ (القیٰمۃ: 15)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو خوب دیکھ رہا ہے۔ اور وہ جانتا ہے کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔ (از تفسیر صغیر)

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان ہے جس پر میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں اور خوش ہوں کہ اس نے مجھے ایک واقفِ زندگی کی حیثیت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کرنے والوں کی صف میں شامل فرمایا۔ مذکورہ بالا آفاقی سچائی کے تحت خاکسار اپنی خامیوں اور کمزوریوں سے بھی آگاہ ہے۔ الحمدللہ میری دانست میں جہاں تک میرے لئے ممکن تھا اور میرے بس میں تھا میں نے بطور واقفِ زندگی محنت اور اخلاص سے اپنی ذمہ داریوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء کی ہدایات کے تحت نباہنے کی کوشش کی ہے اور حضرت مصلح موعودؓ کا یہ شعر زندگی بھر میرا مطمح نظر رہا ہے:

؎ زندگی میری کٹے گی خدمتِ اسلام میں
وقف کردوں گا خدا کے نام پر جانِ حزیں

اپنی فطری اور بشری کمزوریوں کے باعث انسان زندگی بھر غلطیاں بھی کرتا ہے۔ خدمت کے میدان میں سَرزد ہونے والی کوتاہیوں اور غلطیوں سے "من آنم کہ من دانم" کے مطابق میَں تو کسی حد تک آگاہ ہوں لیکن میرا خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ میَں اپنی ذمہ داریوں کو کہاں تک نباہ سکا ہوں۔

خاکسار کی ہمیشہ سے یہی آرزو رہی ہے کہ میرا شمار بھی ایسے احمدی مسلمانوں میں ہو جن کی تمنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے اس شعر میں کی ہے:

؎ چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقین بودے

اور فرمانِ الٰہی:

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آلِ عمران: 103)

"اور تم پر صرف ایسی حالت میں موت آئے کہ تم پورے فرمانبردار ہو" (از تفسیر صغیر) کے تحت میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میرا انجام بخیر کرے اور جب میں اپنے رب کے حضور حاضر ہوں تو وہ مجھ سے راضی ہو اور اس کے پیار کی نظر مجھ پر پڑ رہی ہو۔ آمین

آخر پر میری عاجزانہ گزارش ہے کہ خاکسار کی یہ خود نوشت سوانح عمری اگر کسی کو پسند آئے اور وہ اسے مفید پائے تو میرے انجام بخیر کے لئے دعا کر چھوڑے اور اگر وہ کوئی خامی اور کمزوری دیکھے تو اس سے درگزر فرمائے۔

حیدر علی ظفرؔ واقفِ زندگی
فرینکفرٹ۔ جرمنی

خاندانی تعارف

خاکسار مورخہ 4 اپریل 1945 کو محمود آباد ضلع تھرپارکر (حال ضلع عمرکوٹ) سندھ میں پیدا ہوا۔ میرے والد صاحب کا نام مکرم چوہدری رستم علی صاحب اور والدہ محترمہ کا نام مکرمہ اللہ رکھی صاحبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں نیز بفضلہٖ تعالیٰ دونوں تحریک جدید کے دفتر اوّل کے مجاہدین میں شامل تھے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَنَوِّرْ مَرْقَدَھُمَا وَارْفَعْ دَرَجَاتِھِمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ

میرے دادا جان کا نام مکرم خیر الدین صاحب ابن مکرم جیون خان صاحب تھا اور دادی محترمہ کا نام اطہر بی بی تھا۔ ہماری قوم راجپوت ہے۔ میرے دادا جان کے چار بھائی تھے۔ مکرم بوٹے خان صاحب، مکرم فتح دین صاحب، مکرم جھنڈے خان صاحب اور مکرم غوث محمد صاحب۔ پانچوں بھائی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخلص احمدی تھے اور ان کی اولاد در اولاد سلسلہ عالیہ احمدیہ سے منسلک ہے۔ میرے دادا مکرم خیر الدین صاحب نے ناصر آباد اسٹیٹ میں غالباً 1952 میں وفات پائی اور وہیں مقامی قبرستان میں ان کی تدفین ہوئی۔ آپ کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ جن کے اسماء یوں ہیں مکرم چوہدری رستم علی صاحب، مکرم محمد دین صاحب، مکرم محمد شریف صاحب، مکرمہ محمد بی بی صاحبہ اور مکرمہ خدیجہ بی بی صاحبہ۔

میرے پڑنانا حضرت گامے خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نانا جان حضرت محمد علی صاحب رضی اللہ عنہ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ میرے نانا جان کے دو بیٹے مکرم شاہ دین صاحب مرحوم اور مکرم خدا بخش صاحب مرحوم (درویش قادیان) اور ایک بیٹی مکرمہ اللہ رکھی صاحبہ خاکسار کی والدہ محترمہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سب کی

اولاد دراولاد احمدیت سے منسلک ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالك۔

میرے والد صاحب کو خدا تعالیٰ نے پانچ بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ ایک بیٹااور بیٹی کمسنی میں وفات پاگئے۔ باقی بیٹوں کے نام علی الترتیب یہ ہیں :

1۔ مکرم صفدر علی صاحب

2۔ مکرم سیف علی شاہد صاحب

3۔ خاکسار حیدر علی ظفرؔ

4۔ مکرم عمر علی طاہر صاحب

عزیزم مبارک محمود صاحب ابن مکرم سیف علی شاہدؔ صاحب کی 1992 میں شادی خانہ آبادی کے مبارک موقع پر مصطفیٰ آباد فارم کنری سندھ میں ہم چاروں بھائیوں کی ایک یادگار تصویر

دائیں سے بائیں : خاکسار حیدر علی ظفرؔ، مکرم سیف علی شاہدؔ صاحب، مکرم صفدر علی صاحب، مکرم عمر علی طاہرؔ صاحب

زیارت سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

جب میں نے ہوش سنبھالا تو اُس وقت ہم ناصر آباد اسٹیٹ میں رہائش پذیر تھے۔ ناصر آباد اسٹیٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد، قیام، نمازیں پڑھانا اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمانا آج تک مجھے یاد ہے۔ چمن (باغ) میں آتے وقت مصافحہ کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ "کنجے جی" ریلوے سٹیشن پر حضورؓ کی آمد و الوداع کے مناظر آنکھوں کے سامنے ہیں۔

میرے والد محترم کو حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ناصر آباد اسٹیٹ میں بعض دوروں کے دوران اذان دینے کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ ماشاء اللہ خوش الحان تھے اور اُن کی آواز دُور دُور تک سنائی دیتی تھی۔ یہ پچاس کی دہائی کی بات ہے کہ ناصر آباد اسٹیٹ میں مکمل جماعتی انتظام و انصرام تھا۔ اسٹیٹ کا نظام بھی بہت عمدگی سے مکرم سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب کی نگرانی میں چل رہا تھا۔ اسٹیٹ کا انتظامی ڈھانچہ اور نقشہ جماعت نے خود بنایا تھا جو ایک مثالی آبادی تھی۔ گاؤں کے وسط میں ایک بڑی خوبصورت مسجد بنی ہوئی تھی۔ گرمیوں میں جہاں بچے رات کو چاند کی روشنی میں کھیلتے تھے وہاں نماز عشاء سے پہلے گلیوں میں صَلِّ علیٰ کا وِرد بھی کرتے تھے۔ اس کے بعد خدام و اطفال نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد میں چلے جاتے۔

ابتدائی تعلیم

ابتدائی تعلیم خاکسار نے ناصر آباد اسٹیٹ میں حاصل کی۔ جب میں نے تیسری جماعت پاس کی اور میرے دونوں بھائیوں مکرم صفدر علی صاحب اور مکرم سیف علی صاحب نے پرائمری سکول پاس کر لیا تو میرے والدِ محترم مرحوم و مغفور ہمیں مزید تعلیم دلوانے کی خاطر چھ کلو میٹر دُور قصبہ کُنری میں نقل مکانی کر گئے۔ یہاں پر ہائی سکول تھا۔ میرے بھائیوں کو تو قاضی سلطان ہائی سکول کی پانچویں

کلاس میں داخلہ مل گیا مگر مجھے گورنمنٹ پرائمری سکول میں اس لئے داخلہ نہ مل سکا کیونکہ ناصر آباد اسٹیٹ کا سکول جہاں میں نے تیسری جماعت تک تعلیم حاصل کی تھی وہ سرکاری نہیں بلکہ پرائیویٹ سکول تھا۔ اس پر مجھے کُنری سے چار میل دُور محمود آباد اسٹیٹ میں جماعت کے پرائمری سکول میں داخل کروایا گیا۔ وہاں میری والدہ کے چچا حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ اپنے افرادِ خاندان کے ساتھ رہتے تھے چنانچہ میں اُن کے پاس رہنے لگا اور صرف چھٹی کے دن بذریعہ بس کُنری میں واقع اپنے گھر آتا تھا۔

میرے والد صاحب مرحوم و مغفور نے کُنری شفٹ ہونے کے بعد محنت مزدوری کر کے بیوی بچوں کا پیٹ پالا۔ رہنے کے لئے ایک مکان تو آتے ہی خرید لیا۔ ان سالوں میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ میرے والد محترم کی آنکھیں خراب ہو گئیں جس کی وجہ سے ذریعہ معاش بہت تنگ ہو گیا۔ تب میرے بڑے بھائی مکرم صفدر علی صاحب کے متعلق یہ مشورہ ہوا کہ وہ پڑھائی چھوڑ کر کوئی کام کریں۔ چنانچہ انہوں نے ٹیکنیکل کام سیکھنے کے لئے ایک کمپنی میں کام شروع کر دیا۔ اس طرح گھر کے حالات سنبھل گئے۔ آپریشن کے بعد محترم والد صاحب کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور اُن کو احمدیہ کاٹن فیکٹری میں ملازمت بھی مل گئی جہاں پر بعد میں رہائش کے لئے ایک کوارٹر بھی مل گیا۔

کُنری میں ایک بڑی جماعت تھی جہاں پر ایک مربی سلسلہ ہمیشہ متعین رہتے تھے نیز مرکزِ سلسلہ ربوہ سے مختلف مواقع پر مبلّغین و بزرگانِ سلسلہ اور علماء تشریف لاتے رہتے تھے۔ میرے والد محترم مرحوم و مغفور ان بزرگوں کو اپنے غریب خانہ پر کھانے پر بھی بلاتے تھے۔ میں اور میرے بھائی ان بزرگوں کی باتیں سُن کر بہت محظوظ ہوتے۔ میرے والدین کی مجھے وقف کرنے کی نیّت تو تھی ہی لیکن مختلف جلسوں میں مبلغینِ سلسلہ کے ایمان افروز واقعات کے بیان نے مجھے زندگی وقف کرنے کی طرف مزید راغب کیا۔

بچپن کی چند یادیں

چوتھی جماعت محمود آباد اسٹیٹ میں پاس کرنے کے بعد میں نے قاضی سلطان ہائی سکول کُنری میں داخلہ لیا اور میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ ہائی سکول میں فٹ بال اور کرکٹ کی کھیلوں میں شامل ہوتا تھا تاہم اطفال الاحمدیہ میں کبڈی بھی کھیلی۔ ہماری رہائش محلہ دارالفضل کُنری میں تھی۔ شروع شروع میں جب اس حلقہ میں مسجد نہیں تھی تو احمدیہ کاٹن فیکٹری میں واقع جامع مسجد میں باجماعت نمازیں پڑھنے کے لئے جاتا تھا اور کوشش یہ ہوتی تھی کہ میں پہلے پہنچ کر اذان دوں۔ محلہ دارالفضل کُنری میں مسجد بننے سے پہلے جماعت کی زمین پر ایک جگہ مٹی ڈال کر اونچی جگہ بنا کر نماز باجماعت پڑھتے تھے۔ اس تھڑے پر بھی گرمیوں کے دِنوں میں نماز مغرب کے بعد مکرم عطا اللہ صاحب درویش مرحوم قرآن مجید کے ترجمہ کی کلاس لیا کرتے تھے۔

یہاں پر میں اپنے ایک قائد مجلس مکرم سیّد سعید احمد شاہ صاحب کا ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں۔ کُنری میں جب بارشیں ہوتی تھیں تو پانی کی نکاسی کا مؤثر انتظام نہ ہونے کی وجہ سے بعض جگہوں پر کئی دن تک پانی کھڑا رہتا تھا۔ اس لئے مجلس خدام الاحمدیہ وقار عمل کے ذریعہ پانی کی نکاسی کا انتظام کرتی تھی اور اس کے لئے وقارِ عمل کرتی تھی۔ بعض جگہوں پر جنریٹر جو کہ احمدیہ فیکٹری کی طرف سے مہیّا ہو جاتا تھا کے ذریعہ کسی نہر یا کھالے میں پانی پھینک دیا جاتا تھا۔ پھر وقارِ عمل کے ذریعہ شہر کے اندر نالیوں کو صاف کیا جاتا اور پانی ایک بڑے گڑھے کی طرف نکال دیا جاتا۔ کُنری پاک کے ریلوے سٹیشن اور شہر کے درمیان کھلی جگہوں پر پانی کھڑا ہونے کی صورت میں کئی مرتبہ خدام نے وقارِ عمل کر کے نکاسئ آب کا انتظام کیا۔ ایک مرتبہ خدام وقارِ عمل کر رہے تھے اور جو نالہ بند تھا اُس کو کھولنے کی کوشش کر رہے تھے۔ خدام جاتے کچھ دیر کوشش کرتے اور واپس آجاتے مگر بتاتے بھی نہیں تھے کہ کیا وجہ ہے۔ تب قائد مجلس خود اس جگہ گئے اور نالے کو کھولنے میں کامیاب ہو گئے اور پانی کی نکاسی

تیزی سے شروع ہوگئی ۔ دراصل وہاں پر ایک مراہوا کتا پھنسا ہوا تھا۔ اس کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا تھا۔ محترم شاہ صاحب نے اس کو کھینچ کر باہر نکال دیا۔ اس واقعہ کا آج تک مجھ پر اثر ہے اور دل سے ان کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔ قائد ہو تو ایسا جو مشکل وقت میں خود آگے ہو جائے۔

قبولیت دعا پر یقین

اللہ تعالیٰ پر ایمان تو بچپن ہی سے ہے جب کہ ابھی کچھ بھی پتہ نہیں تھا کہ وہ کیسا اور کہاں ہے۔ اسی طرح یہ بھی سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 27 رمضان المبارک کو جسے بالعموم لیلۃ القدر سمجھا جاتا ہے مَیں گھر میں نمازوں کی ادائیگی کے لئے بنے ہوئے چبوترے پر بیٹھ کر دیر تک دعائیں کرتا تھا۔ جب سکول جانا شرع کیا اور ہائی سکول میں داخل ہوا تو میں پانچوں نمازیں بڑی باقاعدگی سے ادا کرتا تھا۔ یوں بنیادی اسلامی عقائد سے واقفیت بھی ہو چکی تھی۔

خدا تعالیٰ دعائیں قبول کرتا ہے، اس کا مجھے پختہ یقین اُس وقت ہوا جب میں ہائی سکول کی آٹھویں کلاس میں تھا۔ سکول میں مختلف فرقوں اور مذاہب کے طالب علم بھی تھے مگر کوئی اختلافی بات کلاس میں نہیں ہوا کرتی تھی۔ اُن دنوں کُنری ریلوے اسٹیشن کے اسٹیشن ماسٹر تبدیل ہو گئے اور ان کا بیٹا ہماری کلاس میں داخل ہوا۔ دوسرے تیسرے دن جب اسے علم ہوا کہ مَیں احمدی ہوں تو اس نے کلاس میں اختلافی مسائل پر گفتگو کرنی شروع کر دی اور میرے خلاف دوسرے طلبہ کو بھی اُکسانا شروع کر دیا۔ اس پر مجھے کچھ پریشانی ہوئی تو میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا تو اس لڑکے کا منہ بند کر دے اور اسے کلاس میں اختلافی مسائل چھیڑنے سے باز رکھ۔

میں قربان جاؤں اپنے پیارے خدا پر جس نے میری پریشانی کو دیکھا، میری پُکار کو سنا اور یہ لڑکا بدزبانی سے باز آگیا۔ اس کے بعد اس نے کبھی کلاس میں کوئی اختلافی مسئلہ نہ چھیڑا۔ اس واقعہ سے قبولیتِ دعا پر میرا یقین پختہ ہو گیا۔ عمر کے ساتھ ساتھ احکامِ خداوندی کی بجا آوری کی طرف توجہ بڑھتی گئی اور یوں

مجھے باقاعدگی سے مسنون دعائیں کرنے اور ہر ضرورت ، امتحان اور مشکل کے وقت خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کی عادت پڑ گئی۔ سبحان اللہ وبحمدہ ، سبحان اللہ العظیم

ایک غیر از جماعت مولوی صاحب کی نصیحت

جن دنوں میں ہائی اسکول میں پڑھتا تھا۔ بازار میں میرے پرائمری کے استاد مکرم ماسٹر فضل الدین طارق صاحب کی سٹیشنری وکتب کی دوکان تھی۔ چونکہ وہ ایک پُرجوش داعی الی اللہ تھے اس لئے انہوں نے آنے جانے والوں کے بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی ہوئی تھی۔ میں بھی کبھی کبھار ان کی دوکان پر چلا جاتا تھا۔ وہ بڑے پیار اور محبت سے پیش آتے تھے اور اپنی دعوت الی اللہ کی باتیں سنایا کرتے تھے۔ ایک روز ان کی دوکان سے اٹھا تو دو تین دوکانیں چھوڑ کر میں ایک اور دوکان میں گیا جس میں میرا ایک کلاس فیلو جمیل احمد بیٹھا ہوا تھا۔ دوکان تو اس کے کسی بڑے کی ہوگی۔ خیر میں نے اس سے ایک دوسرے کلاس فیلو کے متعلق پوچھا کہ رزّاق کہاں ہے۔ اس نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ ان کی دوکان پر بیٹھے ہوئے ایک مولوی صاحب نے کہا رزّاق کہہ کر کسی دوست کے بارے میں نہیں پوچھتے۔ رزّاق تو خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس لئے آپ کو عبدالرزاق کہنا چاہیئے۔ وہ دن اور آج کا دن میں ناموں کے لکھنے اور پکارنے کے سلسلے میں بہت محتاط ہوتا ہوں۔ خاص طور پر وہ نام جن میں صفات باری تعالیٰ آتی ہیں۔ میں ان مولوی صاحب کا شکر گزار بھی ہوں کہ انہوں نے مجھے ایک صحیح بات بتائی۔

وقفِ زندگی

میرے والدمحترم کے دل میں اپنے بچوں کو اسلام احمدیت کے لئے وقف کرنے کا جذبہ موجزن تھا۔ چنانچہ ابھی خاکسار کی عمر صرف چودہ سال تھی اور مَیں آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا کہ اُنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مجھے وقف کرنے کے لئے خط لکھ دیا۔ چونکہ اُس وقت جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے کم از کم میٹرک پاس ہونا ضروری تھا اِس لئے مورخہ پچیس اکتوبر 1958 کو والد صاحب کی درخواست کے جواب میں محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے درج ذیل خط کے ذریعے حضور رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد موصول ہوا۔

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

ربوہ

تاریخ : ۲۵/۱۰/۵۸

بخدمت مکرم رستم علی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا خط مورخہ ۵۸۔۱۰۔۱۰ سیدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ملاحظہ اقدس میں آیا۔ بعد ملاحظہ حضور نے فرمایا:

''تحریک کے قواعد کے ماتحت آپکا بچہ نہیں آتا۔ یہ ابھی آٹھویں جماعت میں ہے۔''

والسلام

(دستخط)

پرائیویٹ سیکرٹری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

1962ء میں خاکسار نے Education Board حیدرآباد سندھ سے میٹرک کا امتحان چار مضامین یعنی آرتھمیٹک، الجبرا، جیومیٹری اور اکنامکس میں Distinction حاصل کرتے ہوئے فرسٹ ڈویژن میں پاس کرلیا۔

خاکسار کو وقف کرنے کا والد صاحب کا ارادہ تو پہلے سے ہی تھا اور اِس کے لئے آپ نے چار سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں درخواست بھی دی تھی جس کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ میرے میٹرک پاس کرنے کے بعد والد صاحب نے وکالت دیوان تحریکِ جدید ربوہ ضلع جھنگ کو میرے وقف کے بارے میں دوبارہ خط لکھا۔ چونکہ اب مَیں شرائط پوری کرتا تھا اِس لئے درخواست کے جواب میں اُنہوں نے میرے والد صاحب کو فارم وقفِ زندگی ارسال کیا اور لکھا کہ اِسے بغور پڑھ کر اپنے لڑکے حیدر علی صاحب ظفرؔ سے پُر کرواکے واپس بھجوادیں۔ چنانچہ مَیں نے جلد وہ فارم پُر کرکے بھجوادیا۔ اِس پر وکالت دیوان نے خاکسار کے وقف کی منظوری کی اطلاع دی اور ساتھ لکھا کہ آپ کے لئے تجویز ہے کہ آپ کو اعلیٰ دینی تعلیم کے لئے جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل کروادیا جائے اور یہ کہ آپ انٹرویو کے لئے دس ستمبر 1962 کو ربوہ آجائیں۔ اِس اطلاع پر ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور خاکسار کے پورے خاندان نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور خاکسار کے ربوہ جانے کے لئے پروگرام تشکیل دیا جانے لگا۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ

مورخہ 7 ستمبر 1962 کو خاکسار جب جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے کُنری سے بذریعہ ریل گاڑی روانہ ہونے لگا تو ریلوے اسٹیشن پر الوداع کہنے کے لئے میرے والدین بھی موجود تھے۔ میری والدہ جو کہ اکثر بیمار رہتی تھیں کہنے لگیں کہ تم اتنی دُور جا رہے ہو تم کہاں میرا منہ دیکھو گے۔ سیف علی یہاں قریب حیدر آباد ہی پڑھتا ہے وہ تو آجائے گا۔ والدہ صاحبہ کی اس بات سے مجھے کچھ پریشانی ہوئی۔ چنانچہ خاکسار نے دُعائیں بھی کیں۔

جب میں ربوہ پہنچا اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا تو ایک دن حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ صاحب کے پاس دعا کی غرض سے حاضر ہوا اور اپنی والدہ کی بیماری کا ذکر کیا نیز دعا کی درخواست کی۔ اس پر مولانا صاحبؓ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ دعا کے بعد مولانا صاحب نے بتایا کہ میں نے نُور دیکھا ہے۔ اس پر مجھے کچھ تسلی ہوئی اور میں نے اپنی والدہ صاحبہ کو یہ بات لکھ دی اور یہ بھی لکھا کہ اب اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد وہ پندرہ سال زندہ رہیں۔

جس کلاس میں میَں داخل ہوا اُس کو اس وقت سپیشل میٹرک کہا جاتا تھا جو کہ بعد میں ممہدہ کہلائی۔ میری رہائش ہوسٹل میں تھی۔ مکرم سیّد سمیع اللہ شاہ صاحب ہوسٹل کے سپریٹنڈنٹ تھے۔ مکرم ملک مبارک احمد صاحب اور مکرم عبدالرزاق صاحب پی ٹی آئی ٹیوٹر تھے۔ مکرم قریشی نورالحق تنویر صاحب بھی ہوسٹل کے ٹیوٹر رہے۔ بعد میں مکرم ملک مبارک احمد صاحب اور اسی طرح مکرم قریشی نورالحق تنویر صاحب بھی ہوسٹل کے سپریٹنڈنٹ بنے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ عاجز بڑی باقاعدگی سے اور بغیر کسی ناغے کے کلاسز کے تمام پیریڈز اور اسی طرح کھیلوں میں بھی شامل ہوتا رہا۔ چنانچہ بعض سالوں میں سالانہ تقسیم انعامات کی تقریب میں حاضر باشی کا انعام بھی مجھے ملا۔ سپیشل میٹرک کا سالانہ امتحان دینے کے بعد میَں چھٹیوں میں

والدین کے پاس سندھ چلا گیا۔امتحان کا نتیجہ بذریعہ خط آیا اور پھر روزنامہ الفضل میں بھی شائع ہوا۔ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ میں اپنی کلاس میں اوّل نمبر پر تھا۔اس سے قبل جب سپیشل میٹرک کا ششماہی امتحان دیا تھا تو اس میں میری سیکنڈ پوزیشن آئی تھی۔ تعلیمی رپورٹ جو بذریعہ خط محترم والد صاحب کی خدمت میں گئی اس میں رزلٹ کے علاوہ مکرم سیّد میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے اپنے ہاتھ سے درج ذیل نوٹ لکھا تھا:

''سنجیدہ ہے۔ تعلیم کا شوق ہے۔اُمید ہے اچھے مبلغ بنیں گے۔''

اس نمایاں کامیابی سے پڑھائی کی طرف الحمدللہ میرا رجحان اور زیادہ ہو گیا۔

دورانِ تعلیم دورہ جات

دورانِ تعلیم عملی طور پر خدمت دین کی توفیق بھی ملتی رہی الحمد للہ علیٰ ذالک۔ جامعہ کی پہلی کلاس سپیشل میٹرک کا امتحان دے کر 1963 کی موسم گرما کی تعطیلات میں خاکسار کُنری اپنے گھر چلا گیا۔ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ مکرم چوہدری محمد رفیق صاحب قائد مجلس خدّام الاحمدیہ ضلع تھرپارکر نے مجھے اور مکرم مولوی عبدالسلام طاہر صاحب کو ضلع تھرپارکر کی مجالس خدام الاحمدیہ میں بیداری پیدا کرنے کے لئے دورے پر جانے کے لئے کہا جسے ہم نے خوشی سے قبول کیا۔پندرہ دنوں میں ضلع کی تمام مجالس کا دورہ کیا۔اس طرح اپنے ضلع کے لوگوں کو جاننے کا بھی موقع ملا۔اس دورہ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے ہمارا زیادہ تر سفر بذریعہ ریل گاڑی ہوتا تھا۔جماعتیں ایک لحاظ سے لوپ لائن پر ہی واقع تھیں۔ بعض جماعتیں ریلوے اسٹیشنوں سے کچھ فاصلہ پر واقع ہوتی تھیں جہاں پیدل ہی جانا پڑتا تھا۔یہ ریل گاڑی میرپور خاص (ضلعی صدر مقام) سے چلتی تھی اور جیمس آباد، ڈگری، جھڈو، نوکوٹ، نبی سر روڈ، کُنری پتھورو سے ہوتی ہوئی واپس میرپور خاص آتی تھی۔اس

سفر کے دوران میں نے مکرم مولوی عبد السلام طاہر صاحب کو تقویٰ کی باریک راہوں پر عمل کرتے ہوئے دیکھا اور وہ اس طرح کہ ایک اسٹیشن پر ہمارے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ ٹکٹ خرید سکیں لہٰذا گاڑی کی روانگی سے پہلے بھاگ کر ایک ڈبے میں ہم بیٹھ گئے۔ اُس سے اگلے اسٹیشن پر ہم نے اُترنا تھا وہاں اُتر کر پلیٹ فارم سے باہر آنے کے بعد انہوں نے وہاں سے اُس اسٹیشن کی جہاں سے ہم آئے تھے دو ٹکٹیں خرید کر ضائع کر دیں تاکہ جو سفر ہمیں مجبوراً بغیر ٹکٹ کے کرنا پڑا ہے اس کا کرایہ گورنمنٹ کو ادا ہو جائے۔

چھٹیوں کے بعد جب جامعہ احمدیہ کھلا تو میٹرک پاس طلبہ کو فصل پنجم میں داخل کیا گیا۔ اس سے قبل جب جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے میٹرک پاس ہونے کی شرط نہیں تھی تو طلبہ اوّل۔ دوم سوم۔ چہارم اور پنجم کلاس پاس کر کے پھر درجہ اولیٰ میں داخل ہوتے۔ جب جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے میٹرک پاس کرنا لازم ہو گیا تو نئے داخلے فصل اوّل میں نہ کئے جاتے اور موجود کلاسوں کو پنجم تک پڑھا کر درجہ اولیٰ میں داخل کر لیا جاتا۔ اس لئے فصل چہارم جب پنجم میں داخل ہوئی تو میٹرک پاس طلبہ کو بھی ان کے ساتھ پنجم میں داخل کر دیا گیا۔

سال 1964 میں خاکسار نے فصل پنجم کا امتحان دیا۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں امیر صاحب جماعت ہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ مکرم چوہدری محمد انور حسین صاحب نے پرنسپل صاحب جامعہ کو اُن کے ضلع میں جماعتوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے دس طلباء کو دس دنوں کے لئے بھجوانے کی درخواست کی۔ اس پر محترم پرنسپل صاحب نے مختلف کلاسوں کے 10 طلباء کو وہاں جانے کا ارشاد فرمایا۔ اُن میں سے ایک خاکسار بھی تھا۔ چنانچہ حسبِ پروگرام ہم بذریعہ ریل کار وہاں گئے۔ چائے وغیرہ پینے کے بعد چوہدری صاحب نے ہمیں کچھ ہدایات دیں اور ضلع کی پانچ تحصیلوں میں دو، دو افراد کے پانچ گروپ بھجوانے کا پروگرام بنایا۔ چوہدری صاحب نے دریافت فرمایا کہ کس کس کو کام کا تجربہ ہے۔ اِس پر خاکسار نے بھی ہاتھ کھڑا کر دیا کیونکہ ایک سال قبل میں ضلع تھرپارکر کی مجالس کا دورہ کر

چکا تھا۔ چنانچہ مجھے اور مکرم فضل الٰہی عارف صاحب کو تحصیل سانگلہ ہل میں بھجوادیا گیا۔اس دورہ کے دوران ایک روزہم چک چہور کی جماعت میں گئے اور نمازِ مغرب مسجد میں ادا کی۔ نماز کے بعد ہمارے ساتھ ایک اجلاس کا پروگرام تھا جس کے بعد ہمیں دو نوجوان ملے جنہوں نے اپنے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ بھی میٹرک پاس کرنے کے بعد زندگی وقف کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ان میں سے ایک مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب حال مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ تھے۔ دوسرے مکرم ادریس احمد عابد صاحب تھے جنہوں نے کچھ دیر حدیقۃ المبشرین کے دفتر میں کام کیا اور پھر کراچی ماڈرن موٹرز میں ملازم ہو گئے اور بعدازاں آسٹریلیا شفٹ ہو گئے۔

(پچھلے دنوں اُن کی وہاں پر ہی وفات ہو گئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ)

صداقت گروپ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ممہدہ سے لے کر آخری کلاس تک میری پوزیشن اول یا دوم رہی۔زیادہ تر اوّل پوزیشن آتی رہی۔جامعہ میں تعلیم کے دوران میرا گروپ "صداقت" تھا (جامعہ احمدیہ میں تربیتی گروپس کے نام یہ تھے: صداقت، امانت، رفاقت اور شجاعت) جس کے نگران محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ واستاد جامعہ احمدیہ تھے۔اس گروپ میں مختلف کلاسوں کے طلباء ہوتے تھے جن کی ہفتہ وار میٹنگ ہوتی تھی جس میں ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ بالخصوص ایک طویل عرصہ بیرون ملک کام کرنے والے مبلّغین کو جو ربوہ میں مقیم تھے، گروپ کی میٹنگز میں تقریر کرنے اور سوال وجواب کے لئے بلایا جاتا۔ان میں سے مجھے درج ذیل مبلّغین کے فیلڈ کے تجربات نے بہت متاثر کیا اور ان سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔مکرم مولانا نور محمد نسیم سیفی صاحب سابق امیر ومبلغ انچارج نائیجیریا،مکرم مولانا شیخ نصیر الدین احمد صاحب ایم اے سابق مبلغ نائیجیریا،مکرم مولانا منیر احمد عارف صاحب مبلغ سلسلہ نائیجیریا۔ اتفاق کی بات ہے کہ یہ تینوں مبلغ مغربی افریقہ میں کام کر چکے تھے۔ 1985 میں جب میری تقرّری

لائبیر یا میں ہوئی تو وہ بھی مغربی افریقہ کا ایک ملک تھا۔جامعہ میں سالانہ تقریری اور کھیلوں کے جو مقابلے ہوتے تھے وہ اِن گروپس کے مابین ہوتے تھے۔ سالانہ ڈنر اور تقسیم انعامات کے موقع پر ان

جامعہ احمدیہ کے سالانہ تقریری مقابلوں میں صداقت گروپ کے مقررین ٹرافی حاصل کرنے کے بعد
دائیں سے : احمد شمشیر سوکیہ، حیدر علی ظفرؔ، عبدالحفیظ کھوکھر، عطاالکریم شاہد، چوہدری نصیر احمد، رفیق احمد نعیم

مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات دیئے جاتے تھے۔ صداقت گروپ کے طلبہ نے بھی تقریری مقابلوں میں ٹرافی حاصل کی۔

انتظامی امور کی انجام دہی کے مواقع

ہوسٹل جامعہ احمدیہ میں مجھے میس کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے خدمت کا موقع ملتا رہا۔ 1964 میں خدام الاحمدیہ کی سالانہ تربیتی کلاس تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں منعقد ہوئی۔اس کی انتظامی کمیٹی میں مجھے خدمت کا موقع ملا۔ایک واقف زندگی بھائی مکرم نصراللہ خاں ناصرؔ صاحب ناظم تعلیم خدام الاحمدیہ ربوہ نے اس خدمت کے لئے مجھے ساتھ شامل کیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ جس کے بعد کچھ سالوں تک مجھے اس کلاس میں تدریس کا موقع بھی ملتا رہا۔ بعد میں یہ تربیتی کلاس ایوانِ محمود میں منعقد ہوتی رہی۔پندرہ روزہ کلاس کے بعد شرکاء کا امتحان بھی لیا جاتا تھا۔

اِس کے شرکاء بعد میں مجھے بڑی محبت اور اخلاص سے ملتے رہے ۔ان میں سے ایک دوست مکرم عبدالباری احمدی صاحب تھے ۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 1968 کی تربیتی کلاس کے اختتام پر انعامات عطا فرما رہے تھے ۔مکرم عبدالباری احمدی صاحب ہر مضمون میں کوئی نہ کوئی انعام لے رہے تھے۔ایک مرتبہ جب وہ انعام لینے کے لئے آئے تو حضورؒ نے فرمایا کہ :

چوہدری عبدالباری احمدی۔ کیلگری رکینیڈا

"تمہی ہو جو ہر روز مجھے دعا کے لئے خط لکھتے ہو"۔ یہ تربیتی کلاس کا ایک طالب علم تھا مگر اِس کے دل میں خلیفۂ وقت کی ایسی محبت تھی کہ وہ ہر روز دعا کی غرض سے خط لکھتا تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ جو بار بار خط لکھتا ہو وہ خلیفۂ وقت کی نظروں کے سامنے رہتا ہے۔اس طرح خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی برکات سے مستفیض ہوتا ہے۔

اِسی طرح خاکسار ہوسٹل میں زعیم مجلس خدام الاحمدیہ بھی رہا۔اس کے بعد بطور ناظم تعلیم خدام الاحمدیہ ربوہ خدمت کی توفیق پائی۔جب میں درجہ خامسہ میں تھا تو حضرت خلیفہ المسیح الثالثؒ نے مجھے نائب مہتمم مقامی ربوہ مقرر فرمایا۔ مہتمم مقامی مولانا سلطان محمود انور صاحب مرحوم مقرر ہوئے تھے۔ کئی ماہ مجھے بطور قائم مقام مہتمم مقامی کے طور پر خدمت کا موقع بھی ملا۔اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے انتظامی معاملات کا تجربہ حاصل ہوا۔

تقریری اور علمی مقابلہ جات میں شمولیت

درجہ ممہدہ ہی سے میں نے تقریری مقابلوں میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔انگریزی تقریری مقابلے میں

بھی میں نے حصّہ لیااور میری تقریر کا عنوان Status of Women in Islam تھا۔سالانہ تقریری مقابلے میں میری کوئی پوزیشن تو نہ آئی مگر مجھے حوصلہ افزائی کا انعام دیا گیا۔اس سے میرا حوصلہ بڑھا ۔خاکسار جامعہ احمدیہ میں اور اِسی طرح خدام الاحمدیہ کے تقریری مقابلوں میں شامل ہوتا رہا۔ خدام الاحمدیہ میں بلاک کی سطح پراوراسی طرح آل ربوہ تقریری مقابلوں کےعلاوہ سالانہ اجتماع کےموقع پر تقریری مقابلوں میں بھی حصہ لینے کی توفیق ملی۔علاوہ ازیں خدام الاحمدیہ میں مطالعہ کتب، مطالعہ حدیث اور حفظ قرآن کے مقابلوں میں شامل ہونے کی توفیق ملتی رہی۔سالانہ اجتماع کےموقع پر یہ مقابلے بیک وقت ہورہے ہوتے تھے۔اس لئے ایک ممتحن سے فارغ ہوکر جلد جلد دوسرے کے پاس پہنچنا ہوتا تھا۔ان مقابلہ جات میں بھی میری اچھی پوزیشنز آتی رہیں جن کی سندات آج تک میرے پاس محفوظ ہیں اور ان پرمختلف صدور خدام الاحمدیہ کے دستخط ثبت ہیں۔ چنانچہ صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب مرحوم اور صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ کے دستخطوں کے ساتھ سندات بھی میرے ریکارڈ کی زینت ہیں۔مضمون نویسی کا بھی مجھے شوق تھا۔میرے مضامین روزنامہ الفضل کے علاوہ دوسرے رسالوں میں بھی شائع ہوتے رہے۔ جلسہ سالانہ 1968 کے موقع پر مسجد مبارک میں منعقد ہونے والے شبینہ اجلاس میں بھی خاکسار کو جامعہ احمدیہ کی طرف سے" خدمت قرآن اور جماعت احمدیہ" کے موضوع پر تقریر کرنے کا موقع ملا۔

بیعت خلافتِ ثالثہ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہمارا بیعت کا تعلق پیدائشی تھااور آپ کے ساتھ دِلی تعلق ہمیں گھر سے ہی بطور گھٹی عطا ہوا تھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالك. آخری سالوں میں حضورؓ کی بیماری کے دوران باقاعدگی سے روزنامہ الفضل ربوہ کے ذریعہ حضور کی صحت کے متعلق اطلاعات ملتی رہتی تھیں جس نے ساری جماعت کو دعاؤں کی طرف مائل کر دیا تھا۔ بالآخر وہ وقت بھی آن پہنچا جب حضور کا وصال ہو گیا جس کا ہم سب کو بڑا گہرا غم پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نور آیت 56 میں اپنے دیئے گئے وعدہ کے مطابق ہمیں خلافتِ ثالثہ کی نعمت سے نوازا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك.

خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے حضورؒ صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان، پرنسپل تعلیم الاسلام کالج اور صدر مجلس انصار اللہ پاکستان جیسے جلیل القدر عہدوں پر فائز تھے اس لئے جماعت میں معروف و ممتاز تھے۔ پھر جلسہ سالانہ کے موقع پر بھی حضور کی تقریر ہوتی تھی اس لئے میں آپؒ کی شخصیّت سے متعارف تھا۔ جب حضورؒ خلیفہ منتخب ہو گئے تو اُسی رات آپ کی بیعت کا شرف حاصل ہو گیا اور وہ جو سنا کرتے تھے کہ لوگوں نے خلافت ثانیہ کی بیعت کے وقت ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد نور قادیان میں بیعت کی تھی وہ نظارہ ہم نے مسجد مبارک ربوہ میں نہ صرف دیکھا بلکہ اس کا حصہ بھی بننے کی توفیق ملی۔ پھر کیا تھا ہوسٹل جامعہ احمدیہ کے طلباء صبح و شام ہوسٹل سے نکل کر پہاڑی درہ کو کراس کر کے گول بازار سے ہوتے ہوئے مسجد مبارک میں حضور کی اقتداء میں نمازیں پڑھنے جاتے اور حضور کے درس وارشادات سے مستفید ہوتے۔ اب حضورؒ کی گفتگو کا رنگ ہی اور تھا اور حضور کی زبان مبارک سے الٰہی حقائق و معارف بڑی تیزی کے ساتھ بیان ہو رہے ہوتے تھے جن کو سننے کے لئے لوگ جوق در جوق ربوہ کے مختلف محلہ جات سے آتے تھے۔ اجتماعی بیعت کے بعد پھر انفرادی بیعت کے لئے بھی حضور کی خدمت میں خطوط لکھے گئے۔ ابھی تھوڑے دن ہی گزرے تھے کہ ہمارے پرنسپل مکرم سیّد میر داؤد احمد صاحب غفر اللہ لہٗ نے حضور کو جامعہ کے طلبا سے خطاب کی دعوت دی۔ اس طرح ہم حضور کی ہدایات و نصائح سے زیادہ قریب سے متمتع ہوئے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے بعض پروگراموں میں بھی حضور کا قُرب نصیب ہوتا رہا۔ پھر مربی سلسلہ بننے کے بعد پاکستان میں ایک بار تقرری کے حوالہ سے بھی حضورؒ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خلافت کے ابتدائی دور میں ایک موقع پر لیا گیا ایک یادگار فوٹو

جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت

یہ 1969ء کی بات ہے جبکہ خاکسار ابھی جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا کہ میرے دل میں قادیان دارُالامان دیکھنے اور جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ اُس وقت پاسپورٹ بھی آسانی سے نہیں بنتا تھا اور بھارت میں آمد و رفت بھی عام نہیں تھی۔ بہر حال دیگر احباب کی طرح مَیں نے بھی نظارت خدمت درویشاں ربوہ کو اپنی درخواست بھجوا دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن خوش قسمت احباب کی لسٹ میں خاکسار کا نام بھی تھا جن کی درخواست منظور ہوئی تھی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔ مجھے پہلی بار قافلے کے ساتھ قادیان جلسہ سالانہ میں شمولیت کی سعادت مل رہی تھی۔ یہ جلسہ 6تا8 جنوری 1969 کو منعقد ہوا تھا۔ یہ دراصل 1968 کا جلسہ سالانہ تھا جو رمضان المبارک اور جلسہ سالانہ ربوہ کی وجہ سے ملتوی کیا گیا تھا۔ پاسپورٹ کے حصول کے لئے دفتر خدمت درویشاں میں جا کر ضروری کاغذات پُر کئے اور فارموں پر دستخط کئے۔ جب روانگی کا وقت آیا تو پتہ چلا کہ امیرِ قافلہ مکرم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب ہیں۔ اگرچہ ناظر خدمت درویشاں سیّد میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ خود بھی اِس قافلہ میں شامل تھے۔ 67افراد پر مشتمل یہ قافلہ مورخہ 4 جنوری 1969 کو روانہ ہوا۔ روانگی سے قبل پاسپورٹ ہمیں مل گئے تھے جو کہ محدود مدّت کے لئے تھے اور جن پر لکھا ہوا تھا:

Pilgrams for Qadian- India

اٹاری واہگہ بارڈر ہمارا پہلا سٹاپ تھا۔ پاسپورٹ کنڑول کے بعد انڈیا کے بارڈر تک سامان اُٹھا کر پیدل گئے۔ نوجوانوں کو بعض بوڑھوں کا سامان بھی اُٹھوایا گیا۔ الحمد للہ خاکسار کو بھی اس خدمت کی سعادت ملی۔ جب منتظمین میں سے ایک شخص نے میرے سر پر کسی بزرگ کا سامان رکھنا چاہا تو پرنسپل جامعہ احمدیہ محترم میر داؤد احمد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا:

"بے فکر ہو کر رکھ دیں میں نے چوزے نہیں پالے ہوئے"

بھارت کی طرف پاسپورٹ کنٹرول والے ہمارے ساتھ بہت عزّت و تکریم سے پیش آئے۔ جب وہاں سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ قادیان سے مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ناظر امور عامہ کچھ خدّام کے ساتھ ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔ وہ ہمیں بسوں پر امر تسر ریلوے سٹیشن لے گئے اور وہاں سے ہم ریل گاڑی کے ذریعہ قادیان گئے۔ گاڑی سے ہی جب منارۃ المسیح کو دیکھا تو دید کی منتظر آنکھوں کو قرار آیا۔ پھر قادیان ریلوے سٹیشن سے ٹانگہ کے ذریعہ محلہ احمد یہ گئے اور اُس پاک بستی کو دیکھا جس نے مسیحا کے قدم چومے تھے اور جس کو دیکھنے کی تڑپ بچپن ہی سے میرے دل میں تھی۔ قافلے کے ٹھہرنے کا اہتمام سکول کی ایک عمارت میں تھا۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے مہمان آرہے تھے مگر کشمیر سے آئے ہوئے احمدیوں کا رنگ ہی اور تھا۔ اخلاص اور محبت کے پُتلے نظر آتے تھے۔ وہاں پر کل چھ سات روز کا قیام تھا۔ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے علاوہ جی بھر کر مقدّس مقامات کی زیارت کی توفیق ملی۔ مسجد مبارک میں تو پہلے روز ہی نماز پڑھنے کی سعادت مل گئی۔ دوسرے تیسرے روز بیت الدّعا میں جانے اور نوافل ادا کرنے کا موقع ملا۔ بیت الفکر میں بھی جا کر دعا کی۔ مسجد اقصیٰ میں جا کر نہ صرف بعض نمازیں پڑھیں بلکہ ایک بار منارۃ المسیح پر چڑھ کر قادیان اور اس کے ارد گرد کا نظّارہ بھی کیا۔

پنجاب میں پڑنے والی سردی کا کچھ اندازہ تو تھا ہی مگر قادیان میں اور پھر ایک کھلے احاطے میں جہاں جلسہ ہو رہا تھا نسبتاً زیادہ سردی محسوس ہوتی تھی۔ البتہ احبابِ جماعت کا ذوق و شوق کے ساتھ جلسہ گاہ کی طرف بڑھنے اور پرالی پر بیٹھ کر جلسہ سننے کا نظارہ جب بھی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے تو اُس روحانی سرور کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ دوپہر کے وقت سورج دکھائی دیتا تھا جبکہ صبح کے وقت دُھند رہتی تھی۔ ایسے میں جلسہ میں شامل ہونے اور تقاریر سننے کا شوق ہی جلسہ گاہ میں بیٹھنے کی ہمت دلاتا تھا۔ اب اس سفر کے 50 سال گزرنے کے بعد بھی مولانا شریف احمد امینی صاحب، مکرم بشیر احمد صاحب فاضل

دہلوی کی تقاریر اوراسی طرح مکرم صاحبزادہ مرزاوسیم احمد صاحب رحمہ اللہ ناظر دعوۃ وتبلیغ کی اختتامی تقریر اور دعا کے وقت حاضرین کا سوز و گداز دیکھنے کے لائق تھا۔ جلسہ کے بعد حاضرین کا مساجد کی طرف رُخ ہوتا تھا۔ مسجد مبارک میں حضرت مولوی عبدالرحمٰن جٹ صاحب رضی اللہ عنہ امامت کرواتے تھے۔

ایک امر جس کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ وہاں کے احباب کا مہمانوں کے ساتھ حُسن سلوک اپنی مثال آپ تھا۔ مالی لحاظ سے وہ زیادہ استطاعت نہیں رکھتے تھے مگر پھر بھی احمدیہ محلہ میں ہر کوئی چائے کی دعوت ضرور دیتا تھا بلکہ بضد ہوتے تھے کہ ہم سے چائے پئیں۔ پھر چائے بھی ٹی سٹال پر بہت عمدہ اور اعلیٰ کوالٹی کی ملتی تھی۔ آج تک اُس کا ذائقہ نہیں بھولا۔ قرآن مجید میں جو صحابہ کی شان میں یہ آیا ہے کہ:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر: 10)

اور وہ باوجود اس کے کہ خود غریب تھے مہاجرین کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے تھے کا انہیں مصداق پایا۔ صرف چائے کی دعوت نہیں بلکہ بہت سے نوجوان ملتے تھے جو یہ کہتے کہ بہشتی مقبرہ دعا کے لئے جانا ہے ؟۔ بہشتی مقبرہ نسبتاً ایک طرف تھا۔ اور ڈھاب والا پُل گزر کر جانا پڑتا ہے۔ اس لئے وہاں ساتھ چلنے کی بھی کئی بار پیشکش ہوئی۔

بہشتی مقبرہ جانا اور وہاں پر آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں کہ "میرے مہدی کو میرا سلام پہنچانا" بھی قادیان جانے کی اغراض میں شامل تھا۔ اس کے لئے وہاں بھی دو تین بار جانا ہوا۔ حضور علیہ السلام کے مزار پر دعا کرنے اور حضور ﷺ کا سلام پہنچانے کے بعد دِل کو ایک قسم کی تسلّی ہو گئی کہ الحمدللہ میں نے حضور ﷺ کے فرمان کی تعمیل کی سعادت پالی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ممبرانِ قافلہ پاکستان، قادیان میں امیر مقامی مکرم مولانا عبدالرحمٰن جٹ صاحب اور مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ہمراہ

ہائیکنگ اور پیدل سفر کا ذکر

جامعہ کے طلبہ یعنی مستقبل کے مبلغین کو محنت اور مشقت کی عادت ڈالنے ، صبر آزما اور مشکل و کٹھن حالات کا مقابلہ کرنے اور استقامت اختیار کرنے کی مشق کے لئے غیر نصابی سر گرمیاں بھی رکھی جاتی ہیں۔اِن میں سے ہائیکنگ اور پیدل سفر کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ہائیکنگ تو کاغان، شوگراں، ناران اور جھیل سیف الملوک کی طرف تھی۔ واپسی مظفر آباد آزاد کشمیر کی طرف سے آئے۔ کئی جگہوں پر پہاڑی علاقوں میں پیدل سفر بھی کیا۔اس کے نگران استاد مکرم سیّد میر محمود احمد صاحب تھے۔اُن کے ساتھ مکرم قریشی نورالحق صاحب تنویر بھی تھے۔

پیدل سفر کے تحت ایک معیّن سفر پیدل کرنا ہوتا ہے۔اس میں کسی قسم کی لفٹ بھی نہیں لینی ہوتی اور نہ ہی اپنا مقصد بتانا ہوتا ہے اور غلط بیانی بھی نہیں کرنی نیز کھانا بھی خرید کر نہیں کھانا وغیرہ۔اُس وقت ربوہ سے ہر طالب علم کو 15،15 منٹ کے وقفہ سے روانہ کیا جاتا۔خاکسار نے ان شرائط کے ساتھ جو پیدل سفر کیا وہ ربوہ، چنیوٹ، پنڈی بھٹیاں،سکھیکی، سانگلہ ہل، شاہکوٹ اور فیصل آباد سے واپس ربوہ تک کا تھا۔ یہ 125 میل کا سفر ہے جو میں نے 72 گھنٹوں میں طے کیا۔ایسا سفر جامعہ میں تعلیم کے دوران ایک مرتبہ کرنا ہوتا ہے۔اس لئے طالب علم کی مرضی ہے کہ جس درجہ میں چاہے کرے۔ طالب علم کو اکیلے روانہ کیا جاتا تھا تاہم راستے میں کوئی پہلے روانہ ہونے والے اور کوئی بعد میں رخت سفر باندھنے والے ہم چار طالب علم اکٹھے ہو گئے۔خاکسار، مکرم محمود احمد صاحب بی اے بی ٹی، مکرم محمد جلال شمس صاحب اور مکرم مبارک احمد بھٹی صاحب۔ راستے میں رات کو کہاں کہاں سوئے اور پیٹ کی آگ کیسے بجھائی، لوگوں نے ہم راہگیروں کو دیکھ کر کیا کیا تبصرے کئے، یہ ایک الگ داستان ہے۔ کوئی کہتا تم لوگوں کو کوئی سزا ملی ہے۔ کوئی کہتا کہ کیا تم فیل ہو گئے ہو۔تاہم ہمارے ایک ساتھی جب یہ جواب دیتے کہ " پیر صاحب نے امر لگایا ہے "تو لوگوں کی تسلّی ہو جاتی اور

یہ غلط بیانی کے زمرے میں بھی نہیں آتا تھا کیونکہ جامعہ کے پرنسپل سیّد میر داؤد احمد صاحبؒ تھے اور اُنہی کے ارشاد پر ہم یہ سفر کرتے تھے۔

تبلیغی سفر اور مکرم محمد عثمان چینی صاحب

جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے دوران درجہ رابعہ میں طلبا کو تبلیغی سفر کے لئے مختلف جماعتوں کے دورے کروائے جاتے ہیں۔اِس میں طلبا تبلیغی و تربیتی موضوعات پر تقاریر کرتے ہیں۔اس سفر میں ہم ضلع فیصل آباد کی بعض جماعتوں میں گئے۔مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب جو کلام کے استاد تھے وہ ہماری راہنمائی کے لئے ہمراہ تھے۔ربوہ کے مضافات میں بڑی کلاسوں کے طلبہ کا تبلیغی وفود کے طور پر جانا بھی ایک معمول کی کارروائی تھی۔ یہ وفود کبھی مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے اور کبھی مجلسِ علمی کی طرف سے بھجوائے جاتے تھے۔ربوہ سے مغرب کی طرف بہت دیہات تھے مگر ڈاور ایک قصبے کی حیثیت رکھتا تھا۔ربوہ کی مشرقی جانب مشہور گاؤں کوٹ امیر شاہ تھا۔دونوں اطراف کے دیہات میں کئی بار جانا ہوا۔ایک سفر میں ہمارے ساتھ مکرم محمد عثمان چینی صاحب بھی تھے۔ ضروری نہیں کہ طلبا ہر جگہ باقاعدہ سڑکوں یا راستوں پر ہی جاتے تھے۔جہاں کچھ لوگ کام کرتے دکھائی دیتے ان کی طرف چلے جاتے تھے اور پھر اگر وہ وقت دیتے تو ان کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے بارہ میں بتاتے تھے۔

عموماً کھیتوں کے درمیان حد بندی کے لئے کچھ مٹی ڈال کر جگہ کو اونچا کیا جاتا تھا جن پر انسان چل بھی سکتا تھا۔کسی جگہ چھوٹی چھوٹی فصل ہوتی تھی اور بعض کھیت خالی ہوتے تھے۔ طلبہ بعض اوقات ان کھیتوں کے درمیان میں سے بھی گزر جاتے تھے مگر مکرم عثمان چینی صاحب ہمیشہ کنارے کنارے چلتے تھے مبادا کھیت میں سے گزرنے سے فصل کا کسی قسم کا نقصان ہو جائے۔ **یہ امر ان کے تقویٰ کے اعلیٰ مقام کی غمازی کرتا ہے**۔ڈاور قصبے کا میں نے ذکر کیا ہے۔ وہاں پر ایک

مرتبہ مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ اور غیر احمدیوں کے مشہور مناظر لال حسین اختر کے درمیان مناظرہ بھی ہوا تھا جس میں جامعہ احمدیہ کی بڑی کلاسوں کے طلبا کا شامل ہونا ضروری تھا۔ اس مناظرہ میں مکرم مولانا احمد خاں نسیمؔ صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی جماعت کی طرف سے مینجر تھے جبکہ دوسری طرف مینجر مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی تھے۔ یہ مشہور مناظرہ خاکسار کو بھی دیکھنے اور سننے کا موقع ملا۔

پاکستان کے طول وعرض میں سفر

جامعہ میں تعلیم کے دوران نیز بعد میں بھی مختلف وقتوں میں اور مختلف اغراض کے لئے بہت سے اضلاع کی جماعتوں اور مجالس خدام الاحمدیہ کے دورہ جات کرنے کا موقع ملا۔

مربّی سلسلہ بننے کے بعد مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کی صدارت کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے تحت ضلع بہاولنگر کی مجالس کا دورہ کیا گیا۔ اس دورہ میں مجالس کو اپنے سالانہ اجتماع میں شمولیت کی تحریک کرنی تھی۔ اس طرح ایک دفعہ اسی مقصد کے لئے ضلع گجرات کی مجالس کا دورہ کیا۔ ایک مرتبہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے تحت مردان۔ چارسدّہ۔ پشاور جانے کا موقع بھی ملا۔ 1984 میں ضیاءالحق کے آرڈیننس کے نفاذ کے بعد حضورؒ کی ہدایت کے تحت نظارت اصلاح وارشاد نے دو، دو مربّیان کو جماعتوں میں دورے پر بھجوایا تاکہ اُن کی خیریت دریافت کی جائے اور ان مشکلات
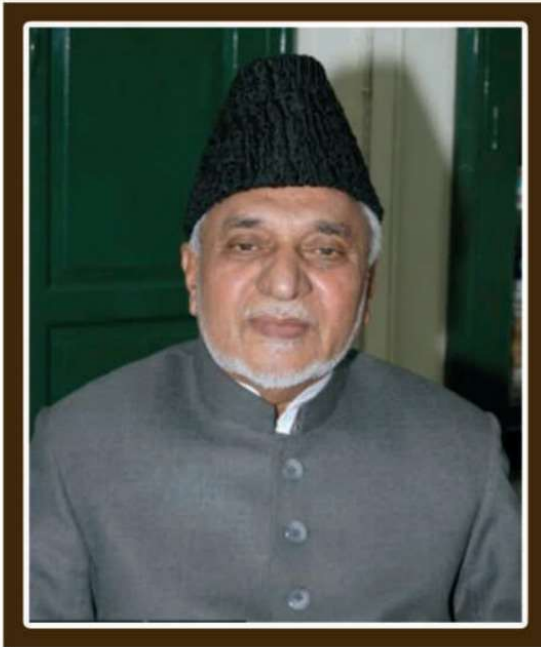
مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب

کے زمانہ میں نمازوں اور دعاؤں پر اور زیادہ زور دینے کی طرف توجہ دلائی جائے۔اصل مقصد جماعتوں سے رابطہ تھا۔اس دورے میں میرے ساتھ مربّی سلسلہ مکرم محمد یوسف نیّرؔ صاحب تھے۔ اس دورہ میں ہمیں سرگودھا، خوشاب، جوہر آباد اور بھکّر وغیرہ اضلاع کی جماعتوں میں جانے کا موقع ملا۔

سیلاب میں مدد

1973 میں ملک میں بارشوں کے بعد دریاؤں میں سیلاب بھی آئے۔دریائے چناب کا پانی ربوہ کے گردونواح میں آگیا مگر پھر بھی ربوہ ایک محفوظ مقام تھا۔ربوہ کے قریب احمد نگر بھی اونچی جگہ پر واقع ہے تاہم اِس کے چاروں طرف سیلاب کا پانی بہہ رہا تھا۔کئی دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہا۔اس لئے وہاں پر اہالیانِ گاؤں کے لئے ربوہ دارالضیافت سے کھانا پک کر جاتا تھا۔اس عاجز کو بذریعہ ٹرک وکشتی وہاں کھانا پہنچانے کی سعادت ملی۔دارالضیافت سے کھانا لوڈ کر کے احمد نگر کے سامنے سرگودھا روڈ پر پانی میں ٹرک کھڑا کر دیا جاتا اور گاؤں سے آئی ہوئی کشتی میں کھانا رکھ کر وہاں لے جایا جاتا، جہاں صدر جماعت کی نگرانی میں مسجد میں تقسیم ہوتا تھا۔

جلسہ سالانہ ربوہ کی رُوح پرور یادیں

جامعہ میں تعلیم کے دوران کئی سالوں تک جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے استقبال والوداع کے شعبہ میں خدمت کی توفیق ملی۔مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کی نگرانی میں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر خدمت کا موقع ملا۔بعد میں بطور مربّی سلسلہ جلسہ گاہ کے شعبوں میں ڈیوٹی دی۔

ربوہ کے جلسہ سالانہ کی ابتدائی یادیں اُس وقت سے ہیں جب خاکسار ابھی نو عمر تھا اور والدمحترم چوہدری رستم علی صاحب مرحوم ناصر آباد اسٹیٹ اور پھر کُنری سے جلسہ سالانہ کے لئے ربوہ جاتے اور واپسی پر تبرّک کے علاوہ کینوں اور مالٹے لاتے تھے اور پھر رات کے وقت ہم ان کو کھاتے اور

اُن سے جلسہ سالانہ کی باتیں سنا کرتے تھے۔ 1962 میں خاکسار کو پہلی بار جلسہ سالانہ ربوہ میں شامل ہونے کی سعادت عطا ہوئی۔اُس سال میں بطور واقف زندگی جامعہ احمدیہ ربوہ کی سپیشل میٹرک کلاس (جو کہ بعد میں درجہ ممہدہ کہلائی) کا طالب علم تھا۔جلسہ سالانہ سے کچھ عرصہ قبل دستور کے مطابق جلسہ سالانہ کے کارکنان کی ڈیوٹیوں کا چارٹ شائع ہوا تو پتہ چلا کہ میری ڈیوٹی شعبہ استقبال والوداع میں ہے۔جس کے ناظم مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب تھے۔جلسہ سالانہ کے موقع پر لاری اڈا اور ریلوے اسٹیشن پر باقاعدہ مہمانوں کا اِستقبال کیا جاتا تھا۔مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد بھی تھے انہوں نے خاکسار کو ربوہ اسٹیشن والے دفتر کا انچارج مقرر کردیا۔ قُلیوں (مسافروں کا سامان اٹھانے والے مزدور) کو اجازت نامے بھی اِسی دفتر سے جاری کئے جاتے تھے۔22دسمبر 1962 کو ڈیوٹیوں کا باقاعدہ آغاز ہوا جس کے لئے ایک تقریب صاحبزادہ مرزا ناصراحمدصاحب افسر جلسہ سالانہ کے دفتر کے سامنے منعقد ہوئی۔اس تقریب میں ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔شعبہ استقبال والوداع کے لئے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ایک خیمہ لگایا گیا تھا،وہاں پر قائم کردہ دفتر میں ہم نے کام شروع کردیا۔ناظم صاحب نے معاونین کو ڈیوٹی ادا کرنے کی بابت ہدایات دیں اور گاڑیوں کی آمد ورفت کے وقت کہے جانے والے الفاظ سکھائے گئے جن کا بوقت ضرورت لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا جاتا تھا۔میری ڈیوٹی کئی سال تک اسی شعبہ میں لگتی رہی اور حسبِ معمول خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ان دنوں جلسہ سالانہ پر سپیشل ٹرینیں بھی آتی تھیں۔سب سے مشہور اور بڑی ٹرین "نارووال سپیشل" ہوتی تھی۔ سپیشل ٹرینوں کے علاوہ بعض جگہوں سے ریگولر چلنے والی گاڑیوں کے ساتھ کچھ زائد ڈبے بھی لگے ہوتے تھے جو کہ احمدیوں نے ریزرو کروائے ہوتے تھے۔ کراچی کی طرح میرپور خاص سندھ سے بھی چناب ایکسپریس کے ساتھ ایسے زائد ڈبے آتے تھے۔جلسہ کے دنوں میں ریل گاڑیاں معمول سے ذرا زیادہ وقت کے لئے ربوہ اسٹیشن پر ٹھہرتی تھیں۔گاڑیوں کے آتے وقت مہمانوں میں بہت جوش و خروش ہوتا تھا اور فضا نعرہ

ہائے تکبیر۔ اللہ اکبر۔ اور احمدیت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھتی تھی۔ معاونین مہمانوں کا سامان اتروانے میں مدد دیتے اور جس جگہ انہوں نے جانا ہوتا تھا اس کی طرف راہنمائی بھی کرتے تھے۔ قلی جو ریلوے اسٹیشن پر بھرتی کئے جاتے تھے وہ قریب کے دیہات سے آئے ہوئے لوگ ہوتے تھے۔ ناظم صاحب ان کی درخواستوں کو چیک کرتے اور معمولی فیس لے کر ان کو رجسٹر کر لیا جاتا تھا۔ وہ بھی اپنا کام اخلاص سے سر انجام دیتے اور جتنے سال میں نے کام کیا کبھی کسی قُلی کے بارے میں کوئی شکایت نہیں آئی تھی۔ چونکہ گاڑیاں کچھ وقفے وقفے کے بعد آتی تھیں اس لئے جلسہ کے ایّام میں باری باری معاونین کو جلسہ گاہ میں جانے اور تقاریر سننے کا موقع دیا جاتا تھا۔ افسر جلسہ گاہ حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب ناظر اصلاح وارشاد ہوا کرتے تھے۔ مسجد اقصیٰ کا صحن اور اس کے سامنے والا میدان بطور جلسہ گاہ استعمال ہوتا تھا۔ یہاں پر ہی ربوہ میں آخری جلسہ سالانہ منعقد ہوا تھا۔ تاہم مستورات کے لئے جلسہ گاہ کا انتظام ریلوے لائن کے شمالی جانب نصرت گرلز ہائی سکول و کالج وغیرہ کے احاطہ میں ہوتا تھا۔ جبکہ نمازیں اور تقاریر جلسہ گاہ سے Transmit ہوتی تھیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ جلسہ گاہ مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے بعد مشرقی جانب دارالبرکات کی طرف بڑھتی گئی۔ حتیٰ کہ حاضرین کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر سٹیڈیم کی طرز پر بیٹھنے کے لئے جگہیں بنائی گئی تھیں۔ تاہم لوگوں کی بڑی تعداد زمین پر ہی بیٹھتی تھی جہاں پرالی بچھی ہوتی تھی۔ اس جلسہ گاہ کو ہمارے قارئین میں سے اکثر احمدیوں نے دیکھا ہوگا۔ نماز ظہر و عصر جلسہ گاہ میں ہوتی تھیں اور باقی نمازیں مسجد مبارک اور محلے کی دوسری مسجدوں میں جا کر پڑھی جاتی تھیں۔ اسی طرح قیام گاہوں میں بھی نمازیں باجماعت ہوتی تھیں۔ اجتماعی قیام گاہوں میں شعبہ مہمان نوازی کے کارکنان کے ذریعہ کھانا پیش کیا جاتا تھا اور جن گھروں میں مہمان ٹھہرے ہوتے تھے وہ میزبان صدر حلقہ کی تصدیق کے ساتھ پرچی خوراک لے کر لنگر خانوں سے کھانا لے کر آتے تھے۔ فی کس دو روٹیاں ملتی تھیں جبکہ کھانا دو وقت دیا جاتا تھا۔ صبح دال اور شام کو آلو گوشت ملتا تھا۔ اس دال اور آلو گوشت کا ذائقہ بیان سے

باہر ہے۔ گوشت بڑا یعنی گائے وغیرہ کا ہوتا تھا اور آلو چھلکے کے ساتھ پکے ہوتے تھے مگر مجال ہے کہ کبھی کِرک وغیرہ ہو۔ الغرض بہت عمدہ ذائقہ ہوتا تھا اور بعض لوگ تو دوران سال یاد کرتے تھے کہ کب جلسہ آئے اور ہم جلسے کی دال اور آلو گوشت کھائیں۔

جلسہ کے دنوں میں خدمتِ خلق کے معاونین سڑکوں پر جلسہ گاہ کی طرف جانے والے لوگوں کی راہنمائی کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ اس انتظام میں اطاعت کا یہ عالم تھا کہ جب اور جہاں بھی اگر کسی کو روکا گیا وہ اُدھر ہی رُک جاتا تھا۔ احباب جماعت کی تربیت میں یہ ڈیوٹیاں بڑا اہم رول ادا کرتی تھیں۔ گول بازار میں دکانوں پر رونقیں بہت بڑھ جاتی تھیں اور درمیانی خالی جگہ پر Extra دکانیں لگتی تھیں جن پر پکوڑے، مچھلی اور فروٹ چاٹ وغیرہ فروخت ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں بچوں کی دلچسپی کی بھی بعض دکانیں ہوتی تھیں جہاں کھلونے اور نشانہ بازی کی چیزیں ہوتی تھیں۔ عورتیں بھی اپنے بچوں کے ساتھ پردے کی رعایت سے خریداری کے لئے آتیں۔ یہ دکان دار باہر کے شہروں سے آئے ہوئے زیادہ تر غیر از جماعت احباب ہوتے تھے۔

قیام گاہوں میں رات کے وقت علمی مجالس بھی ہوا کرتی تھیں بعض دیہاتی مبلغ بڑی اچھی محفلیں لگایا کرتے تھے۔ بیرکوں میں ٹھہرنے والے اپنے منتظمین کو بعض مخصوص انداز میں نظمیں پڑھنے والوں کو بلانے کے لئے کہتے تھے۔ بعض مخصوص جگہوں پر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ بھی سوال وجواب کی مجالس سجایا کرتے تھے۔

1970 میں جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ڈیوٹیوں کی نوعیت بدل گئی۔ جب میں لاہور میں مربی سلسلہ کے طور پر تعینات تھا تو شعبہ پریس میں ڈیوٹی لگتی رہی۔ روزانہ جلسہ کی کارروائی ختم ہونے کے کچھ دیر بعد خاکسار اور مکرم مولوی بشیر الدین احمد صاحب مرحوم معلم سلسلہ شالیمار ٹاؤن پریس ریلیز لے کر بس کے ذریعہ لاہور جاتے اور پھر رات بھر رکشوں پر ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر اخبار والوں کو وہ پریس ریلیز دیتے اور پھر دوسرے دن آکر جلسہ میں شامل

ہوتے اور پھر اگلی شام کو پریس ریلیز لے کر جاتے۔

ایک دفعہ Perimeter ربوہ کی ڈیوٹی بھی لگی جس کا انچارج خاکسار کو مقرر کیا گیا تھا۔ اس ڈیوٹی کے تحت رات کے وقت ربوہ کی سرحدوں پر موٹر سائیکل پر چکر لگائے جاتے تھے تا کہ مشکوک افراد پر نظر رکھی جا سکے۔ دن کے وقت بھی ساہیوال روڈ کے ساتھ ساتھ فصلوں کے وسیع و عریض علاقے پر نظر رکھنا بھی ہمارے فرائض میں شامل تھا۔ قائد ضلع سرگودہا مکرم رانا عبدالغفار صاحب اور قائد ضلع جھنگ مکرم شمیم پرویز صاحب میرے ساتھ بطور نائبین کے تھے۔ 1974ء سے بیرون ملک ہونے کی وجہ سے ربوہ کے جلسوں میں کئی بار شامل نہ ہو سکا۔ البتہ جب کبھی پاکستان میں ہوتا تو جلسوں میں شامل ہونے کی سعادت ملتی رہی۔

ربوہ میں مہمانوں کی رہائش کے لئے دارالضیافت کے علاوہ جامعہ احمدیہ، ہوسٹل جامعہ، ہائی اسکول و بورڈنگ اسی طرح ٹی آئی کالج، فضلِ عمر ہوسٹل کی عمارات بھی استعمال ہوتی تھیں۔ اس کے علاوہ بعض کھلی جگہوں پر چھولداریاں یا خیمے بھی لگائے جاتے تھے۔ مقامی احمدیوں کے گھروں میں بھی ایک بڑی تعداد ٹھہرا کرتی تھی، بلکہ بعض لوگ تو اپنے مکان یا مکانوں کا کچھ حصہ مہمانوں کے لئے پیش کر دیتے تھے۔ علاوہ ازیں گھروں میں بعض میزبان خیمے بھی لگوا لیتے تھے۔ تاہم جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کھانا لنگر خانوں سے مل جاتا تھا۔ صاحب خانہ کی طرف سے بھی انہیں بہت سہولتیں مل جاتی تھیں، اس لئے گھروں میں ٹھہرنا مہمانوں کے لئے بہت آرام دہ ہوتا تھا۔

اجتماعی رہائش گاہوں میں معاونین کی ڈیوٹیاں لگی ہوتی تھیں جو کہ بڑی مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ جہاں ضرورت ہوتی عارضی لیٹرینز بھی بنائی جاتی تھیں جہاں مٹی کے لوٹے رکھے جاتے تھے۔ اسی طرح سالن کے لئے مٹی کے پیالے اور پانی پینے کے لئے مٹی کے آب خورے ہوتے تھے۔ مہمان بستر اپنے ساتھ لاتے تھے۔ مریضوں کے لئے پرہیزی کھانا پکتا تھا جو کہ بکرے کے گوشت اور چاولوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ اسی طرح مسور کی دال بھی مریضوں کے لئے پکتی

تھی۔لنگر خانے مختلف جگہوں پر بنے ہوئے تھے۔دار الصدر ریلوے اسٹیشن کے سامنے جانب شمال لنگر خانہ نمبر ایک کہلاتا تھااور دار الرحمت (غلہ منڈی) میں لنگر خانہ نمبر دو۔اسی طرح ہائی اسکول کے ایریا میں لنگر خانہ نمبر تین تھا۔بعد میں پھر دُور دُور کے محلوں میں بھی لنگر خانے بن گئے اور اب گزشتہ سال 2019 میں دار الفضل میں لنگر خانہ نمبر سولہ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔دیکھیں کب خدا تعالیٰ ان لنگر خانوں کی رونقیں واپس لاتا ہے۔ مکرم سیّد میر داؤد احمد صاحب غفر اللہ لہٗ کی وفات کے بعد مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ مقرر ہوئے جو تاحیات اس ڈیوٹی پر مامور رہے۔اب ساری دنیا میں منعقد ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ میں قادیان اور ربوہ کے جلسہ سالانہ جیسی ہی سج دھج دکھائی دیتی ہے اور چاہے دنیا کے کسی ملک میں چلے جائیں وہی بابرکت نظام نظر آتا ہے ؎

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ
وَ صِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ

کون جانتا تھا کہ دستر خوان کے پس خوردہ ٹکڑے کیا رنگ لائیں گے۔کیسے کیسے دستر خوانوں،کیسے کیسے ایوانوں،کیسے کیسے لنگروں کو جنم دیں گے۔

ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی فسبحان الذی اخزی الاعادی

سالانہ پکنک

جامعہ کے طلبا کو پکنک کے لئے ہر سال ربوہ سے کہیں باہر بھی لے جایا جاتا تھا۔کبھی دریائے چناب پر اور کبھی کسی بڑی نہر پر۔دریائے چناب پر ہمارے پرنسپل محترم سیّد میر داؤد احمد صاحب ایک موٹر بوٹ لے جاتے تھے جس میں اُن کو دریا کے پُل سے ایک طرف سے دوسری طرف جاتے بارہا دیکھا ہے۔طلبا دریا میں کبھی کبھی نہاتے بھی تھے مگر زیادہ پروگرام ایک بڑے درخت کے نیچے خوش گپیوں اور پُر مزاح گفتگو پر مشتمل ہوتا تھا۔

ربوہ سے بذریعہ ریل فیصل آباد کی طرف جائیں تو چنیوٹ کے بعد بُرج کا ریلوے اسٹیشن ہے۔اس سے قریباً دو میل پہلے ایک بڑی نہر تھی جہاں پر دو تین بار جاناہوا۔ جو تیر نا جانتے تھے وہ بڑی نہر میں بھی نہاتے تھے۔ باقی چھوٹی کلاسوں کے طلباء وہاں سے نکلنے والی چھوٹی نہروں میں نہا لیتے تھے۔اس طرح سارا دن تفریح میں گزر جاتا تھا۔

جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے ابتدائی سالوں میں خاکسار عیدین کے موقع پر اپنی پھوپھی جان کے ہاں چک نمبر 69آر بی گھسیٹ پورہ چلا جایا کرتا تھا۔اِسی طرح اُس زمانہ میں بعض دفعہ عید میں نے لائیلپور /فیصل آباد اپنے پھوپھی زاد بھائی مکرم عبد الحمید صاحب کے پاس بھی جا کر منائی۔اس وقت جماعت احمدیہ فیصل آباد کمپنی باغ میں عید کی نماز ادا کیا کرتی تھی۔وہاں پر ایک عید کے موقع پر مجھے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی (والد صاحب مکرم محمد انیس صاحب دیالگڑھی مدیر اخبار احمدیہ جرمنی)کا نماز عید پڑھانا خوب یاد ہے۔ جامعہ احمدیہ کی تعلیم کے دوران صرف گرمیوں کی چھٹیوں میں والدین کے پاس گھر جاتا تھا۔ سولہ عیدیں گھر سے باہر گزارنے کے بعد پہلی بار مَیں نے کنری میں اپنے والدین کے ساتھ 1970 میں عید منائی۔

مقالہ جامعہ احمدیہ

جامعہ میں درجہ شاہد (جامعہ احمدیہ کی تدریس کاآخری سال) کے امتحان میں ایک مقالہ لکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔درجہ ثالثہ /درجہ رابعہ میں عنوان دے دیا جاتا ہے۔پھر طالب علم دو تین سال ریسرچ کر کے اپنا مقالہ پیش کرتا ہے۔میرا مقالہ حضرت ایّوب علیہ السلام کے بارہ میں تھا۔نگران مقالہ مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب مرحوم تھے اور ممتحن مکرم میر مسعود احمد صاحب مرحوم اور مکرم شیخ نور احمد منیر ؔصاحب مرحوم تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کانام قرآن مجید میں صرف چار جگہوں پر آیا ہے اور مختصر حالات مذکور ہوئے ہیں۔اس لئے اردو اور عربی تفسیروں کے علاوہ بائبل اور

دیگر انگریزی کتب سے تحقیق کر کے میں نے اس مقالہ کو مکمل کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

فاضل عربی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1970 میں میں نے فاضل عربی کا امتحان انٹر میڈیٹ و سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ سرگودھا سے درجہ اوّل میں پاس کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

ساتھی طلبہ

الحمد للہ جامعہ احمدیہ میں وقت خُوش و خرم گزرتا گیا یہاں تک کہ 1970 میں میں نے جامعہ احمدیہ میں تعلیم مکمل کرلی۔ جامعہ احمدیہ کے فائنل ائیر میں درج ذیل طلبہ میرے ساتھ تھے:

1. مکرم صفی الرحمان خورشید صاحب
2. مکرم صالح محمد خان صاحب
3. مکرم ملک منصور احمد عمر صاحب
4. مکرم مجید احمد صاحب سیالکوٹی
5. مکرم محمد اشرف اسحاق صاحب
6. مکرم احمد حسین صاحب
7. مکرم فضل الٰہی عارف صاحب
8. مکرم محمد امین چیمہ صاحب
9. مکرم خلیل احمد مبشر صاحب
10. مکرم میر عبدالمجید صاحب
11. مکرم ملک رفیق احمد صاحب

12. مکرم رفیق احمد جاوید صاحب
13. مکرم رفیق احمد سعید صاحب
14. مکرم محمد انیس الرحمان صاحب
15. مکرم خلیفہ صباح الدین احمد صاحب
16. مکرم محمد اسمٰعیل منیر ثانی صاحب

محسن اساتذہ کا ذکر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1970 میں اس عاجز نے تعلیم مکمل کی اور عملی میدان میں قدم رکھا۔ یہ ستمبر کا مہینہ تھا۔ جامعہ میں تعلیم کے باب کو مکمل کرنے سے پہلے اپنے سب مہربان اساتذہ و مربیان کرام کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ پرائمری سکول میں ناصر آباد اسٹیٹ میں تیسری جماعت تک مکرم ماسٹر فضل الدین طارق صاحب مرحوم سے پڑھا جو بہت شفیق اور مہربان استاد تھے۔ آپ نہایت دیندار، متقی اور ایک پُرجوش داعی اِلی اللہ تھے۔ 1960 اور 1970 کی دہائیوں میں انہوں نے کُنری جماعت میں کئی عہدوں پر خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔ مقامی اور ضلعی سطح پر عہدہ دار رہے۔ قاضی کے طور پر بھی انہوں نے خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

چوتھی جماعت میں مکرم سیّد عابد حسین شاہ صاحب مرحوم استاد تھے۔ اس کے بعد قاضی سلطان ہائی سکول میں بہت سے اساتذہ تھے۔ ان میں سے ایک احمدی استاد مکرم ماسٹر خادم حسین صاحب مرحوم (والد مکرم ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب۔ لنڈن) بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علییّن میں شامل فرمائے۔ آمین۔

جامعہ احمدیہ میں اساتذہ کے ذکر سے پہلے میں اپنے قرآن مجید ناظرہ کے استاد حافظ قاری فتح محمد

صاحب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو کہ مکرم محمد اکبر اقبال صاحب مینیجر سندھ جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری کی دعوت پر کُنری تشریف لائے۔ مکرم اقبال صاحب اور ان کے بچوں نے ان سے قرآن پڑھا۔ ان کے علاوہ بھی دس پندرہ افراد کو حافظ صاحب سے قرآن مجید پڑھنے کا موقع ملا۔ مکرم حافظ صاحب نابینا تھے مگر اُن کا بہت رعب تھا۔ بچوں کو غلطیاں کرنے پر سزا بھی دیتے تھے۔ وہ اس طرح کہ ان کے پاس لکڑی کا ایک چھوٹا سا گول ڈنڈا ہوتا تھا۔ طالب علم کو کہتے کہ ہاتھ مجھے پکڑاؤ اور پھر اُس سے مارتے۔ ان سے قرآن پڑھنا مجھے آج تک یاد ہے۔ جب بھی تلاوت کرتا ہوں ان کو یاد کرتا ہوں یا پھر مکرم محمد اسلم فاروقی صاحب کو جن سے قرآن مجید کا جامعہ احمدیہ میں ترجمہ پڑھا۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔**

جامعہ احمدیہ کے اساتذہ میں سر فہرست حضرت سیّد میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ہیں۔ دیگر اساتذہ کے نام یوں ہیں:۔

مکرم ملک سیف الرحمن صاحب
مکرم سیّد میر محمود احمد ناصر صاحب
مکرم محمد احمد ثاقب صاحب
مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب
مکرم ابو المنیر نور الحق صاحب
مکرم نور الحق تنویر صاحب
مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب
مکرم مولانا محمد احمد جلیل صاحب
مکرم عبد الخالق صاحب
مکرم محمد اسلم فاروقی صاحب

مکرم مولوی محمد یوسف صاحب (سواحیلی زبان کے استاد)
مکرم مولانا غلام احمد بدوملہوی صاحبؓ
مکرم ملک مبارک احمد صاحب
مکرم سیّد سمیع اللہ شاہ صاحب

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے پیارے اور محسن اساتذہ کرام کو اور ان کی نسلوں کو دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرمائے اور ان کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین۔
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں علماء کے مقام و مرتبہ کے سلسلہ میں فرماتا ہے:

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ غَفُوۡرٌ (فاطر: 29)

ترجمہ: یقیناً اللہ کے بندوں میں سے اُس سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔

یہاں پر میں پی ٹی آئی مکرم عبدالرزاق صاحب کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ کھیلوں کے سلسلے میں ہر روز ان سے واسطہ پڑتا تھا۔ اسی طرح کبھی کبھی مکرم محمد شفیع زبیرؔ صاحب مرحوم (ان کے بیٹے مکرم ڈاکٹر محمد اطہر زبیر صاحب جرمنی میں ہیومینیٹی فرسٹ کے چیئرمین کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں) بھی فزیکل ٹریننگ کے لئے آیا کرتے تھے۔ محنت اور مشقت کی عادت ڈالنے کے لئے وہ ہمیں باب الابواب کی پہاڑی پر بھی لے جایا کرتے تھے اور جھاڑیوں سے پُر اس کے میدانی علاقہ میں کرالنگ (crawling) بھی کروایا کرتے تھے۔ بڑی محبت اور جذبہ کے ساتھ وہ ٹریننگ دیا کرتے تھے۔ اس کی یاد میرے ذہن میں ابھی تک محفوظ ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

عملی خدمت کے میدان میں

پہلی تقرری اور مجاہد فورس میں شمولیت

اکتوبر 1970 میں میری تقرری بہاولپور کے مربی ضلع کے طور پر ہوئی۔ تاہم رہائش احمد پور شرقیہ میں تھی۔ امیر ضلع مکرم چوہدری رحمت اللہ صاحب وہاں پر ہی مقیم تھے۔ 22 دسمبر تک وہاں رہا اور جماعتوں کے دورے کئے۔ 22 دسمبر کو جلسہ سالانہ کے لئے ربوہ آیا اور ڈیوٹی دی۔ اس کے بعد جنوری کے شروع میں مجاہد فورس کی ٹریننگ میں شامل ہو گیا۔ قبل ازیں بھی ایک ماہ کے لئے یہ ٹریننگ حاصل کی تھی۔ اس علاقہ میں چار جگہوں پر مجاہد فورس کی ٹریننگ ہو رہی تھی۔ مہینہ کے آخر پر چاروں کمپنیوں نے چنیوٹ پریڈ کے لئے جانا تھا۔ مہینے کے اختتام سے ایک دو روز پہلے جرمن زبان سیکھنے کے لئے سلیکشن ہو گئی۔ اس طرح فائنل پریڈ میں شمولیت کی بجائے جرمن زبان سیکھنے کے لئے راولپنڈی روانگی ہوئی۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ دوپہر کے وقفے کے وقت سب جوان کھانا کھا رہے تھے کہ امور عامہ کی طرف سے ایک کارکن وہاں آیا اور اس نے کمپنی کمانڈر مکرم محمد قاسم خان صاحب ابن مکرم مولوی نذر محمد صاحب کو اطلاع دی کہ ان تین جوانوں حیدر علی ظفر،

خاکسار حیدر علی ظفر مجاہد فورس کی یونیفارم میں

ملک منصور احمد عمر اور صالح محمد خان صاحب کو مجاہد فورس سے چھٹی دے دی جائے اور یہ آج ہی دفتر وکالت تبشیر میں رپورٹ کریں۔ مجاہد فورس سے فارغ ہو کر ہم نے جلد ہی وکالتِ تبشیر میں رپورٹ کی جہاں ہمیں زبانوں کے سیکھنے کے لئے اپنی اپنی تقرری کا علم ہوا۔ پھر اسی روز یا اگلے روز ہم چناب ایکسپریس کے ذریعے راولپنڈی روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر پتہ چلا کہ 15 مارچ سے کلاسیں شروع ہوں گی۔ ہم واپس آ گئے اور پھر 14 مارچ کو واپس جا کر مقررہ وقت پر کلاسوں میں شمولیت اختیار کی۔
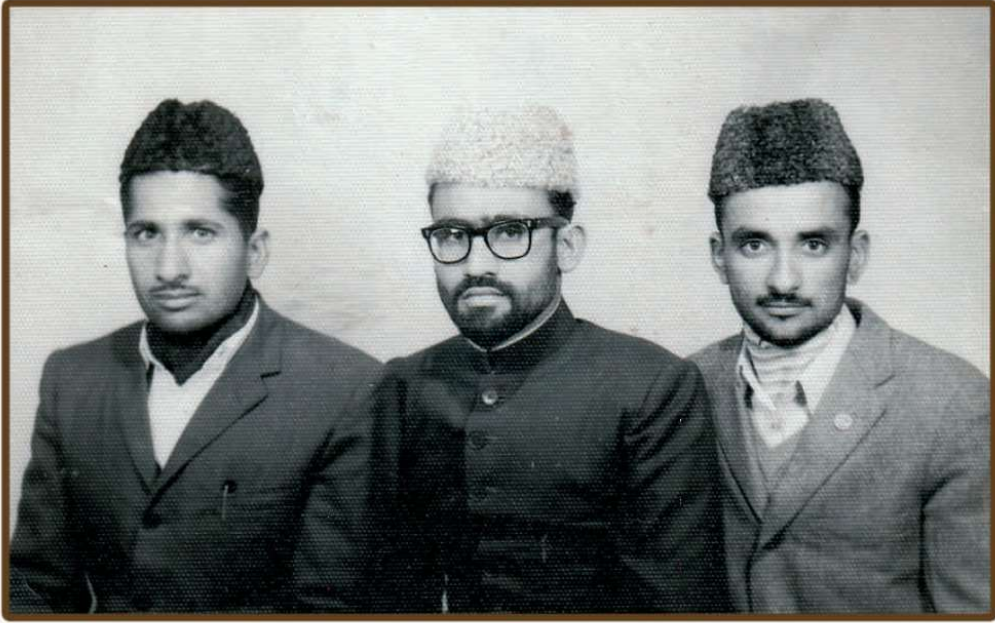
مکرم صالح محمد خاں صاحب مکرم منصور احمد عمر صاحب خاکسار حیدر علی ظفر

جرمن لینگویج کورس

یہ کلاسز راولپنڈی میں چاندنی چوک کے قریب ہوا کرتی تھیں۔ فرانسیسی، جرمن، فارسی، اور چائنیز زبانوں کے کورسز تھے۔ طلبہ کی زیادہ تر تعداد حاضر سروس فوجیوں پر مشتمل تھی چند سویلین طلبہ کو بھی داخلہ مل جاتا تھا۔ دو سال تک ہم نے وہاں پر تعلیم حاصل کی اور دسمبر 1972 میں یہ کورس مکمل کر کے واپس ربوہ آ گئے۔

عظیم جرمن شاعر گوئٹے کے یوم پیدائش پر منعقدہ تقریب میں خاکسار حیدر علی ظفر تقریر کر رہا ہے

گوئٹے کے بارے میں جرمن کلاس کے طلبہ نظم پڑھتے ہوئے

FULL TIME COURSE - GN/F - 1 - 1971
NATIONAL INSTITUTE OF MODERN LANGUAGES
(UNIVERSITY OF ISLAMABAD.)
Sitting (L to R) Mrs. Qasim, (Professor) Lt Col (Retd) Mohammad Shuaib, (Executive Officer) Col Nazir Ahmad, (Director) Dr.M.Raziuddin Siddiqi, (Voice-Chancellor)
Mej Gen Mohammad Bashir, (DGMT, Pakarmy) Mr.Edgar Trubei (Head of Deptt) Mr.Mohammd Qasim (Profassor) Mrs. Trubel
Standing (1st Row) Mr. Nasim Mrs.Soraiya F.Qadir (Profassor) Mr. Saeed Ahmad Mr.M.A.Umar Mr.M.H.Awan ?-?-?-?-?
(2nd Row) Mr.M.M Riaz Mr. Haider Ali Zafar Mr.Akbar Ali Mr.Mohammad Yousaf Mr. Mohamad Rafiq ?-?-?
(3rd Row) Mr. Rahat Amanullah Bhatti Mr.Imtiaz Ali Mr. Sattar Mohammad Mr. Abdul Salam

لینگوئج کورس کے دوران راولپنڈی میں ہماری رہائش مسجد نور سے کچھ فاصلہ پر مربی ہاؤس میں تھی۔ رہائش کے اعتبار سے یہ جگہ کچھ مناسب نہ تھی اور گندے پانی کے ایک جوہڑ کے کنارے واقع تھی۔ یہاں پر میں نے پہلی دفعہ کھٹمل دیکھے۔ ہم نے اس کی بجائے کسی اور جگہ رہائش دیئے جانے کی درخواست کی۔ اس پر ہمیں مری روڈ پر مسجد نور کے تہہ خانے میں چار پائیاں بچھانے کے لئے کہا گیا۔ یہ جگہ دراصل ایک کباڑ خانہ تھا۔ سونے کے لئے یہاں آجاتے ورنہ انسٹی ٹیوٹ سے آنے کے بعد مسجد ہی میں اِدھر اُدھر وقت گزارتے۔ اپنی کتاب لے کر کبھی چھت پر چلے جاتے اور کبھی مسجد کے کسی کونے میں جا بیٹھتے۔ ساتھ ہی ایک ہوٹل میں کھانا کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری پڑھائی ٹھیک ہو رہی تھی مگر رہائش کی تکلیف بدستور تھی تاہم یہ تکلیف بھی ہمارے لئے ایک ٹریننگ کا درجہ رکھتی تھی جو مستقبل میں ہمیں ممکنہ تکالیف کو برداشت کرنے کے لئے ممد ثابت ہوئی۔

سکول اور جامعہ احمدیہ ربوہ کے اساتذہ کا ذکر پہلے کر چکا ہوں۔ یہاں پر اپنے جرمن اساتذہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ان میں مسز اور مسٹر محمد قاسم ہیں جن کے ساتھ جرمنی آمد پر بھی رابطہ رہا۔ مَیں ان کو ملنے کے لئے میونخ بھی گیا جہاں ان کے ہاں ایک رات قیام کیا اور اسلام آباد کی یادوں کو تازہ کیا۔ دوسرے دن مسٹر قاسم نے مجھے اولمپک سٹیڈیم کی سیر بھی کروائی اور شہر میں ایک مسجد کے امام سے بھی ملوایا۔ ان چار اساتذہ کے نام یہ ہیں

Herr Edgard Trubel, Frau Edgard Trubel

Mr. M. Qasim, Frau Erika Qasim

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے شرفِ ملاقات و مصافحہ

1971 کی گرمیوں میں حضرت خلیفہ المسیح الثالثؒ اسلام آباد تشریف لائے۔ جہاں حضور رحمہ اللہ رہائش پذیر تھے وہاں پر احباب جماعت نمازوں کی ادائیگی اور ملاقات کے لئے حاضر

ہوتے۔ ایک روز حضور آنے والوں کو کھڑے کھڑے ہی شرفِ ملاقات بخش رہے تھے۔ جب میں نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو حضورؒ نے فرمایا:

Ich freue mich Sie zu sehen. -

ترجمہ: میں آپکو دیکھ کر خوش ہوا ہوں۔

میں نے فوری طور پر جواباً عرض کیا:

Ich freue mich auch Sie zu sehen.

میں بھی آپکو مل کر خوش ہوا ہوں۔

اسی طرح میرے دونوں ساتھیوں سے بھی جرمن اور فرنچ زبان میں ایک ایک جملہ فرمایا۔ ہم نے حضور انورؒ کی اقتداء میں نماز پڑھی اور واپس آگئے۔ حضور رحمہ اللہ کا وہاں کچھ ہی دنوں کے لئے قیام رہا اور پھر آپ رحمہ اللہ واپس ربوہ تشریف لے گئے۔

ایک دن اچانک ہمیں وکالت تعلیم ربوہ کی طرف سے خط ملا کہ حضور رحمہ اللہ نے ہمیں انسٹی ٹیوٹ کے ہوسٹل میں ٹھہرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ پیارے آقا کی اس شفقت کی بدولت رہائش کی مشکلات سے رہائی پر ہم نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

بعد میں پتا چلا کہ اسلام آباد سے واپس جانے کے بعد ایک روز حضور رحمہ اللہ نے حضرت سیّد میر داؤد احمد صاحبؓ سے فرمایا کہ آپ کے شاگرد اچھا پڑھ رہے ہیں۔ مکرم میر داؤد احمد صاحب کو ہماری رہائش کی مشکلات کا علم تھا۔ ہم نے تو کوئی شکوہ نہیں کیا تھا اور نہ کسی سے اظہار کیا تھا۔ تاہم مسجد نور میں مرکز سے آنے جانے والے ہمیں دیکھتے تھے۔ کسی نے میر صاحب کو بتا دیا ہوگا۔

اب حضور رحمہ اللہ کے یہ فرمانے پر کہ آپ کے شاگرد اچھا پڑھ رہے ہیں، حضرت میر صاحبؓ نے مناسب موقع سمجھ کر حضور سے عرض کی کہ حضور ان کو رہائش کی مشکلات ہیں۔ اس پر حضور انورؒ نے ہمیں ہوسٹل میں شفٹ ہو جانے کا ارشاد فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

استاذی المحترم سید میر داؤد احمد صاحبؓ پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ

1970 میں پاکستان میں انتخابات ہوئے تھے تاہم نتیجے میں کوئی جمہوری حکومت معرض وجود میں نہ آسکی اور ملک میں بدستور جنرل آغا محمد یحییٰ خان صاحب کا مارشل لاء قائم رہا۔ مشرقی پاکستان میں حالات بہت خراب تھے۔ بالآخر وہ ایک جنگ پر منتج ہوئے جو کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ہوئی۔ جب باقاعدہ جنگ کا آغاز ہو گیا تو ہمارا انسٹی ٹیوٹ بند ہو گیا کیونکہ اس میں زیادہ تر فوجی ہی زبانیں سیکھ رہے تھے۔ ان کو فوج نے کال کر لیا اس طرح انسٹی ٹیوٹ بند ہو گیا اور ہم تینوں طالب علم واپس ربوہ آگئے۔ یہاں پر ہماری ڈیوٹی مولانا ابو المنیر نور الحق صاحب کے ساتھ لگ گئی۔ چنانچہ ہم کچھ اور مربیان کے ساتھ لاہور چلے گئے اور وہاں قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ (چھوٹی تقطیع) کی پرنٹنگ سے پہلے جُز بندی چیک کی۔ جونہی جنگ ختم ہوئی اور اُدھر لاہور میں ہمارا کام ختم ہو چکا تھا ہم واپس ربوہ آگئے۔ انسٹی ٹیوٹ دوبارہ کھلنے پر پڑھائی کے لئے راولپنڈی چلے گئے۔ دو سال تک ہم نے وہاں تعلیم حاصل کی۔ 1972 کے دسمبر میں جب دوسرا سمسٹر ختم ہوا تو ہماری ڈپلومہ تک تعلیم مکمل ہو چکی تھی لہذا ہم ربوہ واپس آگئے۔

شہادت مکرم مبارک احمد بھٹی صاحب

جیسا کہ میں نے ذکر کیا تھا کہ ہم نے مجاہد فورس کی ٹریننگ حاصل کی ہوئی تھی اس لئے ہماری کلاس کے دوسرے مربیان کو جنگ کے دوران خدمت کے لئے بلا لیا گیا تھا۔ جن کی ڈیوٹی ربوہ اور چنیوٹ کے درمیان پل کی حفاظت پر تھی۔

جنگ کے دنوں میں ہمارے ایک مربی سلسلہ مکرم مبارک احمد بھٹی صاحب ریلوے کے پل پر ڈیوٹی دیتے ہوئے ریل کار کے ایک حادثے میں شہید ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پاکستان آرمی نے دریائے چناب کے اس پل کے قریب ایک اونچی جگہ پر ان کی یادگار بنائی ہوئی ہے.

شادی خانہ آبادی اور جرمنی کے لئے تیاری وروانگی

یہاں خاکسار اپنی شادی کا ذکر کرنا چاہتا ہے۔ 29 دسمبر 1970 کو جلسہ سالانہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک میں محترمہ امۃ النصیر صاحبہ بنت حکیم سردار محمد صاحب مرحوم آف ڈگری سندھ کے ساتھ میرے نکاح کا اعلان فرمایا۔ مکرم حکیم سردار محمد صاحب مرحوم ایک وضع دار اور بے حد مہمان نواز شخص تھے۔ وہ خود تو ایک زمیندار تھے لیکن ڈگری میں حکمت کا کام کرتے تھے نیز وہ جماعت احمدیہ ڈگری کے صدر بھی رہے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر سندھی زبان بھی سیکھی تھی۔ آپ کو شدید جماعتی مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا چنانچہ 1953 کے فسادات میں زخمی بھی ہوئے۔ آپ مورخہ 12 نومبر 1959 کو بقضائے الٰہی 54 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

مکرم و محترم حکیم چوہدری سردار محمد صاحب مرحوم و مغفور

میری شادی 15 جولائی 1972 کو ہوئی جب میں جرمن زبان کا کورس کر رہا تھا۔ 1972 کے جلسہ سالانہ سے پہلے میں ربوہ واپس آ چکا تھا۔ چنانچہ میری اہلیہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ڈگری سے ربوہ آ گئیں اور ہم نے 1973 میں دارالبرکات ربوہ میں کرایہ پر مکان لے کر رہنا شروع کر دیا۔ یہاں پر میں اپنے محسن اور پیارے استاد حضرت سیّد میر داؤد احمد صاحب کے نصیحت آموز خط کو درج کرنا چاہتا ہوں۔

ممکن ہے کہ دیگر واقفینِ زندگی مربیان و مبلغین سلسلہ بھی اس سے فائدہ اٹھا کر اپنی زندگیاں خوشگوار بنالیں۔ خاکسار نے انھیں دعوت ولیمہ میں شامل ہونے کی دعوت دی تھی جس کے جواب میں یہ مراسلہ موصول ہوا تھا۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔**

فون ۷۱

الكلية الاسلامية الاحمديه

بالجامعة الاحمدية . ربوه

رقم

تاریخ ۱۹

عزیزم مکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ۱۲ کا لکھا ہوا ملا۔ آپ کی شادی ہوچکی ہوگی اللہ تعالیٰ
بہت بابرکت کرے اور خوشی و خرمی کی زندگی عطا ہو۔ اپنی محبت اور حسن سلوک سے
اپنی رفیقہ حیات کا دل جیت لیں۔ محبت کے حرکات یا حسن پیدا ہوتا ہے
اس کے علاوہ اور کوئی نہیں خدمت کرنا اور خیال رکھنا احسان کا فرد ہے
اس کے نتیجہ میں آپ کی زندگی بہت خوشگوار گزرے گی اور آپ کے کام
میں آپ کو مدد ملے گی ان شاء اللہ۔

مجھے بہت خوشی ہے مکرر مبارکباد عرض ہے

والدین کی جدائی

1977ء میں خاکسار جب بطور نیشنل امیر اور مبلغ انچارج جرمنی خدمت بجالا رہا تھا تو ماہِ اپریل میں میری والدہ صاحبہ کی وفات ہوگئی۔ مجھے اُن کی وفات کے دوسرے یا تیسرے دن بذریعہ ٹیلی گرام اطلاع ملی اوراِس طرح مَیں اُن کا آخری دیدار کرنے سے محروم رہااوریوں 15 سال بعداُن کی کہی ہوئی بات پوری ہوئی کہ تم میرا منہ کہاں دیکھوگے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلَھَا وَارۡحَمۡھَا وَنَوِّرۡ مَرۡقَدَھَا وَارۡفَعۡ دَرَجَاتِھَا وَاَدۡخِلۡھَا فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ۔

محترم والد صاحب مرحوم کاذکرِ خیر

میرے والد محترم چوہدری رستم علی صاحب

فروری 1982 میں جب خاکسار دوسری مرتبہ جرمنی آنے کے لئے گھر سے روانہ ہوا تو اُس وقت میرے والد محترم بعارضہ فالج بیمار تھے۔ وہ ایک کرسی پر تشریف فرما تھے۔ جب میں ان سے ملا تو مجھے فرمایا جاؤ بیٹا تم اپنا کام کرو۔ ماں باپ تو ہمیشہ ساتھ نہیں رہتے۔ بہرحال انہوں نے بڑی بشاشت کے ساتھ مجھے روانہ کیا۔ جرمنی آئے ہوئے ابھی چند ہی ماہ ہوئے تھے کہ وکالتِ تبشیر کی ٹیلی گرام سے مجھے معلوم ہوا کہ میرے والد صاحب محترم چوہدری رستم علی صاحب کی 14 مئی 1982 کو کُنزی میں وفات ہو گئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَنَوِّرْ مَرْقَدَہٗ وَارْفَعْ دَرَجَاتِہٖ وَاَدْخِلْہُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ۔ والد صاحب کے آخری دیدار سے بھی میں محروم رہا۔ ان کے جسدِ خاکی کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ کتبے پر مجلس کارپرداز نے لکھوایا ہے کہ انہوں نے اپنے دو بیٹے وقف کئے ہیں۔

برادرم مکرم عمر علی طاہر صاحب واقفِ زندگی اور خاکسار حیدر علی ظفر عفی اللہ عنہ

محترم والد صاحب پنجگانہ نماز کے علاوہ نمازِ تہجد بھی بڑی باقاعدگی سے ادا کرتے تھے اور دعا گو بزرگ تھے۔ ان کا دھیان مسجد کی طرف ہی رہتا تھا۔ اذان بڑے شوق سے دیتے تھے اور مولوی رستم علی کے نام سے مشہور تھے۔ بَروقت اذان دینے کی نیت سے قبل از وقت ہی مائیک کے پاس بیٹھ جاتے تھے اور اذان کے بعد پہلی صف میں بیٹھ کر ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے۔

دوسروں کو بڑی محبت سے ملتے تھے۔ اکثر حمد و ثناء میں مصروف رہتے۔ جب بھی موقع ملتا قرآن مجید کی تلاوت کر لیتے تھے۔ چلتے پھرتے دعائیں کیا کرتے تھے گو کہ دنیاوی لحاظ سے زیادہ تعلیم یافتہ نہیں تھے لیکن تبلیغ کا بہت شوق رکھتے تھے۔ اختلافی مسائل کے دلائل قرآن مجید سے یاد کئے ہوئے تھے۔ الفضل اخبار کسی سے پڑھوا کر سن لیا کرتے تھے۔ لازمی چندہ جات بر وقت ادا کرتے اور تحریکات میں باقاعدگی سے حصّہ لیتے تھے۔ مربّیان سلسلہ، علماء کرام اور مرکز کے نمائندگان کا بہت احترام کرتے تھے۔ وقت کا خیال رکھتے اور اپنی ڈیوٹی
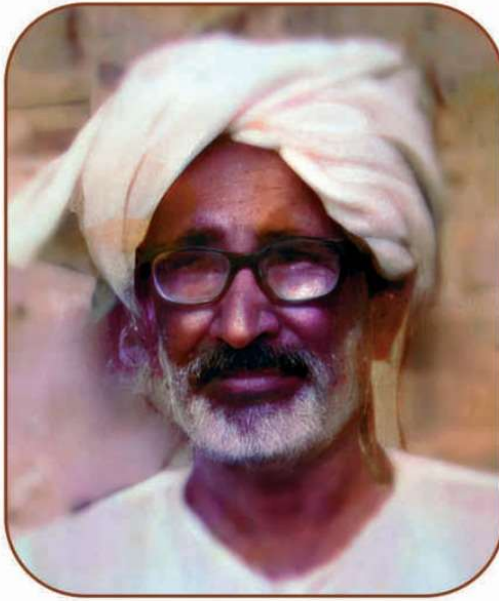
والد محترم چوہدری رستم علی صاحب

بڑے تعہّد اور پابندی سے ادا کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ پر حتی الوسع ربوہ جاتے رہے۔ ہندوستان میں اپنے گاؤں شکار ماچھیاں سے 18 کوس پیدل سفر کر کے جلسے پر قادیان دارالامان جایا کرتے۔ ان جلسوں کو اور حضرت مصلح موعودؓ کے خطابات کو بہت یاد کرتے تھے۔ لباس سفید ہوتا اور سر پر پگڑی پہنتے تھے۔ جب ان پر فالج کا حملہ ہوا تو بڑے صبر کے ساتھ وقت گزارا۔ برادرم سیف علی شاہد صاحب کے ہاں رہتے تھے۔ ان کی اہلیہ محترمہ ناصرہ منصورہ صاحبہ (بنت ماموں جان مکرم خدا بخش صاحب ۔ درویش قادیان) اور بچوں کو ان کی خدمت کا موقع ملا۔ مجھے یاد ہے جب وہ حیدر آباد کے ایک

ہسپتال میں داخل تھے تو برادرم نثار احمد طارق صاحب (ابن مکرم خدا بخش صاحب درویش قادیان) کو بھی ان کی خدمت کا موقع ملا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

محترمہ والدہ صاحبہ کا ذکرِ خیر

محترمہ والدہ مرحومہ کا نام اللہ رکھی تھا۔ ان کی وفات 12/اپریل 1977 کو کُنری میں ہوئی۔ ان کے جسد خاکی کو میرے بھائی ربوہ لائے جہاں بہشتی مقبرہ میں ان کی تدفین ہوئی جہاں وہ ابدی نیند سو رہی ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھَا وَارْحَمْھَا وَنَوِّرْ مَرْقَدَھَا وَارْفَعْ دَرَجَاتِھَا وَاَدْخِلْھَا فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ۔ (آمین)

محترمہ والدہ صاحبہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، نیک اور ہمدرد خاتون تھیں۔ نماز تہجد بھی باقاعدگی سے ادا کرتیں اور تسبیحات میں مشغول رہتی تھیں۔ گھر کے کام کاج کے علاوہ لجنہ اِماء اللہ کے کام کے لئے بھی وقت دیتی تھیں اور لجنہ کے نظام کے تحت مختلف گھروں میں جا کر مجلس کا چندہ اکٹھا کرنا اور ان کی خیریت دریافت کرنے کے لئے جانا ان کے معمولات کا حصّہ تھا۔ نماز جمعہ اور اجلاسات میں بڑی باقاعدگی سے شامل ہوتیں۔ اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرنا اور خدا تعالیٰ کے حضور گڑ گڑانے کا ایک منظر آج تک میری آنکھوں کے سامنے ہے جس کو میں بھلا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعائیں قبول فرمائیں اور آپ کی مرادوں کو پورا کیا۔ ایک بہت بڑی نیکی آپ کی یہ تھی کہ آپ نے اپنے بھائی مکرم خدا بخش صاحب درویش قادیان اور ان کی اہلیہ مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ کی اچانک وفات کے بعد ان کی اولاد کو اپنے پاس رکھا اور ان کی پرورش کے ساتھ ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام بھی کیا۔ یقیناً اس کام میں میرے والد صاحب محترم کا پورا تعاون حاصل تھا۔ خاکسار کی والدہ صاحبہ کے بڑے بھائی مکرم شاہ دین صاحب کے بچوں کے نام حسب ذیل ہیں: برادرم مکرم ناصر احمد صاحب، عزیزم مکرم نسیم احمد صاحب اور عزیزہ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ۔

جب ہم ناصر آباد میں رہتے تھے تو ہمارے گھر کے سامنے مکرم اللہ بخش صاحب آرائیں بھی رہتے

تھے ان کی اہلیہ میری والدہ کی بہن بنی ہوئی تھیں ان کے بیٹے بھی تھے اور بیٹیاں بھی۔ ہماری بہن نہیں تھی اس پر میری والدہ محترمہ ان کی بیٹی فاطمہ کو اپنی بیٹی کہہ کر پکارتی تھیں۔اس طرح وہ ہماری بہن بن گئیں۔جب ہم کنری شفٹ ہو گئے تو وہ بھی کنری آ گئے اس طرح میری والدہ کی منہ بولی بیٹی بھی کنری آ گئی۔پھر اس کی شادی ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اولاد سے بھی نوازا۔تاہم ہمارا آج تک آپس میں بہن بھائیوں جیسا تعلق قائم ہے۔

والدہ محترمہ اپنی بیماری کا ذکر تو کرتی تھیں مگر خدا تعالیٰ نے ان کو اتنی عمر دی کہ ان کے دونوں بیٹے ان کی زندگی میں عملی میدان میں آ گئے تھے۔تاہم موت کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔وفات سے قبل جب بیمار ہوئیں تو حیدر آباد کے ایک ہسپتال میں زیر علاج رہیں۔اس وقت خاکسار جرمنی میں تھا۔میری اہلیہ محترمہ امۃ النصیر صاحبہ کو ان کی تیمارداری کرنے اور خدمت کرنے کا موقع ملا۔ڈیڑھ دو مہینے ہسپتال میں ان کے ساتھ رہیں۔ہسپتال میں کچھ وقت کے لئے میری ماموں زاد بہن عزیزہ بشریٰ نصیرہ صاحبہ (بنت ماموں جان مکرم خدا بخش صاحب ۔ درویش قادیان) کو بھی ان کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔میری بھابھی محترمہ آپا امۃ العزیز صاحبہ اہلیہ برادرم مکرم صفدر علی صاحب کو بھی وقتاً فوقتاً محترمہ والدہ صاحبہ کی خدمت کا موقع ملا۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء**

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ (النمل: 20)

اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔ (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

جرمنی میں خدمت کا آغاز

پاکستان سے روانگی

جرمنی کے لئے میری تقرری تو 1972 میں ہو چکی تھی۔اس لئے 1973 کا سال ربوہ میں شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور ویزہ کے حصول و دیگر تیاری میں گزر گیا۔

21 جنوری 1974 کو ربوہ سے ریل گاڑی کے ذریعہ خاکسار اور مکرم ملک منصور احمد عمرؔ صاحب کراچی کے لئے روانہ ہوئے۔ ہمیں پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ وکالت تبشیر کے نمائندگان کے علاوہ مکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری اور بعض دیگر بزرگان نے ہمیں اپنی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

میرے ساتھ میری اہلیہ صاحبہ اور والدین بھی تھے۔ کراچی سے پہلے جب حیدرآباد گاڑی رکی تو وہاں پر میرے بھائی آئے ہوئے تھے۔ والدین تو حیدرآباد سے الوداع کہہ کر کُنری کے لئے روانہ ہو گئے مگر میری اہلیہ صاحبہ کراچی ائیرپورٹ تک ساتھ گئیں۔ علاوہ ازیں میرے بڑے بھائی سیف علی شاہد صاحب اور میرے برادرِ نسبتی مکرم ڈاکٹر سلیم احمد صاحب خلیلؔ مجھے جرمنی کے لئے الوداع کرنے کے لئے ائیرپورٹ پر موجود تھے۔ اسی طرح کراچی جماعت کے نمائندے مکرم مدہوش رحمانی صاحب بھی خاکسار کی روانگی تک ہمارے ساتھ رہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ہم دونوں 22 جنوری کی رات کو بذریعہ ہوائی جہاز فرینکفرٹ جرمنی کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ 23 جنوری قبل دوپہر ہم جرمنی پہنچ گئے۔ مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب امیر و مبلغ انچارج جرمنی نے ائیرپورٹ پر ہمارا استقبال کیا اور ہمیں مسجد نور فرینکفرٹ میں لے گئے۔

مکرم منصور احمد عمر صاحب اور خاکسار حیدر علی ظفر ربوہ سے روانگی کے وقت

ہمبرگ مشن میں تقرّری

میری تقرّری چونکہ ہمبرگ مشن کے لئے تھی اس لئے میں 27 جنوری 1974 کو بذریعہ ٹرین فرینکفرٹ ریلوے سٹیشن سے ہمبرگ کے لئے روانہ ہو گیا۔ تقریباً پانچ گھنٹے کے بعد جب ریل گاڑی ہمبرگ ریلوے سٹیشن پر پہنچی تو مکرم سیّد منصور احمد صاحب اور مکرم فیض احمد نیازی صاحب سٹیشن پر استقبال کے لئے موجود تھے۔U-Bahn کے ذریعہ ہم مسجد فضلِ عمر گئے۔ ان دنوں ہمبرگ میں مبلغ سلسلہ مکرم قاضی نعیم الدین صاحب متعیّن تھے جو کسی دورہ پر گئے ہوئے تھے۔ مغرب کے بعد وہ دورہ سے واپس آئے۔ چند دنوں میں قاضی صاحب نے ہمبرگ مشن کا چارج میرے سپرد کر دیا۔ قاضی صاحب کی پاکستان روانگی سے پہلے مسجد میں ایک تقریب منعقد ہوئی جو کہ اُن کے لئے ایک Abschiedsparty یعنی الوداعیہ تھا جس میں میرا تعارف بھی کروایا گیا تھا۔ اس تقریب میں

خاکسار کی آمد پر مکرم قاضی نعیم الدین صاحب مبلغ سلسلہ اپنی الوداعی تقریب میں مہمانوں سے گفتگو کر رہے ہیں۔
مہمانوں کے عقب میں مسجد فضل عمر کے لئے پاکستان سے مالی قربانی کرنے والے احباب کے ناموں کا اندراج ہے

لگ بھگ پچیس افراد نے شرکت کی۔ جن میں افریقن و پاکستانی احمدیوں کے علاوہ چند جرمن مسلمان شامل تھے۔
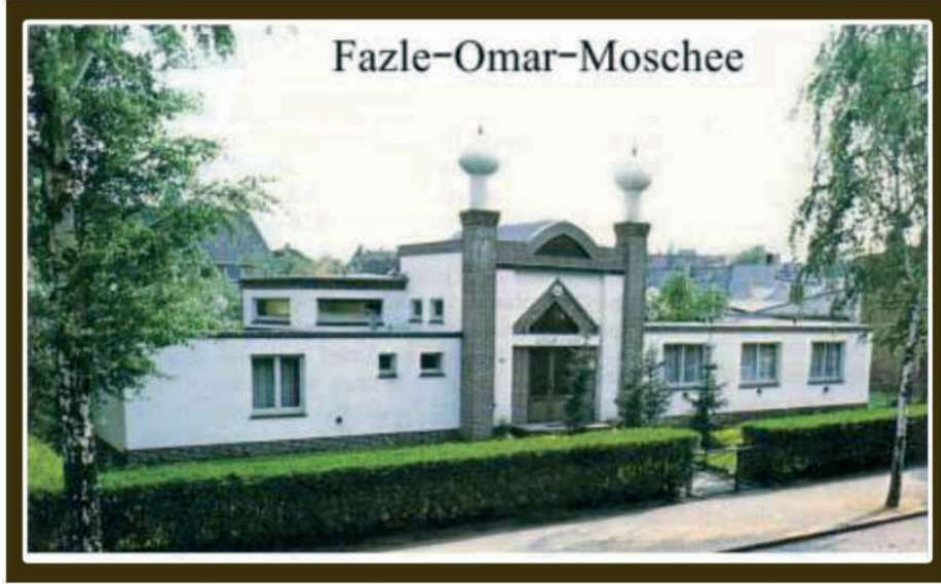
جنگِ عظیم دوم کے بعد 1957 میں تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد فضل عمر ہمبرگ جرمنی

جرمنی میں قیام کے مضمون کو آگے بڑھانے سے پہلے ایک صدمے کے پہنچنے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میرے جرمنی آنے کے بعد میری اہلیہ اپنی والدہ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم حکیم چوہدری سردار محمد صاحب مرحوم اور بہن بھائیوں کے پاس ڈگری ضلع تھرپارکر سندھ حال ضلع میرپور خاص میں مقیم تھیں۔ ہمارے ہاں بچے کی ولادت ہونے والی تھی اور مورخہ 27 جنوری کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا جو کہ بقضائے الٰہی تیسرے دن اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔ بچے کی پیدائش اور وفات کی خبر مجھے آٹھ دس دنوں کے بعد میری اہلیہ کے خط کے ذریعے ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

ڈگری میں قیام کے دوران اہلیہ محترمہ کے برادران مکرم ڈاکٹر سلیم احمد صاحب خلیلؔ، مکرم پروفیسر افضال احمد صاحب منیرؔ، مکرم اقبال احمد صاحب، مکرم نعیم احمد صاحب، اور مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب طاہرؔ اور ان کی بہنوں نے اپنی ہمشیرہ محترمہ کا بھرپور خیال رکھا۔ فجزا ھم اللہ احسن الجزاء
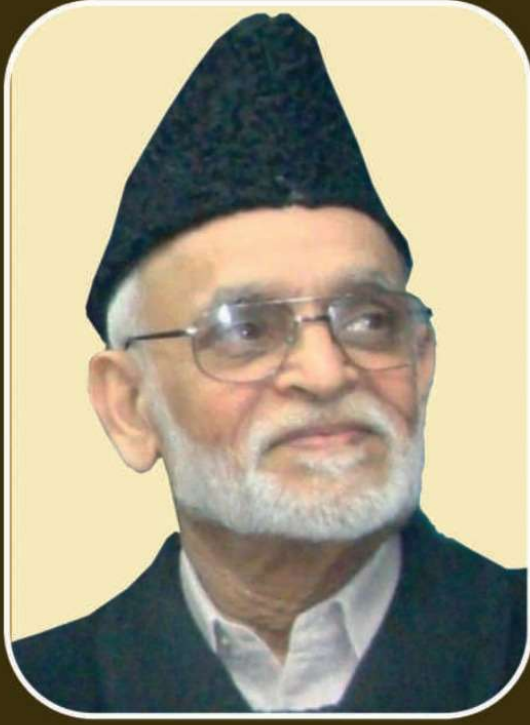
پروفیسر افضال احمد منیرؔ

ڈاکٹر سلیم احمد خلیلؔ

ڈاکٹر وسیم احمد طاہرؔ

اقبال احمد

نعیم احمد

مختلف سرگرمیوں کا ذکر

ہمبرگ میں اُس وقت تجنید کا باقاعدہ کوئی نظام تو نہیں تھا مگر ہمبرگ مشن کے تحت بیس، پچیس افرادِ جماعت ہی تھے جس میں انڈونیشیا سے آئے ہوئے ایک ڈپلومیٹ مسٹر Adang Suhender صاحب بھی تھے جو کہ اپنی فیملی کے ساتھ Bremen میں رہائش پذیر تھے۔ پاکستان روانگی سے قبل مکرم قاضی صاحب نے ان سے بھی ملوایا۔ اس کے بعد محترم قاضی صاحب اپنی واپسی کی تیاری میں مصروف ہو گئے اور میں نے باقاعدہ اپنی خدمت کا آغاز کر دیا۔ اس وقت پاکستان سے آئے ہوئے احمدی احباب میں سے مکرم محمود احمد خاں صاحب کے بچے ہمبرگ میں رہائش پذیر ہیں۔ ہمبرگ مشن میں ایک ابتدائی جرمن احمدی مسٹر Fritz Saeed Kretschmer بھی آتے تھے جو کہ Hildesheim میں اپنی فیملی کے ساتھ رہتے تھے مگر اُن کی فیملی کا کوئی اور فرد مسلمان نہیں تھا۔ کچھ عرصہ بعد جب میں اُن کو ملنے گیا تو کہنے لگے کہ جماعت میں سے آپ پہلے ممبر ہیں جو میرے گھر آئے ہیں۔

ہمبرگ میں احبابِ جماعت سے تعارف حاصل کرنے کے بعد سب سے پہلا کام تو باقاعدہ چندوں کی وصولی اور مسجد کی Maintainance کا تھا تاکہ احباب نمازوں کے وقت مسجد میں آکر نماز ادا کر سکیں۔ چنانچہ اس کا انتظام کرنے کے بعد چندوں کی باقاعدہ وصولی کی طرف توجہ کی گئی۔ صد سالہ جوبلی فنڈ اور دعائیں جس کی تحریک حضرت خلیفہ المسیح الثالثؒ نے جلسہ سالانہ 1973 پر کی تھی، سے احباب جماعت کو آگاہ کیا گیا۔ صد سالہ جوبلی فنڈ کی تحریک سے جماعت میں آگے بڑھنے کی ایک نئی روح پیدا ہوئی۔

جرمن احمدی Mr. Fritz Saeed Kretschmer عیدین اور جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک دو دن پہلے مشن ہاؤس میں آجاتے اور عید کے لئے مسجد کی صفائی و تیاری میں حصہ لیتے۔ بڑی

باقاعدگی کے ساتھ چندہ بھجواتے تھے۔ جرمن زبان میں بھی ایک سرکلر بھجوایا گیا تھا۔ چنانچہ انھوں نے اپنا چندہ دُگنا کر دیا۔ 15 مارک پہلے چندہ عام کے لئے آتے تھے۔ اب ان کے ساتھ 15 مارک صد سالہ جوبلی فنڈ کے لئے بھی آنے لگے۔ اس وقت 2 جرمن احمدی جماعت کے ساتھ منسلک تھے ان میں سے ایک Fritz Saeed Kretschmer تھے جو کہ نسبتاً بڑی عمر کے تھے اور دوسرے Saeed Steinhauser جو کہ خادم تھے اور ہمبرگ کے قریب Vedel میں رہتے تھے۔

مسجد فضل عمر ہمبرگ میں خاکسار حیدر علی ظفر عید کا خطبہ دے رہا ہے۔ پہلی صف میں
مکرم ابوبکر لاڈ صاحب اور مکرم ملک منصور احمد عمر صاحب نمایاں نظر آرہے ہیں

شروع شروع میں چندوں کی رسیدیں کاٹنا اور کھاتہ جات میں ان کا اندراج کرنے کا کام خاکسار خود ہی کرتا تھا اس کے بعد جماعت کی تعداد بڑھ گئی۔ ہمبرگ میں جماعت کو حلقہ جات میں تقسیم کر دیا گیا اور بیرون از ہمبرگ احباب جماعت اپنی چھٹیاں مشن ہاؤس میں گزارنے کے لئے آجاتے اور وہ دفتری کاموں میں میری مدد بھی کرتے تھے۔ مکرم عطاء المنان صاحب تو ہر سال باقاعدگی سے وقف عارضی پر مشن ہاؤس تشریف لاتے اور تمام مالی کھاتوں میں اندراجات مکمل کر دیتے۔ پھر 1977 میں جب مکرم طاہر محمود صاحب آف حلقہ موشے ہمبرگ مشن کے ایریا میں شفٹ ہوگئے تو

انہوں نے شعبہ مال کا سارا کام سنبھال لیا۔ اپنے کام کے بعد ہر روز مسجد میں آجاتے اور رات گئے تک جماعتی کام میں مصروف رہتے۔ ان کی یہ خدمت 1983 تک جاری رہی۔ پھر ان کو واپس پاکستان جانا پڑ گیا تو مکرم سلیم احمد طور صاحب کے سپرد یہ خدمت کر دی گئی۔ فجزا ھم اللہ احسن الجزاء۔
خاکسار مورخہ 27 جنوری 1974ء کو ہمبرگ مشن میں آیا تھا۔ ماہ مئی کی کوئی تاریخ تھی کہ Othmarschen (ہمبرگ سٹی کا ایک علاقہ) کے ایک سکول میں مجھے اسلام پر تقریر کرنے کے لئے بلایا گیا۔ میں ایک پاکستانی احمدی دوست مکرم سیّد منصور احمد صاحب کے ساتھ مقررہ وقت پر پہنچ گیا۔ ایک کلاس روم جس میں بیس تا پچیس بچے موجود ہوں گے اُن سے میں نے اسلام کے بارہ میں کچھ ابتدائی باتیں بیان کیں جس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ شروع میں سوال سمجھنے میں کچھ مشکل پیش آئی کیونکہ بچے خالص جرمن لہجہ میں بات کر رہے تھے جبکہ میں نے نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ماڈرن لینگویجز یونیورسٹی آف اسلام آباد میں جرمن زبان سیکھی تھی جہاں پر اگرچہ اساتذہ جرمن اور پاکستانی تھے مگر ماحول تو بہر حال پاکستانی تھا۔ اس لئے جہاں سوال سمجھنے میں مشکل پیش آتی تو مکرم سیّد منصور احمد صاحب راہنمائی کر دیتے۔ جواب تو مَیں نے ٹوٹی پھوٹی جرمن زبان میں ہی دیئے تاہم بچے اسلام کے بارہ میں معلومات ملنے پر بہت خُوش ہوئے۔ اس طرح اسکول جاتے ہوئے دعائیں کرتے گئے اور واپسی پر خُدا کا شکر ادا کرتے ہوئے آئے۔

مسجد و مشن ہاؤس کی صورتحال

ہمبرگ شہر میں جماعت کے جو بیس کے قریب ممبر تھے اُن میں سے جس کسی نے مسجد میں آنا ہوتا وہ فون کر کے وقت طے کر کے ہی آتا تھا کیونکہ مسجد اور مشن ہاؤس کا دروازہ بند ہوتا تھا۔ اگر وہاں مبلغ سلسلہ نہ ہوتے تو آنے والے کو واپس جانا پڑتا تھا۔ مشن ہاؤس کی صورتحال اسی طرح رہی تاآنکہ

احبابِ جماعت کی مسجد میں آمد ورفت تواتر سے ہونے لگی۔ نمازِ جمعہ پہلے بھی باقاعدگی سے ہوتی تھی۔ اب دیگر نمازوں میں بھی کوئی نہ کوئی دوست شامل ہو جاتے۔ مجلس خُدام الاحمدیہ قائم تھی جس کے قائد مکرم سردار لطیف احمد صاحب ابن مکرم سردار بشیر احمد صاحب انجنیئر لاہور تھے جو کہ نہایت دیندار اور متقی انسان تھے۔ وصیّت کے چندہ جات میں ایک ایک پینی کا حساب کر کے دیتے تھے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ انہوں نے 182.80 مارک حصّہ آمد دیا تھا۔ یہ صاحب جلد ہی امریکہ چلے گئے تھے اور وہاں پر کمرشل پائلٹ کی ٹریننگ حاصل کرتے ہوئے ایک حادثہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب وہ بہشتی مقبرہ ربوہ میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ سردار لطیف احمد صاحب کے بعد غانا کے ایک نہایت مخلص خادم جو کہ ہمبرگ یونیورسٹی میں Biology کی تعلیم حاصل کر رہے تھے مجلس خدام الاحمدیہ ہمبرگ کے قائد بنے۔ یہ مسجد کے قریب ہی Hagenbeck Straße پر اپنی اہلیہ کے ساتھ ایک ہوسٹل میں مقیم تھے۔ روزانہ شام کو مسجد میں آنا ان کا معمول بن گیا۔ اُس دور کے ان دنوں اور مہینوں کی بہت سی باتیں ذہن میں آ رہی ہیں۔ ان کو ترتیب وار لکھنا کوئی آسان کام نہیں، تاہم اُن کو ریکارڈ میں لانے کی کوشش کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

جب میں ہمبرگ مسجد میں آیا تھا تو مسجد کے درمیان میں ایک قالین بچھا ہوا تھا اور ہیٹنگ بھی بوقتِ ضرورت ہی آن کی جاتی تھی۔ بغیر قالین کے وہ حصہ بہت ٹھنڈا ہوتا تھا۔ جب مسجد میں احباب کی آمد ورفت شروع ہوئی تو ایک روز مکرم چوہدری نعیم الدین وسیم صاحب آئے اور مجھے کہنے لگے کسی قالینوں والی دکان پر چلتے ہیں۔ آپ جو قالین پسند کریں گے اس کی ادائیگی میں کروں گا اور پوری مسجد میں قالین بچھا دیں گے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ 900 مارک میں قالین خرید ا گیا اور مسجد میں بچھایا گیا۔ مسجد میں رونق تو نمازیوں ہی سے ہوتی ہے جن کی آمد کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ اب مسجد اندر سے بھی دیدہ زیب بن گئی تھی ۔

اللہ تعالیٰ کی عطاء

1974ء کی بات ہے کہ مکرم عبد الباری احمدی صاحب کا ڈنمارک سے مجھے فون آیا کہ وہ اپنے ایک غیر از جماعت کزن مکرم عطاء اللہ صاحب کو کچھ وقت کے لئے فضلِ عمر مسجد میں ٹھہرانا چاہتے ہیں۔ اُنہوں نے بتایا کہ عطاء اللہ صاحب ڈنمارک میں قیام کے دوران مسجد نصرت جہاں میں ہی رہائش پذیر رہے ہیں۔ اُنہوں نے مبلغ سلسلہ سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ مکرم عطاء اللہ صاحب کو مسجد میں ٹھہرنے کی اجازت دے دی گئی۔ جب وہ ہمبرگ آئے تو انہیں تہ خانہ میں ایک کمرہ میں ٹھہرادیا گیا۔ وہاں پر کچن بھی تھا جہاں پر وہ اپنا کھانا پکاتے تھے۔ نہایت نیک فطرت انسان اور نمازوں کے پابند تھے۔ اذان وقت پر دے دیتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ ہم نماز میں دو افراد ہی ہوتے تھے۔ مسجد کی تزئین و آرائش کا کام بھی بخوشی کرتے رہتے۔ خاص طور پر مسجد کی چار دیواری کی باڑ کاٹنے اور اسی طرح مشن ہاؤس کی گھاس کاٹنے میں وہ میری بہت مدد کیا کرتے تھے۔ احمدی احباب جو مسجد میں آتے اُن سے بہت پیار اور محبت سے ملتے تھے۔ اسلام اور احمدیت کے عقائد کا ذکر بھی ہوتا تھا اور سوال بھی کیا کرتے تھے۔ تاہم احمدیت کی حقیقت کے بارہ میں دعائیں بھی کر رہے تھے۔ ایک روز میں نے اُنہیں احمدیت کی سچّائی کے بارہ میں استخارہ کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد اُن پر احمدیت آشکار ہو گئی اور وہ بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں

مکرم چوہدری عطاء اللہ یوسف صاحب

داخل ہو گئے۔اب ان کی بھی 17 فروری 2022 کو وفات ہو گئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ یہاں پر میں احمدیت قبول کرنے کے بارہ میں ان کا اپنا بیان درج کرتا ہوں جو انہوں نے 28 اکتوبر 2021 کو قلمبند کیا ہے:

”خاکسار کا نام عطاء اللہ یوسف ہے اور جماعت ہمبرگ میں رہتا ہے۔ خاکسار کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ اس وقت خاکسار کی عمر 69 سال ہے۔ ذیل میں خاکسار اپنے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کے واقعہ کا ذکر کرے گا۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 1974 میں احمدی ہونے کی توفیق ملی۔ 1974 میں خاکسار پاکستان سے ڈنمارک آیا تھا اور جون، جولائی میں ڈنمارک سے ہمبرگ، جرمنی بذریعہ شپ گیا۔ اس وقت ہمبرگ میں برادرم مکرم حیدر علی ظفرؔ صاحب مشنری تھے، خاکسار کو فضلِ عمر مسجد ہمبرگ میں ٹھہرنے کا موقع ملا۔ ڈنمارک میں خاکسار کے کزن مکرم عبد القادر صاحب مرحوم اور مکرم عبد الباری احمدی صاحب آف کیلگری کینیڈا رہتے تھے۔ انہوں نے مکرم حیدر علی ظفرؔ صاحب سے درخواست کی کہ وہ خاکسار کو تبلیغ کریں۔ اس وقت ہمبرگ کے قائد خدام الاحمدیہ مرحوم سردار لطیف احمد صاحب ہوا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے باہر مسجد کے سامنے مجھ سے وفات مسیح اور دلائل صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر گفتگو کی۔ لیکن فقدان تعلیم کی وجہ سے یہ موضوعات خاکسار کی سمجھ میں نہ آتے تھے۔ نماز تو پڑھتا تھا لیکن مکرم حیدر علی ظفرؔ صاحب سمجھ گئے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب خاکسار کے لئے بہت مشکل ہوں گی۔ اس وقت کے لحاظ سے واقعتاً یہ کتب خاکسار کے لئے سمجھنے کے لحاظ سے مشکل تھیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ نماز تو آپ پڑھتے ہی ہیں تو عشاء کی نماز کے بعد نماز استخارہ پڑھا کریں۔ خاکسار نے نماز استخارہ ادا کرنی شروع کر دی۔ خاکسار قیام اور سجدے کی حالت میں یہ رو رو کر دُعا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی علم نہیں ہے اگر احمدیت سچی یا جھوٹی ہے تو کوئی نشان دکھلا دے۔ پھر کیا ہوا، ایک رات اللہ تعالیٰ نے خواب

میں ایک خوبصورت منظر دکھایا۔

وہ منظر یہ تھا کہ خاکسار کو چک 670/11 گ۔ب کا سکول نظر آتا ہے جس میں خاکسار خود کچھ عرصہ پڑھا تھا۔ وہاں فٹ پاتھ پر پانی والے نلکے کے ساتھ دو بزرگان تھے۔ ایک خاکسار کے دائیں طرف اور دوسرے خاکسار کے بائیں طرف کھڑے ہوئے تھے۔ ایک بزرگ کو میں جانتا تھا جو کہ مکرم میر مسعود احمد صاحب مرحوم تھے جو کہ ڈنمارک میں اس وقت مبلغ ہوا کرتے تھے۔ مکرم میر مسعود احمد صاحب مرحوم ان دوسرے بزرگ کو جن کی داڑھی سفید تھی میرا تعارف کروا رہے تھے کہ یہ عبد الباری احمدی کے کزن ہیں۔ دونوں بزرگان مکرم عبد الباری احمدی صاحب کو جانتے تھے۔ سفید داڑھی والے بزرگ نے میرا دائیاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور میرے سر پر ہاتھ پھیر کر میرے کندھوں پر تھپکی دی۔ تھپکی کے بعد میرے پاؤں اور جسم سے آگ نکل کر آسمان کو گئی۔ اس کے بعد یہ منظر ختم ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد مکرم حیدر علی ظفر صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ کوئی خیر کی خبر ملی؟ خاکسار نے اپنا خواب سنایا ۔مجھے نہیں معلوم تھا کہ سفید داڑھی والے بزرگ کون تھے۔ میرے خیال کے مطابق خاکسار اس وقت جبکہ مَیں مکرم حیدر علی ظفرؔ صاحب کو وہ خواب سنا رہا تھا انہی کے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا اور مکرم حیدر علی ظفرؔ صاحب کے پوچھنے پر میں نے ایک تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ بزرگ ہیں۔ مکرم حیدر علی ظفرؔ صاحب نے کہا کہ یہ ہمارے خلیفہ ہیں وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تصویر تھی۔ مکرم مربی صاحب نے کہا کہ ہاتھ میں ہاتھ کا مطلب بیعت ہے۔ اس کے بعد میں نے بیعت کرلی۔ اور مکرم مربی صاحب کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آہستہ آہستہ جماعت کے نظام سے واقف ہوتا رہا اور دل و جان سے جماعت احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہا، وابستہ رہتا ہوں اور وابستہ رہوں گا انشاء اللہ۔ مکرم حیدر علی ظفرؔ صاحب کے ساتھ گزرا ہوا وقت اور ان کی شفقت خاکسار کو

ہمیشہ یاد رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین (عطاء اللہ یوسف)''

یہ غالباً اکتوبر کا مہینہ تھا جب اُنہوں نے کہا کہ وہ بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔ لگتا ہے کہ ان پر احمدیت کی صداقت جرمنی میں آشکار ہوئی تھی۔ اس لئے ان کا جرمنی میں رہنا، جرمنی جماعت کا حصّہ بننا اور جرمنی جماعت کے لئے کام کرنا ان کے مقدر میں لکھا جا چکا تھا۔ اب ان کے بڑے بیٹے مکرم مجیب عطاء صاحب جماعت احمدیہ بریمن کے صدر، مکرم داؤد عطاء صاحب سیکرٹری تبلیغ ہمبرگ اور چھوٹے بیٹے مکرم ہارون عطاء صاحب مربّی سلسلہ ہیں۔ بیعت کے بعد ان کا پاکستان واپس جانا خطرہ سے خالی نہ تھا اس لئے انہوں نے پاکستان سے آنے والے احمدیوں کی طرح اسائلم کی درخواست دے دی۔ دوسروں کی طرح ان کا کیس منظور ہونے میں چند سال تو لگے ہوں گے مگر پھر انہوں نے خُوب کام کیا اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دی اور مسجد و مشن ہاؤس سے رابطہ رکھا۔

ڈنمارک تبادلہ

اکتوبر 1974 کے آخری عشرہ میں مجھے مرکز ربوہ سے بذریعہ امیر صاحب ارشاد ملا کہ میں ڈنمارک مشن میں چلا جاؤں اور ہمبرگ میں میری جگہ مکرم ملک منصور احمد عمرؔ صاحب (جو کہ اُس وقت مکرم امیر و مبلغ انچارج مکرم فضل الٰہی انوری صاحب کے ساتھ فرینکفرٹ میں کام کر رہے تھے) ہمبرگ مشن کا چارج لے لیں۔ مکرم ملک منصور احمد عمرؔ صاحب جلد ہی ہمبرگ پہنچ گئے اور میں ان کو چارج دے کر مورخہ 27 اکتوبر 1974 کو بذریعہ ریل گاڑی ڈنمارک کے لئے روانہ ہو گیا۔ مکرم سیّد جواد علی صاحب مبلغ سلسلہ ڈنمارک اُن دنوں بیمار تھے۔ ان کی بیماری کے دوران کچھ عرصہ مکرم مولانا منیر الدین احمد صاحب مبلغ سلسلہ سویڈن ڈنمارک آ کر ان کی تیمارداری کے علاوہ مسجد نصرت جہاں میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ جب مکرم سید جواد علی شاہ صاحب کی بیماری نے

زور پکڑ لیا تو ان کی مرکز واپسی کا فیصلہ ہوا اور مجھے ڈنمارک پہنچنے کا ارشاد ہوا۔ چنانچہ میں نے مکرم سید جواد علی شاہ صاحب سے چارج لینے اور ان کی روانگی کے بعد تربیتی و تبلیغی مساعی کا آغاز کر دیا ۔ اُن دنوں چند احباب جماعت کچھ اختلافات کا شکار تھے۔ ان کو بلایا گیا، ان سے گفتگو کی گئی اور ان کے مسائل حل کئے گئے۔ انفرادی طور پر بھی احباب کو ان کے گھروں میں وزٹ کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اس کے نتیجہ میں نہ صرف چندوں کی وصولی میں بلکہ دیگر تربیتی و تنظیمی مساعی میں بھی خاطر خواہ بہتری آئی۔ چنانچہ روزمرہ نمازوں اور نماز جمعہ میں حاضری بڑھ گئی اور عہدیداروں نے کام کرنا شروع کر دیا۔ مسجد کو دیکھنے اور سوال و جواب کے لئے آنے والے افراد اور کلاسز کا خاکسار خیر مقدم کرتا اور ان کے سوالات کے جوابات دیتا تھا۔ ہر جمعہ کے روز مکرم عبد السلام میڈسن Madson صاحب جمعہ کے بعد تشریف لاتے اور ڈینش مہمانوں کے ساتھ سوال و جواب کی مجلس کرتے تھے۔ یہ ذکر کر دینا مناسب ہوگا کہ ڈنمارک میں احمدی خواتین و مرد سب اچھی انگریزی زبان جانتے تھے۔ اس لئے خطبہ جمعہ بھی انگریزی زبان میں دیا جاتا تھا۔ اِن دنوں یورپ کے ممالک میں سے ڈنمارک ہی ایک ایسا ملک تھا جس میں مقامی احمدیوں کی تعداد نسبتاً زیادہ تھی۔ مکرم Nuh Svend Hansen صاحب بہت ہی مخلص احمدی تھے جو کہ بعد میں ڈنمارک کے امیر جماعت بھی رہے۔ مکرم Kamal Ahmad Krog صاحب ایک فعال ڈینش احمدی تھے۔ انہی دنوں ان کی مساعی سے ایک ڈینش نوجوان ابراہیم صاحب نے بیعت کی تھی۔ یہ نوجوان اکثر مسجد میں آتے رہتے تھے۔ ڈینش زبان سیکھنے کے لئے خاکسار نے ہفتہ میں کچھ دن ایوننگ کلاسز میں بھی جانا شروع کیا۔

I have brought two Pakistanis for you

یہ 1974 کی سردیوں کی ایک رات تھی۔ اڑھائی بجے کا وقت تھا اور میں مشن ہاؤس میں گہری

نیند سو رہا تھا۔ کسی نے باہر سے گھنٹی بجائی۔ مجھے اُٹھنے اور باہر نکلنے کے لئے تیار ہونے میں کچھ وقت لگ گیا۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو سامنے ایک ٹیکسی کھڑی تھی اور دروازے کے سامنے ٹیکسی ڈرائیور اور ایک پاکستانی نوجوان تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا: "I have brought two Pakistanis for you" اور یہ کہہ کر وہ تو چلا گیا اور جو نوجوان سامنے تھا وہ اپنا تعارف کروانے لگا کہ میرے ساتھ منور احمد صاحب بھی آئے ہیں۔ وہ مکان کی پچھلی جانب سے آپ کو جگانے کے لئے گئے ہیں اور میں بھی قادیانی ہوں۔ اس پر میں نے کہا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اتنے میں دوسرے صاحب بھی آ گئے۔ انہوں نے اپنا تعارف کروایا اور مکرم سیّد مبشر احمد صاحب کا حوالہ دیا جو کہ ڈنمارک کی جماعت کے ایک نمایاں احمدی فرد تھے۔ اس کے بعد میں ان کو تہہ خانہ میں لے گیا اور وہاں پر لگے دو بستروں پر ان کو سونے کے لئے کہہ دیا۔ صبح فجر کی نماز کے وقت میں نے تہہ خانے کی لائٹ جلائی اور السلام علیکم کہا تو ایک صاحب فوراً اُٹھ کر بیٹھ گئے اور انہوں نے وعلیکم السلام کہا۔ میں انہیں اپنے ساتھ ہی مسجد میں نماز کے لئے لے گیا اور نماز کے بعد پھر انہیں سونے کے لئے کہہ دیا۔ جب وہ ناشتہ کے لئے آئے تو تعارف ہوا۔ مکرم منور احمد صاحب نے اپنا تعارف کروانے کے بعد کہا کہ یہ میرے دوست ہیں جن کا تعلق لاہوری جماعت سے ہے۔ اس پر میں سمجھ گیا کہ دراصل رات کو وہ اپنے آپ کو احمدی کہنا چاہتا تھا لیکن جس طرح 1974 کی آئینی ترمیم اور اس کے بعد مختلف فارموں پر احمدی قادیانی یا لاہوری کے الفاظ استعمال ہو رہے تھے اس نے صرف احمدی کہنے کی بجائے اپنے آپ کو قادیانی کہنا پسند کیا تاکہ اس کے لاہوری احمدی ہونے کی وجہ سے مجھ پر کوئی بُرا اثر نہ پڑے۔ خلافت سے تعلق رکھنے والے اور خلافت کی بیعت نہ کرنے والے احمدیوں کی تربیت کا فرق صاف ظاہر ہے۔ خیر وہ ایک دو دن مشن ہاؤس میں رہے۔ پھر مکرم سیّد مبشر احمد صاحب کے ساتھ چلے گئے۔ پھر وہ چند مہینے ڈنمارک میں رہنے کے بعد پاکستان چلے گئے۔ مکرم منور احمد صاحب نے اپنا تعارف بطور آرٹسٹ کرایا تھا۔ چند سال قبل ایک صاحب کینیڈا سے آئے۔ وہ میرے کمرہ میں داخل ہوئے اور کہنے لگے کہ مجھے پہچانا ہے؟۔ میں نے تھوڑا غور کرنے کے بعد کہا کہ 1974 میں ڈنمارک میں ایک نوجوان منور احمد آرٹسٹ آیا تھا۔ وہ کہنے لگا وہ نوجوان میں ہی ہوں۔

اس طرح کام جاری تھا کہ جنوری 1975 میں مبلغ سلسلہ مکرم سیّد کمال یوسف صاحب اس

مشن کا چارج سنبھالنے کے لئے ربوہ سے تشریف لے آئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا میرے لئے یہ پیغام لائے کہ میں اوسلو، ناروے جاکر مسجد کے لئے جگہ تلاش کرنے کی کوشش کروں۔ اس وقت مکرم ناصر احمد قریشی صاحب صدر جماعت تھے اور مکرم نور احمد بولستاد (نارویجین احمدی) امام الصّلوٰۃ مقرر تھے۔ میری رہائش کا انتظام مکرم مبارک احمد صاحب راجپوت اور مکرم ناصر احمد قریشی صاحب کے ہاں تھا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے میں نے تقریباً تین ہفتے وہاں گزارے اور مقامی احباب کے ساتھ مسجد کے لئے جگہ تلاش کرنے کی کوشش کی۔ وہاں پر قیام کے دوران اوسلو کے قریب دنیا کی ایک مشہور سکیٹنگ کی جگہ Holmenkollen دیکھنے کا موقع ملا۔ مارچ 1975 کے شروع میں خاکسار ڈنمارک سے ہوتا ہوا جرمنی واپس آ گیا۔

جرمنی میں تبلیغ اور تربیت کے کام میں وسعت

دو ماہ تک فرینکفرٹ مسجد نور میں قیام کیا جہاں مبلغ انچارج صاحب کے کاموں میں ہاتھ بٹایا پھر مئی میں ہمبرگ جاکر مشن کا چارج لیا۔ مسجد فضلِ عمر 1957ء سے ہمبرگ میں قائم ہے اس لئے وقتاً فوقتاً مختلف گروپس مسجد کو دیکھنے اور اسلام کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ مختلف سکولوں کی کلاسز بھی آتی تھیں۔ بڑی عمر کے لوگ زیادہ تر سپیشل بس کے ذریعہ آتے تھے۔ تاہم تبلیغ کو وسعت دینے کے لئے سکولوں میں اور بعض تنظیموں کو خطوط بھجوائے گئے کہ ہم اسلام کے بارہ میں مستند معلومات دیتے ہیں۔ اگر کلاس کے طلبا مسجد میں آنا چاہتے ہیں تو ہمیں زیادہ خوشی ہوگی کیونکہ اس صورت میں وہ مسجد بھی دیکھ لیں گے اور سوال جواب بھی ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں ہم بچوں کو ریفریشمنٹ بھی دے سکیں گے۔ بصورتِ دیگر ہم سکول میں حاضر ہو کر سوال وجواب کر سکتے ہیں جس پر اُن کا کوئی خرچ نہیں آئے گا۔ اس صورت میں بعض تنظیمیں جب لیکچر کا انتظام کرتیں اور اشتہار شائع کرتیں تو داخلہ کا ٹکٹ بھی لگا لیا کرتی تھیں۔ درج ذیل شہروں میں تقریر کرنا مجھے اچھی طرح یاد ہے:

Horneburg, Buxtehude, Elmshorn, Neumünster, Stade, Bochum, Delmenhorst, Bad Oldesloe

علاوہ ازیں ہمبرگ کے کئی سکولوں اور طلبا کی تنظیموں کے تحت بھی مختلف مقامات پر اسلام کے بارہ میں لیکچرز اور سوال وجواب کے پروگرام ہوئے۔ ایک مرتبہ Buxtehude کے ایک سکول میں دو دنوں میں 9 مختلف کلاسوں میں جاکر لیکچر دیئے۔ اسی طرح Bochum کے ایک سکول میں ایک دن میں چھ مختلف کلاسوں میں اسلام کی تعلیم سے طلبا کو آگاہ کیا اور ان کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

اسلام پر لیکچر کے بعد سوالات کے جواب دیتے ہوئے

مورخہ 4 اور 18 فروری 1977 کو Buxtehude کے ایک ٹیچر Mr. Chr. Michel اپنے سکول کی کلاسوں کو اسلام کا تعارف کروانے کی غرض سے مسجد فضل عمر ہمبرگ لے کر آئے۔ خاکسار نے تعارف کروانے کے بعد حسبِ معمول ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب

بھی ایک موقع پر اس پروگرام میں شامل ہوئے۔

مسجد فضل عمر ہمبرگ میں Mr. Michel کی کلاس۔مکرم بیش صاحب اور خاکسار سوالات کے جوابات دیتے ہوئے۔

مورخہ 12 مئی 1977 کو خاکسار مکرم فضل الرحمٰن انور صاحب کے ہمراہ بذریعہ ٹرین Buxtehude صوبہ لوئیر سیکسونی گیا جہاں پر ہمارا استقبال سکول کے ٹیچر Mr. Chr. Michel نے سکول کے سامنے کیا ۔اس روز دو مختلف سکولوں میں خاکسار نے چار پیریڈز میں طلبہ کو اسلام کا تعارف کروایا اور ان کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ اس سے اگلے سال 1978 میں جب خاکسار ربوہ پاکستان میں تھا یہ ٹیچر وہاں احمدیہ مسلم جماعت کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے بھی تشریف لائے۔

کلاس کے طلبہ کو اسلام کے تعارفی پروگرام کے بعد آٹو گراف دیتے ہوئے۔

ہمبرگ شہر کے ایک سکول کے ہال میں اساتذا اور طلباء کو حقیقی اسلام سے روشناس کرواتے ہوئے۔

ہمبرگ میں ایک موقعہ پر نماز جمعہ (جس میں دیگر مسلمان بھی شامل ہوا کرتے تھے) کے بعد مسجد کے ہال میں لی گئی ایک تصویر جس میں Herbert Gehrts صاحب نومبائع دوست کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ تصویر میں دیگر احباب کے علاوہ خاکسار کے بائیں جانب مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب سابق مبلغ سلسلہ ہیں جن کی بائیں طرف پیچھے ایک جرمن احمدی مسلمان نظر آرہے ہیں جن کا نام Herr Saeed Steinhauser ہے۔

جنوری 1974ء سے مارچ 1978 تک ہمبرگ مشن میں قیام کے دوران مَیں کلاسوں اور دیگر اداروں میں اسلام پر لیکچرز کی غرض سے جاتا رہا۔ پھر 1982ء سے 1984ء تک دوسری بار اسلام احمدیت پر لیکچرز کی توفیق ملی ۔ جن کی مجموعی تعداد ایک صد بیس بنتی ہے۔ اُس وقت کے بعض دلچسپ واقعات اور تبلیغ میں مددگار شخصیات کو بھول نہیں سکتا۔

ہمبرگ میں جس خادم نے تبلیغ میں بہت مدد کی اور تبلیغ میں حصّہ دار بنے وہ غانا سے آئے ہوئے افریقن بھائی تھے جو یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ بعد میں جب انہوں نے تعلیم

مکمل کرلی تو Ph.D کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد وہ اپنے ملک کی خدمت کرنے کے لئے واپس لوٹ گئے۔ ان کا نام Mubarak Osei Kwasi تھا۔ یہ تبلیغی پروگراموں کے علاوہ جرمن زبان میں دفاتر کے ساتھ خط و کتابت میں تعاون کرتے تھے۔ مسجد میں جو تبلیغی میٹنگ ہوتی تھیں ان میں ریفریشمنٹ و دیگر انتظامات کے لئے کوئی نہ کوئی صاحب مسجد میں بلا لئے جاتے تھے۔

ایک مجلس میں سوال و جواب ہو رہے تھے اور میں اسلام میں تعدّدِ ازدواج کی اجازت پر اعتراض کا جواب دے رہا تھا۔ میں نے بتایا کہ بائیبل میں تو بعض انبیاء کے سینکڑوں بیویاں کرنے کا ذکر ہے جبکہ اسلام میں تو بعض شرائط کے ساتھ ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔ علاوہ ازیں اس اجازت میں جو حکمت ہے وہ بیان کی گئی۔ اُس روز مکرم محمد کو لمبس خان صاحب آف Norderstedt ڈیوٹی پر تھے۔ میں محراب میں کھڑا جواب دے رہا تھا تو وہ میرے پاس آئے اور کہا اِن کو بتائیں کہ آج کل تو ایک بیوی کو بھی سنبھالنا مشکل ہے، یہ کیا

سینئر سیٹزنز (معمر شہریوں) کے سامنے خاکسار حیدر علی ظفرؔ اسلام کی تعلیم پیش کر رہا ہے۔

سمجھ رہے ہیں کہ ہر مسلمان نے چار چار شادیاں کی ہوئی ہیں!۔ جب میں نے اس کا ترجمہ کر کے بتایا تو حاضرین بہت محظوظ ہوئے اور تبصرہ کرنے والے کی طرف دیکھنے لگے۔

ہمبرگ سینٹ کے مذہبی امور کے کونسلر

مسٹر RUMPF کو قرآن مجید اور دیگر اسلامی کتب کا تحفہ

ماہ جنوری 1978ء میں ہمبرگ جماعت کے وفد نے ہمبرگ سب سٹیٹ کے سینٹ کے مذہبی امور کے کونسلر مسٹر RUMPF کو قرآن مجید اور دیگر اسلامی کتب کا تحفہ پیش کیا اور جماعت و مشن کی Activities کے متعلق گفتگو کی۔ مورخہ 18 جنوری 1978 بروز بدھ 11 بجے قبل دوپہر ہمارا وفد (جو کہ ہمارے جرمن احمدی بھائی مسٹر غفور، قائد خدام الاحمدیہ ہمبرگ مکرم مبارک اوسائی کوازی اور خاکسار (حیدر علی ظفرؔ) پر مشتمل تھا پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق دیوان مذہبی امور پہنچا۔ مسٹر RUMPF قافلہ کے ممبران کو خوش آمدید کہنے کے بعد ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔ خاکسار نے قافلہ کے ممبران کا تعارف کرایا۔ نصف گھنٹے کے قریب مختلف مذہبی امور، جرمنی میں جماعت احمدیہ کے قیام اور مساجد کی تعمیر کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ جس کے بعد خاکسار نے اُنہیں قرآن مجید اور دیگر اسلامی کتب کا تحفہ پیش کیا جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا اور ہمارا شکریہ ادا کیا۔ پھر ہم نے بھی اُن کے اس قیمتی تحفہ کو قبول کرنے اور اس ملاقات کا وقت دینے پر ان کا اور ان کے ذریعہ ہمبرگ کے Bürgermeister کا شکریہ ادا کیا۔ اس دوران ہم سب ہی زیرِ لب دعائیں بھی کرتے رہے۔ اے خدا تعالیٰ تو ان لوگوں کے دلوں کو اسلام کے لئے کھول دے۔ اس طرح یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب

مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب سے میری پہلی ملاقات جلسہ سالانہ 1973 ربوہ کے موقع پر ربوہ میں ہوئی تھی۔ مسجد فضل عمر ہمبرگ میں بعض تبلیغی میٹنگز میں مکرم ہبش صاحب بھی شامل ہوئے۔ آپ وقتاً فوقتاً مختلف پروگراموں کے لئے ہمبرگ بھی تشریف لاتے تھے۔ آپ کا کوئی پروگرام، کوئی انٹرویو وغیرہ کسی بھی موضوع پر ہوتا اُس کی تان اسلام واحمدیت کے پیغام پر ٹوٹتی تھی۔ ہمبرگ میں کئی مرتبہ مشن ہاؤس سے آپ نے اپنی جیب سے کتب خرید کر اپنے زیرِ تبلیغ احباب کو دیں۔ اس نیک، متقی اور دعا گو شخص کے کھانے پہننے میں سادگی پائی جاتی تھی۔ فرینکفرٹ میں قیام کے دوران ان سے باقاعدہ ملاقات رہتی۔ یہ جب بھی جرمنی سے باہر کسی ملک جاتے تو کوئی نہ کوئی تحفہ میرے لئے ضرور لاتے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ قادیان جانے کا اُنہیں بہت شوق تھا۔ ربوہ اور یوکے جلسوں میں بھی باقاعدگی سے شمولیت کیا کرتے تھے۔

زیرِ تبلیغ لوگوں سے آپ کی خط و کتابت رہتی تھی۔ اس لئے روزانہ کئی خطوط لکھا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کا نام ہدایت اللہ رکھا تھا۔ کہا کرتے تھے کہ خدا نے مجھے خود ہدایت دی ہے۔ یہ مصنفین کی صوبائی ایسوسی ایشن کے نامور عہدیدار بھی تھے۔ ان کی وفات پر اخبارات نے کثرت سے خبریں اور مضامین شائع کئے۔ آپ سالہاسال تک نور مسجد میں امامت کے فرائض ادا کرتے رہے۔ اپنے خطبہ جمعہ میں تربیتی امور پر بڑے احسن اور پُراثر انداز میں توجہ دلاتے۔ ان کی اولاد میں بھی خدمتِ دین کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ ان کی بڑی بیٹی مکرمہ عطیہ نور ہبش صاحبہ صدر لجنہ اِماء اللہ جرمنی رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں اور خدمتِ دین کا سلسلہ ان کی اولاد در اولاد میں جاری رکھے۔ آمین

مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب (2011-1946)

تبلیغی بُک سٹالز

تبلیغ کے لئے مختلف شہروں میں تبلیغی بُک سٹال لگائے جاتے تھے۔ ہمبرگ شہر میں ایک بہت بڑے چرچ Christus Kirche کے سامنے ایک اہم شاہراہ پر باقاعدگی کے ساتھ ہر ہفتہ کے روز بُک سٹال لگایا جاتا تھا جس پر مختلف دوست ڈیوٹی دیتے تھے مگر مکرم فضل الرحمٰن انور صاحب (فضلی) کا ڈیوٹی دینا مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اسی طرح بعدہٗ مکرم عبدالجلیل عباد بٹ صاحب Osterstr. U-Bahn سٹیشن پر بھی باقاعدگی سے ہفتہ کے روز تبلیغی سٹینڈ لگایا کرتے تھے۔ حلقہ Norderstedt کے Herold Center میں بھی بک سٹال باقاعدگی سے لگایا جاتا رہا۔ یہاں پر صدر حلقہ مکرم چوہدری محمد کولمبس خان صاحب کی نگرانی میں مکرم منیر احمد باجوہ صاحب، مکرم شفیق احمد صاحب، مکرم قاضی محمد نعیم صاحب، مکرم ملک مقصود احمد صاحب اور دیگر احباب کے علاوہ خواتین بھی ڈیوٹی دیتی رہیں۔

اسی طرح Hannover شہر میں بھی بُک سٹال لگتا تھا۔ ایک دفعہ جب میں وہاں دورہ پر گیا تو اس روز جماعت نے بُک سٹال بھی لگایا ہوا تھا۔ خاکسار بھی وہاں گیا اور بُک سٹال پر مہمانوں کی طرح کھڑے ہو کر کتابیں دیکھنے لگ گیا۔ لوگ وہاں سے گزر رہے تھے۔ کوئی کوئی کتابیں دیکھنے کے لئے بھی آ جاتا تھا۔ گزرنے والے لوگوں میں سے ایک صاحب ہماری طرف اشارہ کر کے اپنے ساتھیوں کو بتا رہے تھے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی چار چار بیویاں ہیں۔ اُن کے اس تبصرہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یورپین لوگوں میں اسلام کے بارہ میں کتنی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس تبلیغی سٹینڈ پر ایک جرمن ٹیچر مکرم پیٹر لوٹسن صاحب بھی تشریف لائے اور اسلام سے اپنی دلچسپی کا اظہار کیا۔ کچھ عرصہ مطالعہ اور جماعت سے رابطہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اِس سعادت مند روح کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ان کا اسلامی نام ناصر تھا۔ ان کی اہلیہ اور بیٹی نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

سال 2021 میں ان کی وفات ہوئی ہے جس پر حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں ان کا ذکر خیر فرمایا اور اس میں ان کے بک سٹال Hannover میں پہلے رابطے کا ذکر بھی فرمایا۔ شہر Münster کے قریب ایک جگہ Dülmen میں ایک احمدی نوجوان مکرم محمد اسحاق سلیمان صاحب ابن مکرم محمد داؤد صاحب سابق سیکرٹری امورِ عامہ جماعت جرمنی اکیلے بُک سٹال لگایا کرتے تھے۔ سائیکل پر میز اور کتابیں رکھ کر مقررہ جگہ پر جا کر بُک سٹال لگاتے اور پھر خُود ہی اُس کو سمیٹ کر واپس لے جاتے۔ ایک طویل عرصہ تک انہوں نے اس طرح سے تبلیغ کا فریضہ سر انجام دیا۔
فجزا هم الله احسن الجزاء ۔

اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی 1977

17، 18 جون 1977 کو فرینکفرٹ میں خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا چنانچہ ہمبرگ سے بھی ایک بس کے ذریعے خدام فرینکفرٹ پہنچے تو دو جرمن احمدی احباب بھی ساتھ تھے۔

مسجد نور فرینکفرٹ کے باہر ہمبرگ کے بعض احباب جماعت کا ایک گروپ فوٹو

Saeed Steinhauser کے ساتھ میری بے تکلفی تھی کیونکہ وہ اکثر مسجد فضل عمر میں آتا رہتا تھا۔ میں اسے جرمن زبان میں Du(تم) کہہ کر پکارتا تھا۔ کرٹشمر صاحب نے مجھے Saeed Steinhauser سے بات کرتے سُن لیا ہو گا۔ چنانچہ جب مسجد نور کے سامنے بس کھڑی ہوئی اور خدام اپنا اپنا سامان اتار رہے تھے تو Kretschmer صاحب مجھے ایک طرف لے گئے اور کہنے لگے کہ میں بہت سالوں سے احمدی ہوں۔ کیا آپ مجھ سے Du(تم) کر کے بات نہیں کر سکتے؟ میں نے انھیں جواب دیا کہ آپ مجھے بہت عزیز ہیں اور مجھ سے عمر میں بڑے ہیں تو میں عزت واحترام کی وجہ سے آپ سے Sie (آپ) کے ساتھ مخاطب ہوتا ہوں۔ ہمبرگ سے فرینکفرٹ تک بس کا سفر کوئی چھ گھنٹے کا تھا اس لئے سفر کے دوران ہم نے دلچسپی کے لئے بعض پروگرامز بنائے جن میں کوئز بھی تھا۔ لاؤڈ سپیکر پر خاکسار سوالات کرتا تھا اور پھر جن خدام نے جواب دینے ہوتے وہ ہاتھ کھڑا کرتے اور انہیں جواب کا موقع دیا جاتا۔ اس طرح دوستوں کی عام و دینی معلومات سے کسی قدر آگاہی بھی ہو گئی۔ سب سے دلچسپ سوال اور اس کا جواب کچھ اس طرح تھا کہ وائٹ ہاؤس کس نے دیکھا ہوا ہے؟

1977 میں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مسجد نور کے باہر لیا گیا ایک فوٹو

اجتماع خدام الاحمدیہ 1977 کے موقعہ پر

اس کا جواب دینے کے لئے مکرم حفیظ الرحمٰن انورؔ صاحب نے ہاتھ کھڑا کیا اور بتایا کہ میں نے دیکھا ہوا ہے جبکہ سب کو علم تھا کہ ان میں سے کوئی بھی امریکہ نہیں گیا ہوا۔ اس پر دریافت کیا گیا کہ آپ نے کب دیکھا ہے کیونکہ آپ وہاں گئے ہی نہیں۔ ان کا جواب تھا کہ میں نے ٹیلیویژن پر دیکھا ہے۔ ان کے اس جواب پر سبھی محظوظ ہوئے اور انہیں انعام کا حقدار قرار دیا گیا۔

Husum اور جزیرہ Helgoland میں تبلیغ

جولائی 1977 میں جب خاکسار Husum کے علاقہ میں دورہ پر گیا تو جرمنی کے ایک جزیرہ Helgoland کے لوگوں تک بھی اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی سکیم بنائی گئی۔ خاکسار اور مکرم نعیم اللہ

بحری جہاز سے باہر نکلتے ہوئے مسافر بڑی دلچسپی سے اسلام کے لٹریچر کا ملاحظہ کرتے ہوئے۔

زیروی صاحب (حال Babenhausen) کار کو ship پر لوڈ کر کے ساحلِ سمندر تک گئے۔ Nord Strand سے بحیرہ شمالی میں واقع جزیرہ Helgoland کے لئے ship جاتے تھے وہاں جہاز پر آمدورفت کے مقام پر ہم نے Helgoland جانے اور آنے والے لوگوں میں لٹریچر تقسیم کیا۔

بحری جہاز پر سوار ہونے والے مسافروں کو اسلام کی تعلیم پر مشتمل لٹریچر دیا جا رہا ہے

جماعت Kiel میں تبلیغی نشستیں

Kiel میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک چھوٹی سی جماعت بن گئی ہوئی تھی۔ ان دنوں جرمنی میں Jehova Witnesses اور Mormon Chruch کے preachers بہت متحرک تھے۔ Mormon Church کے preachers دو دو سال کے لئے امریکہ سے یہاں تبلیغ کے لئے آتے تھے۔ ان کی بھی کوشش ہوتی تھی کہ لوگوں کے گھروں تک پہنچ کر اپنا پیغام پہنچائیں۔ یہ دو دو کے گروپس میں جاتے تھے۔ ان کا طریق یہ ہوتا تھا کہ جب کوئی صاحب انہیں وقت دے دیتے تو یہ اس کو کوئی موقع بولنے کا نہیں دیتے تھے بلکہ کبھی ایک اور کبھی دوسرا اپنی کتاب میں سے پڑھ پڑھ کر سناتے جاتے تھے اور پھر آخر پر دعا کی اور چل دیئے۔ احمدیوں سے ان کا یہ طریق کار برداشت نہیں ہوتا تھا کہ وہ اپنا پیغام پہنچا دیتے اور ہماری بات یا ہمارا پیغام نہیں سنتے تھے۔ احمدی جب بھی حضرت عیسیٰؑ کی صلیبی موت سے نجات کا ذکر کرتے یا حضرت مسیح موعودؑ کی آمد بیان کرنے لگتے تو وہ

معذرت کر کے کہ "اب ہماری کسی اور جگہ Appointment ہے" کہہ کر چل دیتے۔ ان کا کسی سے گفتگو کے لئے وقت لینے کا یہ طریق تھا کہ کسی کے مکان پر جا کر bell دیتے، اس سے اپنا تعارف کرواتے اور گفتگو کرنے کا وقت مانگتے۔ اگر کوئی وقت نہ دیتا تو کہتے کہ ہم فلاں دن پھر آئیں گے یا یہ پوچھتے کہ آپ گفتگو کے لئے کب وقت دیں گے۔ اس طرح وہ پیچھا نہیں چھوڑتے تھے۔ احمدی دوست ان کے اس طریق کار سے تنگ آ گئے تھے۔ ایک دفعہ وہاں کے احمدی دوستوں مکرم محمد امجد ناصر صاحب اور مکرم مبشر احمد ظفر بلوچ صاحب نے مجھے کہا کہ آپ آ کر ان سے گفتگو کریں۔ مقررہ وقت پر میں حاضر ہو گیا۔ چنانچہ گفتگو شروع ہونے سے پہلے میں نے انہیں کہا کہ جس جس موضوع پر بات کرنی ہے وہ پہلے طے کر لیتے ہیں۔ پھر آپ اپنے دلائل دیں اور ہم اپنے دلائل دیں گے۔ باری باری مختلف موضوعات پر بات کریں گے، خواہ وہ مسیح کی آمدِ ثانی کا موضوع ہو یا جوزف سمتھ کی نبوت کا۔ چونکہ یہ طریقِ کار ان کو قابلِ قبول نہیں تھا۔ لہٰذا ایک بار گفتگو کے بعد پھر وہ کسی احمدی کے پاس نہیں آئے۔

جماعت Bochum میں تبلیغ

صوبہ Nordrhein Westfalen کے شہر Bochum میں بھی ہماری ایک چھوٹی سی جماعت تھی۔ 1977 کے اواخر میں وہاں کی جماعت کے سیکرٹری شیخ منصور احمد صاحب نے اپنے ہمسایہ میں رہنے والے ایک استاد Herr Rust سے (جو کہ Studiendirektor بھی تھے) بات کی کہ ہمارے امام صاحب یہاں آ کر آپ کے سکول میں اسلام کے بارہ میں معلومات دینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُس ٹیچر نے وقت دے دیا۔ خاکسار مقررہ دن وہاں پہنچ گیا اور شیخ صاحب کے ساتھ سکول میں عمومی طریقِ کار کے مطابق استاد اپنے کسی period میں ہی گفتگو کے لئے کہتا ہے۔ اُس روز ڈائریکٹر صاحب نے اپنے دُوسرے ساتھی اساتذہ کو اطلاع دی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس روز مجھے مختلف

کلاسوں میں لیکچر دینے کا موقع ملا۔ ایک کلاس سے نکل کر دوسری کلاس میں جاتا۔ پروگراموں میں جب مسجد، نماز اور اذان وغیرہ کا ذکر آتا تو خاکسار ایسے موقع پر اذان دے کر بھی بتا دیتا کہ یہ کس مقصد کے لئے ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔ اسی طرح نماز کی ادائیگی کا طریق بھی بتایا جاتا اور قرآن مجید بھی ان کو دکھایا جاتا۔ یہ سکول کے ڈائریکٹر مکرم شیخ صاحب کے زیرِ تبلیغ تھے۔ اس لئے اس سے پہلے ایک دورہ کے دوران مَیں اُنہیں قرآن مجید جرمن ترجمہ کے ساتھ بطور تحفہ بھی دے چکا تھا۔
یہاں اس امر کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ 70 کی دہائی میں دہشت گردی کو مغرب میں اسلام کے ساتھ نہیں جوڑا جاتا تھا۔ 1979 میں انقلاب ایران کے بعد اسلام کی تعلیم جاننے کی بجائے لوگ زیادہ تر دہشت گردی کی کارروائیوں کے حوالے سے سوالات کرتے ہیں۔

Booklet “Einführung in den Islam”

1974ء، 1975ء اور 1976ء میں مختلف جگہوں پر اسلام کے بارہ میں تقاریر کرنے اور سوالات کے جوابات دینے کے بعد خاکسار نے اس مواد کو ایک کتابچہ کی صورت میں ترتیب دیا اور 1977ء میں اسے شائع بھی کر دیا۔ جلسہ سالانہ 1977ء کے موقع پر نئی کتب کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اِس کتاب کا ذکر بھی فرمایا۔ 1977ء کے بعد اس کتابچہ کے کئی edition شائع ہوئے کیونکہ اسلام کے مختصر تعارف کے بارہ میں اُس وقت جرمن زبان میں اس عنوان کے تحت یہ واحد کتاب تھی جس میں ارکانِ اسلام اور ارکانِ ایمان کے علاوہ قرآنِ مجید نیز حضور ﷺ کے بارہ میں معلومات دی گئی تھیں۔ علاوہ ازیں بعض اصطلاحات کی وضاحت کی گئی تھی جو عام طور پر مسلمان استعمال کرتے ہیں۔

اسلام کے بنیادی تعارف پر مشتمل یہ مقبولِ عام کتابچہ جرمن زبان میں شائع کیا گیا۔ الحمدللہ

Berlin کا سفر

برلن کے اُس وقت دو حصے تھے، East اور West۔ وفاقی جمہوریہ مغربی جرمنی کے پاس West Berlin تھا۔ اس لئے بعض پناہ گزین جو کہ مشرقی جرمنی کی طرف سے مغربی جرمنی کی طرف آنا چاہتے تھے اُن کو مغربی برلن میں روک لیا جاتا تھا۔ چند احمدیوں کو بھی وہاں رہنے کی اجازت مل گئی جن میں سے چند ایک کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں: مکرم چوہدری حبیب اللہ صاحب، مکرم سلطان احمد اٹھوال صاحب، مکرم نعیم احمد ناگی صاحب، مکرم محمد احمد صاحب اور مکرم شبیر احمد ورک صاحب۔ گو کہ مغربی برلن میں چند ہی افراد تھے مگر مغربی جرمنی میں مشن کے ساتھ ان کا باقاعدہ رابطہ نہیں تھا۔ 1976 میں ایک احمدی مکرم نذیر احمد صاحب جب برلن آئے تو انہوں نے بار بار فرینکفرٹ میں امیر و مبلغ انچارج مکرم فضل الٰہی انوری صاحب سے رابطہ کیا اور وہاں پر جماعت کے قیام کے لئے زور دیا۔ اس پر مکرم انوری صاحب نے مجھے ہدایت فرمائی کہ میں ہمبرگ سے وہاں جاؤں۔ چنانچہ خاکسار ریل گاڑی کے ذریعہ وہاں گیا۔ ایک احمدی کی رہائش گاہ پر سب کو اکٹھا کیا اور باہم مشورہ سے مکرم حبیب اللہ صاحب کو صدر جماعت اور مکرم راشد اقبال صاحب کو سیکرٹری مال مقرر کیا گیا۔

East Berlin مشرقی جرمنی کا دارالحکومت تھا۔ جنگ عظیم دوم کے بعد Berlin کو چار حصّوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ تین حصے مغربی برلن میں تھے اور ایک حصّہ مشرقی برلن کہلاتا تھا۔ پاکستانی پاسپورٹ ہولڈر بارڈر پر پہنچ کر پانچ مارک فیس کے عوض 24 گھنٹے کا ویزہ حاصل کر لیتا۔ برلن میں قیام کے دوران مشرقی برلن کی سیر کی اور بعض تاریخی مقامات بھی دیکھے۔ خاص طور پر جنگ میں مرنے والے سپاہیوں کی یادگار دیکھی جہاں پر ہر وقت آگ جلتی رہتی تھی اور چاق و چوبند سپاہی ڈیوٹی پر ہوتے اور وقفہ وقفہ سے قریب ہی ایک جگہ سے فوجی ڈیوٹی بدلنے کے لئے آجاتے

تھے۔ Friedrichstraße انڈرگراؤنڈ ریلوے سٹیشن دونوں شہروں کے درمیان Border کہلاتا تھا جہاں پر کوئی چیک پوسٹ نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے جو کوئی بھی East Berlin سے West Berlin آنا چاہتا تو اس کے لئے کوئی روک نہیں تھی۔ Eastern Block کے مما لک سے ہوتے ہوئے پناہ گزین یہ راستہ اختیار کرتے تھے اور جب وہ West Berlin کی حدود میں آجاتے تو پھر اسائلم کی درخواست دیتے۔ اس Border سے آنے والے شخص کو Deport نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس لئے کچھ لوگ Berlin میں ہی ٹھہر جاتے لیکن اکثریت کو West جرمنی کی طرف بھجوادیا جاتا۔

اخبار احمدیہ ہمبرگ / جرمنی کا اجراء

1977 کے آغاز میں جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کو جماعتی خبروں اور پروگراموں سے باخبر رکھنے کے لئے "اخبار احمدیہ ہمبرگ" کے نام سے چار صفحات پر مشتمل ایک ماہوار بلیٹن ہمبرگ مشن سے شروع کیا گیا۔ یہ مختصر سادو صفحاتی بلیٹن قلم سے لکھا جاتا اور فوٹو کاپی کرنے کے بعد جماعتوں کو بھجوادیا جاتا تھا۔ اگرچہ یہ بہت ہی مختصر اور سادہ تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف باقاعدگی سے شائع ہونے لگا بلکہ ترقی کرتے کرتے باقاعدہ رسالہ کی شکل اختیار کر گیا اور جرمنی بھر میں افراد جماعت کو مرکز کے ساتھ منسلک رکھنے کا کردار ادا کرنے لگا۔ یہ رسالہ امامِ وقت کے تازہ ترین ارشادات سے اپنا دامن بھرے جماعتی اطلاعات، اعلانات اور خبریں لئے ہر ماہ گھر گھر پہنچتا رہا۔ کئی دوستوں کو اس کی کتابت کا موقع ملا مگر سب سے پہلے مکرم سید منصور احمد صاحب بطور مدیر اور مکرم مظفر احمد خورشید صاحب اور مکرم سلیم صادق صاحب نے بطور کاتب کام کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اخبار ایک طویل وقفے کے بعد مکرم محمد الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ کی زیرِ ادارت اب پھر جاری ہو گیا ہے اور پہلے سے کہیں بڑھ کر دیدہ زیب اور خوبصورت اور اعلیٰ علمی مضامین کا مجموعہ بھی ہے۔
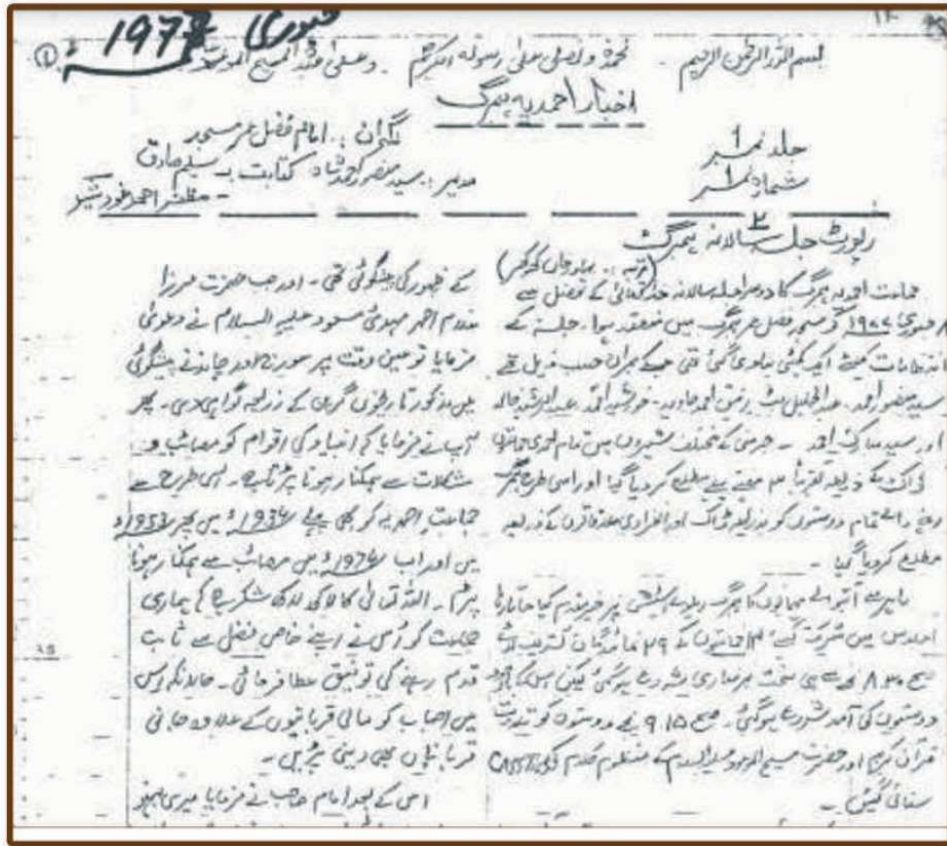
جلسہ سالانہ جرمنی کا آغاز

جماعت احمدیہ جرمنی کا سب سے پہلا جلسہ سالانہ مسجد فضل عمر ہمبرگ میں مورخہ 28 دسمبر 1975 کو بروز اتوار صبح دس بجے سے شام چھ بجے تک منعقد ہوا۔ اُس وقت خاکسار مسجد فضل عمر کا امام تھا اور جلسے کے انعقاد کا خیال مجھے اس لئے آیا کہ اُس وقت ہمبرگ مشن کے تحت دُور و نزدیک احباب جماعت کی ایک خاصی تعداد ہو گئی تھی۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے جس غرض کے تحت جلسہ سالانہ کا آغاز فرمایا تھا اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمبرگ مشن کی سطح پر اس کا آغاز کیا گیا تھا۔ احباب جماعت کو ہم اُن کے گھروں اور جماعتوں میں جا کر ملتے اور تحریک کرتے کہ ہم سب بھی باہمی محبت واخوت کا رشتہ مضبوط کرنے اور اللہ اور رسول کی باتیں سننے کے لئے اپنے

مشن ہاؤس میں جمع ہوں۔اُس وقت اس کا نام جلسہ سالانہ ہمبرگ رکھا گیا۔ چنانچہ اس کا افتتاح اور اختتام مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب امیر و مبلغ انچارج جرمنی نے کیا۔اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد 70 کے قریب تھی۔اس میں مکرم الحاج Nuh Svend Hansen صاحب کو ڈنمارک سے بطور مہمان مقرر دعوت دی گئی تھی۔ جنہوں نے "آپ بہترین امت ہیں" کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ تبلیغِ اسلام کے سلسلہ میں ہماری ذمہ داریاں کے زیر عنوان ایک غانین احمدی طالب علم مکرم Mr. Kaleem Ade Bayo نے اور ہماری تعلیم کے عنوان پر انڈو نیشین احمدی مکرم Mr. Adang Suhendar نے جرمن میں تقریر کی۔علاوہ ازیں جلسہ کے دوران علمی مقابلہ جات بھی منعقد ہوئے۔اورآخر پر سلائیڈز بھی دکھائی گئیں۔انتظامیہ کمیٹی میں مکرم نصیر الدین بٹ صاحب ۔مکرم مختار احمد صاحب اور مکرم چوہدری رفیق احمد صاحب جاوید شامل تھے۔ خاکسار نے بھی اس جلسہ میں ایک مختصر تقریر کی۔
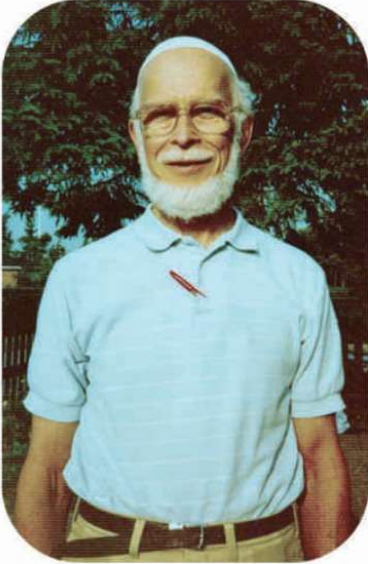
Mr. Nuh Svend Hansen

دوسرا جلسہ سالانہ بعض وجوہات کی بناء پر 8 جنوری 1977 کو منعقد ہوا جس کا افتتاح اور اختتام خاکسار نے کیا۔اس میں میرے علاوہ مبلغ سلسلہ فرینکفرٹ مکرم منصور احمد خان صاحب اور جرمن احمدی مکرم Herbert Gehrts صاحب اور مکرم F.S. Kretschmer صاحب نے بھی تقاریر کیں۔اس جلسہ میں مکرم Kamal Ahmad Krog صاحب آف ڈنمارک بطور مہمان مقرر تھے۔اس جلسہ میں ہمبرگ سے 120 اور باہر کی 14 جماعتوں کے 29 احبابِ جماعت شامل ہوئے۔

مکرم Kamal Ahmad Krog صاحب دوسرے جلسہ سالانہ جرمنی منعقدہ 8 جنوری 1977 کے
موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے۔ خاکسار حیدر علی ظفر صدارت کر رہا ہے

جلسہ سالانہ کے موقع پر مکرم Herbert Gehrts صاحب اپنے قبولیت اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے۔

دوسرے جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر مکرم منصور احمد خاں صاحب خطاب کرتے ہوئے جبکہ مکرم F.S. Kretschmer صاحب اور مکرم Kamal Krog صاحب سٹیج پر خاکسار کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ محراب میں مکرم چوہدری رفیق احمد جاوید صاحب نظر آرہے ہیں

دوسرے جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمان مقرر مکرم Kamal Ahmad Krog صاحب
آف ڈنمارک کے ساتھ ایک گروپ فوٹو

تیسرا جلسہ سالانہ بھی اسی سال 1977 میں مورخہ 24 اور 25 دسمبر کو مسجد فضلِ عمر ہمبرگ میں منعقد ہوا۔ اس مرتبہ جلسہ کا دورانیہ بڑھا دیا گیا تھا۔ خاکسار اس وقت چونکہ امیر اور مبلغ انچارج تھا اس لئے اس جلسہ کو" جلسہ سالانہ مغربی جرمنی" کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ اس میں جرمنی کے

42 شہروں سے آئے مجموعی طور پر 250 احباب شریک ہوئے جن میں تقریباً 30 غیر از جماعت دوست بھی شامل تھے۔ اس جلسہ میں مکرم نور احمد بولستاد صاحب آف ناروے بطور مہمان مقرر شریک ہوئے۔ اس کی افتتاحی اور اختتامی تقاریر کی توفیق خاکسار حیدر علی ظفؔر امیر و مبلغ انچارج کو نصیب ہوئی۔ جلسہ میں محترم منصور احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ فرینکفرٹ بھی ایک بڑے قافلہ

خاکسار کے زیر صدارت تیسرے جلسہ کے دوران مکرم منصور احمد خاں صاحب مبلغ سلسلہ حاضرین سے خطاب فرمارہے ہیں۔

کے ساتھ شامل ہوئے اور انہوں نے بھی تقریر کی۔ آپ کے علاوہ بعض مقامی مقررین نے بھی تقاریر کیں۔ اس جلسہ کی ایک خصوصیّت یہ بھی تھی کہ اس کے دوسرے روز 25 دسمبر کو لجنہ اما اللہ کا بھی ایک علیحدہ اجلاس منعقد ہوا جس میں لجنہ کی حاضری 20 تھی۔

چوتھا اور پانچواں جلسہ سالانہ بھی ہمبرگ میں منعقد ہوا۔ ان جلسوں میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ کے پیش نظر اس وقت کے امیر و مبلغ انچارج مکرم منصور احمد خان صاحب نے جلسہ

تیسرے جلسہ سالانہ کے مہمان مقرر مکرم نور احمد بولستاد صاحب آف ناروے

سالانہ فرینکفرٹ میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ 1981 سے جلسہ سالانہ جرمنی ادھر ہی منعقد

ہو رہا ہے ۔ فرینکفرٹ سے گروس گیراؤ، گروس گیراؤ سے من ہائیم ، من ہائیم سے کارلسروئے ۔ 2020 میں کرونا وائرس کی وجہ سے جلسہ سالانہ منعقد نہیں ہو سکا۔ تاہم مورخہ 8۔9 اکتوبر 2021 کو مئی مارکیٹ من ہائیم میں محدود پیمانے پر 45 ویں جلسہ سالانہ جرمنی کا انعقاد ممکن ہو گیا جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایم ٹی اے کے ذریعہ اسلام آباد یوکے سے اختتامی خطاب فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے اختتامی خطاب برموقع جلسہ سالانہ جرمنی مورخہ 9/اکتوبر 2021 سے مستفید ہوتے ہوئے۔

خاکسار 1994 میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نئی تقرری کے نتیجہ میں جب جرمنی آیا تو اس کے چند دنوں کے بعد ہی گروس گیراؤ میں جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ جلسے کے پہلے روز سٹیج پر بیٹھا تھا کہ اس وقت جلسہ گاہ کے افسر مکرم مقصود الحق صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ڈیوٹی دیں گے ؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے سٹیج سے جرمن اور اردو میں اعلانات کرنے کی ذمہ داری میرے سپرد کر دی۔

مکرم مغفور احمد صاحب نائب افسر جلسہ گاہ تھے جو مجھے حضور انورؒ کی جلسہ گاہ میں آمد کی اطلاع اور دوسرے اعلانات دیتے جن کو میں حاضرین تک پہنچا دیتا۔ اس طرح مجھے جلسہ میں خدمت کا موقع ملا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

سنگِ بنیاد مسجد ناصر گوٹھن برگ سویڈن

مورخہ 27 ستمبر 1975 کو جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مسجد ناصر کا سنگِ بنیاد رکھا تھا تو مجھے اور محترم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب کو اس تقریب میں شامل ہونے کی سعادت ملی تھی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس کے بعد 28 ستمبر 1975 کو حضور رحمہ اللہ نے گوٹھن برگ (ہوٹل سکینڈے نیویا) میں یورپی ممالک کے مبلغین کی کانفرنس کی صدارت بھی فرمائی جس میں یورپ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کو ترقی دینے پر غور کیا گیا۔
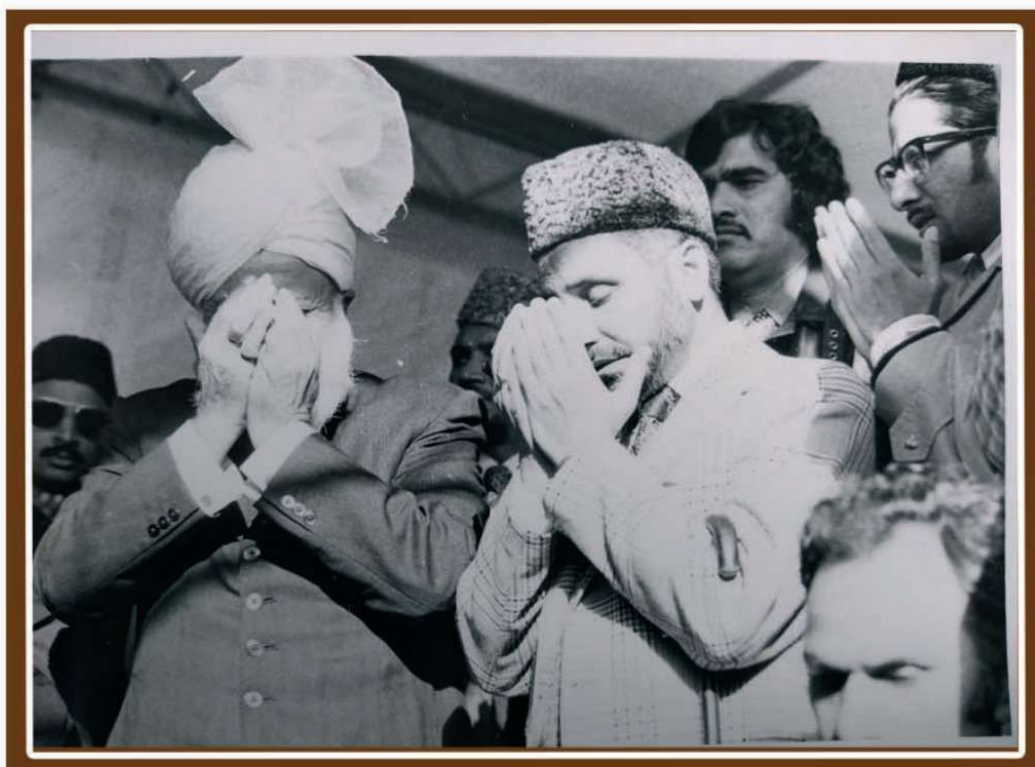
سنگِ بنیاد کے بعد بائیں سے : حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، مکرم منیر الدین احمد مبلغ سلسلہ سویڈن، حیدر علی ظفر مبلغ جرمنی

افتتاح مسجد ناصر گوتھن برگ سویڈن

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سکینڈے نیوین ممالک کی جماعتوں کے دورہ پر تشریف لائے تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے 20 اگست 1976 کو گوتھن برگ سویڈن میں مسجد ناصر کا افتتاح بھی فرمایا۔ اس موقع پر جرمنی سے مکرم فضل الٰہی انوری صاحب امیر و مشنری انچارج نے متعلقہ افسران سے خصوصی اجازت لے کر اسائیلم پر موجود احباب جماعت کو اس تقریب میں شامل ہونے کی اجازت دلوائی اور پھر فرینکفرٹ سے ایک بس لے کر گئے۔ مسجد کے افتتاح کے بعد شام کو خاکسار اور مکرم انوری صاحب نے ایک ہوٹل میں حضور رحمہ اللہ سے ان کی قیام گاہ پر ملاقات بھی کی۔ اس موقع پر حضور رحمہ اللہ کے ساتھ ہم نے ایک تصویر بھی بنوائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ خاکسار حیدر علی ظفر اور مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب سویڈن میں
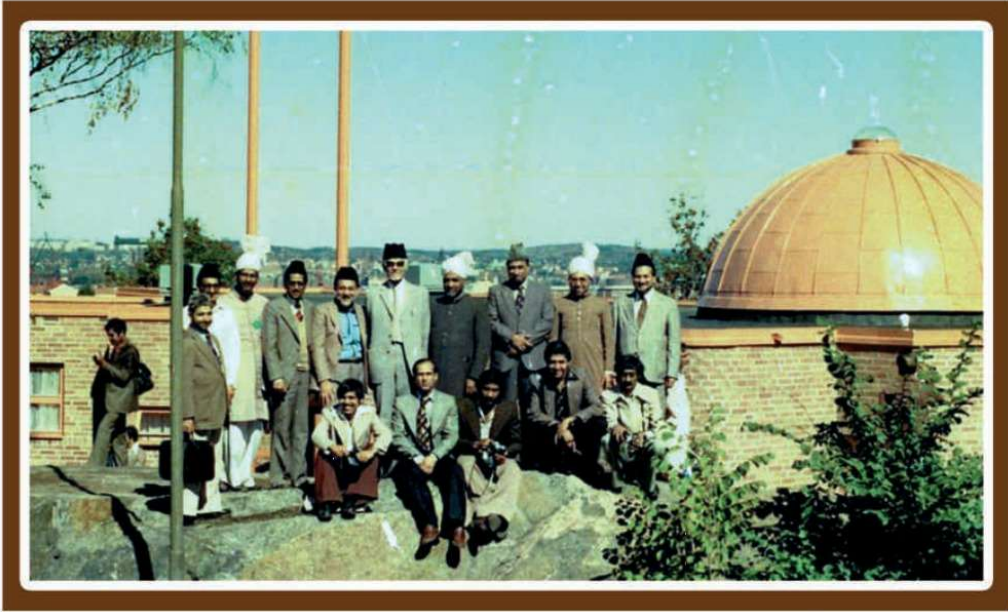
تقریب افتتاح مسجد گوتھن برگ سویڈن 1976 میں شامل ہونے والے مبلغین سلسلہ کا مسجد کے باہر ایک گروپ فوٹو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا دورہ ہمبرگ

گوتھن برگ میں مسجد ناصر کے افتتاح کے بعد حضورؒ نے جرمنی کو شرف باریابی سے نوازا۔ اس عاجز کو جو کہ اُن دنوں ہمبرگ میں متعیّن تھا ارشاد ہوا کہ ڈنمارک اور جرمنی کی سرحد پر حضور رحمہ اللہ کا استقبال کیا جائے۔ ہمبرگ مشن کے پاس اُس وقت کوئی گاڑی نہیں تھی۔ Nord Deutschland اور West Deutschland میں صرف دو تین احباب جماعت کے پاس گاڑیاں تھیں۔ البتہ ہمارے لئے Kempen کی جماعت کے ایک دوست مکرم مسعود احمد خان صاحب کی گاڑی تھی جس کے ذریعہ یکم ستمبر 1976 کو ہم دونوں بارڈر پر مقررہ وقت پر حاضر ہوگئے۔ استقبال کے بعد حضور رحمہ اللہ مع قافلہ قریب ہی ایک ریسٹورنٹ میں تشریف لے گئے جہاں پر چائے/کافی وغیرہ سے حضور رحمہ اللہ اور دیگر ممبران قافلہ کی تواضع کی گئی۔ یہاں پر ایک اخباری نمائندہ بھی آیا اور اس نے حضور رحمہ اللہ کی تصاویر لیں اور میرا انٹرویو بھی لیا۔ اس انٹرویو میں حضور رحمہ اللہ

کے تعارف کے علاوہ حضور کے دورہ کی تفصیلات بھی بتائی گئی تھیں۔ حضور رحمہ اللہ کے دورے کے مقصد کا ذکر کرتے ہوئے اخبار نے لکھا کہ وہ اسلام کی اشاعت اور جماعت احمدیہ کے ممبران کی تربیت کے لئے ہے۔ اس خبر کو اس نے حضور رحمہ اللہ کی دو عدد تصاویر سے مزیّن کیا۔ اِس کے بعد ہمبرگ کے لئے روانگی ہوئی۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ آگے چلیں۔ کچھ دیر تک ہماری گاڑی آگے چلتی رہی مگر پھر ہماری گاڑی پیچھے رہ گئی اور قافلہ آگے چلا گیا۔ ہمبرگ میں داخل ہونے سے کچھ پہلے قافلے کی گاڑیاں رکی رہیں حتیٰ کہ ہم بھی آملے۔ پھر یہ قافلہ اکٹھا ہو کر بخیر وعافیت مسجد میں پہنچا۔ مسجد فضلِ عمر تشریف آوری پر مکرم فضل الٰہی صاحب انوری امیر و مبلغ انچارج جرمنی کے ساتھ وہاں پر موجود 80 احباب جماعت نے اپنے امام ہمام کا خیر مقدم کیا۔ ہمبرگ میں قیام کے دوران احباب جماعت ہمبرگ کی طرف سے حضورؒ کی خدمت میں استقبالیہ دیا گیا اور حضورؒ نے اس موقع پر احباب کے ساتھ فرش پر بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا اور احباب نے حضورؒ کے تبرک سے بھی استفادہ کیا۔ حضورؒ نے فضلِ عمر مسجد میں ایک پریس کانفرنس سے بھی خطاب فرمایا۔ علاوہ ازیں حضورؒ نے اپنے قیام کے دوران دفتر میں احباب جماعت کو انفرادی ملاقات کا شرف بھی بخشا۔

ایک روز بعد دوپہر حضورؒ مع قافلہ Wedel Schulau تشریف لے گئے جہاں پر دریا کے کنارے ایک ریسٹورنٹ میں ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اسی دوران ایک پاکستانی بحری جہاز ہمبرگ کی بندرگاہ کی طرف جا رہا تھا جس پر انتظامیہ نے پاکستانی ترانہ استقبال کی غرض سے لگا دیا۔ چنانچہ ہم سب ترانے کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ نماز مغرب اور عشاء کے بعد حضورؒ ہمبرگ کے ایک مشہور مقامِ سیاحت Planten un Blumen تشریف لے گئے اور وہاں پر Water and light Show سے محظوظ ہوئے۔

حضورؒ کا قیام مسجد فضلِ عمر ہمبرگ میں مبلغ سلسلہ کی رہائش گاہ میں تھا۔ چنانچہ اس کے پیشِ نظر کئی خدام نے دن رات ایک کر کے بڑی محنت کے ساتھ تزئین و آرائش کی۔ خدام

بڑی محبت اور ذوق و شوق کے ساتھ وقارِ عمل کے لئے آتے تھے۔ چونکہ احبابِ جماعت میں سے کسی کو دروازوں اور کھڑکیوں کو رنگ و روغن کرنے کا کوئی تجربہ نہیں تھا اس لئے بعض جگہوں پر بے احتیاطی سے شیشوں پر بھی رنگ لگ گیا جو کہ کسی طور پر بھی قابل قبول نہیں تھا۔ اس پر Lüdenscheid سے مکرم ناصر محمود چیمہ صاحب نے آکر بڑی تگ و دو سے اس رنگ کو صاف کیا۔ ان کے کام کی آج تک میرے دل میں قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور وقارِ عمل کرنے والے دیگر خدام کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

حضورؒ کے ہمراہ قافلہ میں حضورؒ کی حرم حضرت منصورہ بیگم صاحبہ، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب، مکرم نواب شاہد احمد خان صاحب، مکرم مسعود احمد خان دہلوی صاحب اور مکرم بشیر احمد رفیق صاحب امام مسجد لنڈن شامل تھے۔ ہمبرگ سے حضورؒ چار ستمبر 1976 کو فرینکفرٹ تشریف لے گئے۔ مکرم شیخ خورشید احمد صاحب کو اپنی ٹیم کے ہمراہ اس موقع پر مہمان نوازی کی خدمت کی توفیق ملی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مجھے وہ دن خوب یاد ہیں جب احباب جماعت کے پاس گاڑیوں کی مذکورہ بالا صورتحال تھی جبکہ آج الحمد للہ نہ صرف ہمبرگ مشن کے پاس بلکہ تقریباً سب احباب جماعت کے پاس گاڑیاں ہیں، بعض کے پاس تو کئی کئی گاڑیاں ہیں اور وہ بھی ایک سے ایک بڑھ کر۔ الحمد للہ۔ یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء کے دورہ جات اور دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ جماعت جرمنی فعال جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں پر احمدیوں کو اپنے بے انتہاء فضلوں سے نوازا ہے۔ کہاں سن 75، 76 اور 77 کا وقت کہ لاگروں میں رہائش، اسائلم منظور ہونے کی غیر یقینی صورتِ حال اور آج نہ صرف یہ کہ ایک کثیر تعداد نے جرمنی کی شہریت حاصل کر لی ہے بلکہ اپنے مکانات بھی خرید لئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ کے الفاظ ہمارے دلوں کی ترجمانی کرتے ہیں:

؎ سب تیری عطاء ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Fazle Omar Moschee
24

تقرّر بطور نیشنل امیر و مبلغ انچارج جرمنی

مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب بطور نیشنل امیر و مبلغ انچارج جرمنی ستمبر 1972 سے خدمتِ دین بجالارہے تھے وہ مورخہ 22 جنوری 1977 کو مرکز کے ارشاد کے تحت خاکسار کو امیر و مبلغ انچارج جرمنی کا چارج دے کر واپس مرکز سلسلہ تشریف لے گئے۔ خاکسار مارچ 1978 تک یہ خدمت بجا لاتا رہا اور پھر مرکز کے ارشاد کے تحت مکرم منصور احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ فرینکفرٹ کو یہ چارج دے کر پندرہ مارچ 1978 مرکز سلسلہ ربوہ کے لئے روانہ ہو گیا۔

احباب جماعت جرمنی کی مالی آسودگی

1989 میں جماعت کے صد سالہ جوبلی کے موقع پر جب میں لائبیریا میں امیر و مشنری انچارج تھا تو حکومت کے ایک وفد کے ساتھ جلسہ سالانہ انگلستان میں شرکت کے لئے آیا ہوا تھا۔ یہاں پر مختلف ممالک سے آئے ہوئے دوست احباب سے ملاقات ہوئی ۔ جرمنی سے آئے ہوئے احباب بھی ملے۔ اُن میں مکرم رانا محمد خان صاحب جو کہ کولون کے رہائشی تھے نے مجھے بار بار کہا کہ امام صاحب آپ جرمنی تشریف لائیں۔

مکرم رانا محمد خان صاحب

خاکسار ستر اور اسی کی دہائی میں جب جرمنی میں تھا تو ہمارے احباب بڑی کسمپرسی کی حالت میں تھے۔ بعض جگہوں پر ہوسٹل نما لاگروں میں رہائش ناگفتہ بہ تھی۔

1995 میں میرا Köln میں بطور مربی سلسلہ وریجنل امیر Nordrhein Westfalen تقرر ہوا۔اللہ بہتر جانتا ہے کہ رانا صاحب کو اپنی دعوت یاد تھی یا نہیں مجھے تو اچھی طرح یاد تھا۔اللہ کے فضل سے جماعت کی تعداد بھی بہت بڑھ گئی تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے بھی اُن پر نظر آرہے تھے۔تاہم جب رانا صاحب نے Printing Press لگالی تھی تو مجھے اُسے دیکھنے کا موقع ملا۔ بڑے وسیع رقبہ پر تھی۔مشینوں کو دیکھتے دیکھتے نصف گھنٹے سے زائد وقت لگ گیا۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اللھم صل علی محمد وآل محمد۔

مسجد فضل عمر ہمبرگ کے باہر 1976 میں نماز عید کے بعد احباب جماعت کے ساتھ ایک یادگار تصویر

جلسہ سالانہ یو کے میں پہلی بار شرکت

انگلستان کا جلسہ سالانہ ہر سال ہوتا تھا۔ 30 تا 31 جولائی 1977 کو منعقد ہونے والے جلسہ میں خاکسار نے شامل ہونے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ مکرم بشیر احمد رفیق صاحب امام مسجد لنڈن سے رابطہ قائم کیا گیا۔ انہوں نے وہاں پر رہائش کا بندوبست کر دیا جو کہ افسر جلسہ سالانہ مکرم ہدایت اللہ صاحب بنگوی کے ہاں تھا۔ ان کا ایڈریس اور نقشہ بھی آ گیا۔ ہمبرگ سے بذریعہ ریل گاڑی اور فیری براستہ ہیگ (ہالینڈ) میں نے بکنگ کروالی۔ ہالینڈ کے امیر و مبلغ انچارج مکرم عبدالحکیم صاحب اکملؔ نے نہ صرف ضیافت کی بلکہ ہیگ کی سیر بھی کروائی۔ مکرم ناصر احمد شمس صاحب مبلغ سلسلہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ روٹرڈیم بندر گاہ سے شپ کے ذریعہ ساڑھے چار گھنٹے لگے جہاں سے بذریعہ برٹش ریل اور پھر بذریعہ انڈر گراؤنڈ ریلوے خاکسار مکرم بنگوی صاحب کے ہاں پہنچ گیا۔ دوسرے روز مسجد فضل میں حاضر ہوا۔ محترم بشیر احمد رفیق صاحب اور مکرم منیر الدین صاحب شمس نائب امام مسجد فضل بڑی محبت سے پیش آئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

یوکے میں اپنے قیام کے دوران ربوہ کے ایک دوست مکرم محمد ہارون صاحب ابن مکرم حکیم محمد ابراہیم صاحب سابق مبلغ سلسلہ یوگنڈا کے ہاں ٹھہرنے کا موقع بھی ملا۔ مکرم حکیم محمد ابراہیم صاحب نے ڈبل ڈیکر بس پر مجھے لنڈن کے مختلف حصّوں کی سیر بھی کروائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ جلسہ گاہ لنڈن سے باہر کسی جگہ پر تھی۔ دیگر مقررین کے علاوہ حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی تقریر بھی تھی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید انجمن احمدیہ بھی شریک جلسہ تھے۔ جلسہ کے بعد میری اُن کے ساتھ ایک میٹنگ بھی ہوئی جس میں آپ نے نومبائع احمدیوں میں میانہ روی کی تعلیم کو رواج دینے کی طرف توجہ دلائی۔
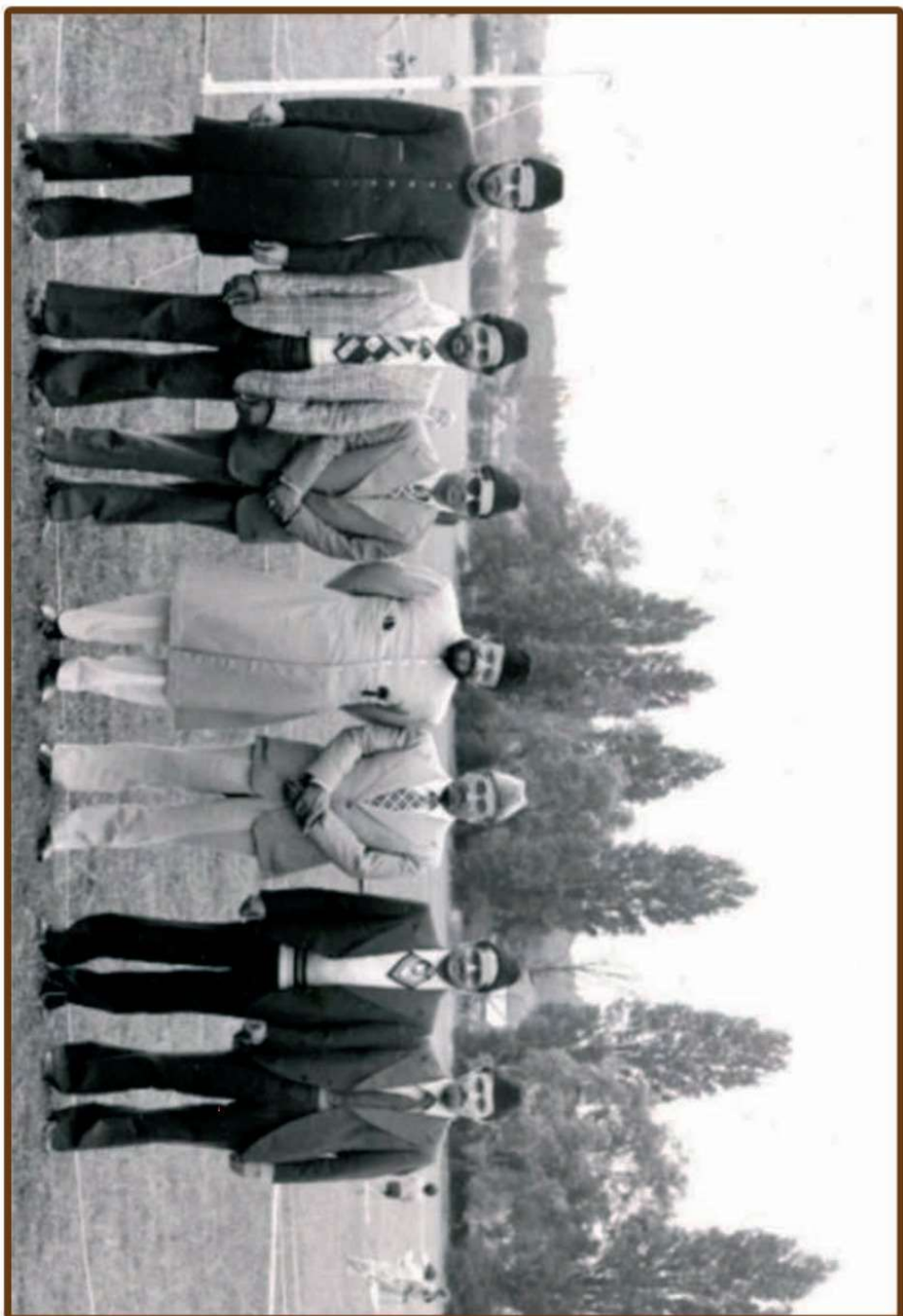
دائیں سے : مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، مکرم محمد انیس الرحمٰن صاحب، مکرم خالد نواز صاحب، خاکسار حیدر علی ظفؔر ، مکرم منصور احمد خاں صاحب
مکرم ہدایت اللہ ہیش صاحب، مکرم عبدالحی صاحب بشارت بیٹھے ہوئے : مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب، مکرم بشارت احمد صاحب، مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب

جلسہ سالانہ انگلستان 1977 ۔ بائیں سے : مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب، مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور مکرم صاحبزادہ مبارک احمد صاحب
دائیں طرف خاکسار حیدر علی ظفؔر بھی کھڑا نظر آرہا ہے۔

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کا قبول احمدیت

1977 میں ایک مخلص جرمن نوجوان مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کے ذریعہ ہماری تجنید میں اضافہ ہوا۔انہیں یکم جنوری 1977 کو قادیان۔انڈیا میں اسلام احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔جس کے بعد آپ پاکستان آئے اور ربوہ میں قیام کے دوران حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔چند ماہ پاکستان میں قیام کے بعد جرمنی واپس آکر اسلام احمدیت کے بارے میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ جماعتی سرگرمیوں میں بھی نمایاں دلچسپی لینے لگے اور اسی سال جلسہ سالانہ یوکے میں بھی شامل ہوئے۔

دائیں سے : خاکسار حیدر علی ظفر، مکرم منصور احمد خاں صاحب، مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، مکرم عبدالحی بشارت صاحب، مکرم خالد نواز صاحب

آپ کو آغاز میں بطور قائد خدام الاحمدیہ فرینکفرٹ خدمت بجا لانے کی توفیق ملی اور پھر 1982 میں نیشنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی مقرر ہوئے (اُس وقت صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ میں تھے اور دیگر ممالک میں نیشنل قائد)۔ 1985 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے انہیں امیر جماعت جرمنی مقرر فرمایا۔ جس کے بعد ہر انتخاب میں نیشنل امیر منتخب کئے جاتے رہے اور ازراہ شفقت خلیفۂ وقت کی طرف سے اس کی منظوری سے تاحال جماعت احمدیہ جرمنی کے نیشنل امیر کے منصب پر خدمت بجالا رہے ہیں۔

اعلانات بابت تنظیم نَو

جنوری 1978 کے شروع میں مرکز سے ہمبرگ مشن کے لئے نئے مبلغ سلسلہ کے ویزہ کے حصول کی اطلاع ملی تو میں نے ہمبرگ مشن اور اسی طرح جرمنی کے مشن کا چارج دینے کی تیاری شروع کر دی۔ وہ جماعت جو 1974 کے شروع میں تمام جرمنی میں کم و بیش ساٹھ افراد پر مشتمل تھی تاہم سال کے آخر پر پاکستان میں مشکلات و مصائب سے تنگ آکر ہجرت کر کے جو احمدی جرمنی پہنچے اُن سے جماعت میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا تھا۔ پھر 1975 اور 1976 میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا بلکہ اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ ان کے آنے کے ساتھ جگہ جگہ جماعتیں قائم ہونی شروع ہو گئیں۔ تبلیغی اور تربیتی مساعی میں بھی اضافہ ہوا اور مالی لحاظ سے جماعت بہت مضبوط ہو گئی۔ اُس وقت جو بکھری ہوئی جماعت تھی اس کا چارج دینے کے پیش نظر میں نے اس کی تنظیم نَو کی جس کے بارے میں اخبار احمدیہ جرمنی میں جو اعلانات شائع کئے گئے وہ کچھ اس طرح ہیں:۔

نئے سال کی آمد آمد ہے۔ گو ابھی نیا سال آنے میں دو ماہ سے زائد عرصہ رہتا ہے۔ اور ابھی ہمیں عیدالاضحیٰ کا انتظار ہے جس کے بعد ربوہ میں جلسہ سالانہ کی تیاریاں ہیں۔ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ جماعت احمدیہ ہمبرگ بھی دسمبر 1977 کے آخر یا جنوری 1978 کے شروع میں جلسہ

سالانہ منعقد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ بات نئے سال کی آمد سے شروع ہوئی تھی۔ انشاء اللہ العزیز نئے سال سے ہم ممبران جماعتِ احمدیہ جرمنی کی نئے سرے سے مستقل بنیادوں پر تنظیم کرنا چاہتے ہیں۔ جو احباب فرینکفرٹ شہر میں ہیں ان کا تعلق فرینکفرٹ مشن سے اور جو احباب ہمبرگ شہر میں ہیں ان کا تعلق ہمبرگ مشن سے ہے۔ باقی جماعتیں یا ممبران جماعت میں سے بعض کا رابطہ فرینکفرٹ مشن سے ہے۔ بعض کا ہمبرگ سے۔

جس طرح احبابِ جماعت جرمنی کے شہر شہر اور گاؤں گاؤں میں پھیلتے رہے ہماری کوشش یہی رہی کہ ان میں سے ہر ایک کا تعلق کسی مشن سے ضرور ہو جائے۔ میرے بھائیوں نے خود بھی رابطہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ عموماً احباب جو فرینکفرٹ شہر میں آتے اور پھر کسی اور جگہ چلے جاتے اُن کا رابطہ فرینکفرٹ مشن سے ہو جاتا اور جو ہمبرگ میں آتے اُن کا رابطہ ہمبرگ مشن سے ہو جاتا خواہ وہ جرمنی کے جنوبی حصّہ میں ہی کیوں نہ رہتے ہوں۔ اب پروگرام بنایا گیا ہے کہ نئے سال سے یہ تقسیم علاقہ کے لحاظ سے ہو جائے تاکہ وہ احباب جو فرینکفرٹ مشن سے اور اسی طرح جو ہمبرگ مشن سے نزدیک ہیں ان کا رابطہ قریبی مشن سے ہو جائے۔ تقسیم صوبوں کے لحاظ سے کی گئی ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض جگہوں سے فرینکفرٹ مشن ہمبرگ مشن کی نسبت قریب ہو مگر پھر بھی افراد جماعت کو تنظیم نو کی پابندی کرنی ہو گی۔

HAMBURG
1. BREMEN
2. HAMBURG
3. NIEDERSACHSEN
4. NORDRHEIN-WESTFALEN
5. SCHLESWIG-HOLSTEIN
6. BERLIN (WEST)

FRANKFURT

1. BADEN- WÜRTTEMBERG
2. BAYERN
3. HESSEN
4. RHEINLAND-PFALZ
5. SAARLAND

(اخبار احمدیہ جرمنی۔جلد 1،شمارہ 10، 1977)

تنظیم نو کے بارے میں دوسرا اعلان

5750	MENDEN	1000	BERLIN
6233	KELKHEIM	2381	[illegible]
7600	OFFENBURG	325	HAMELN
8858	NEUBURG	4830	GÜTERSLOH
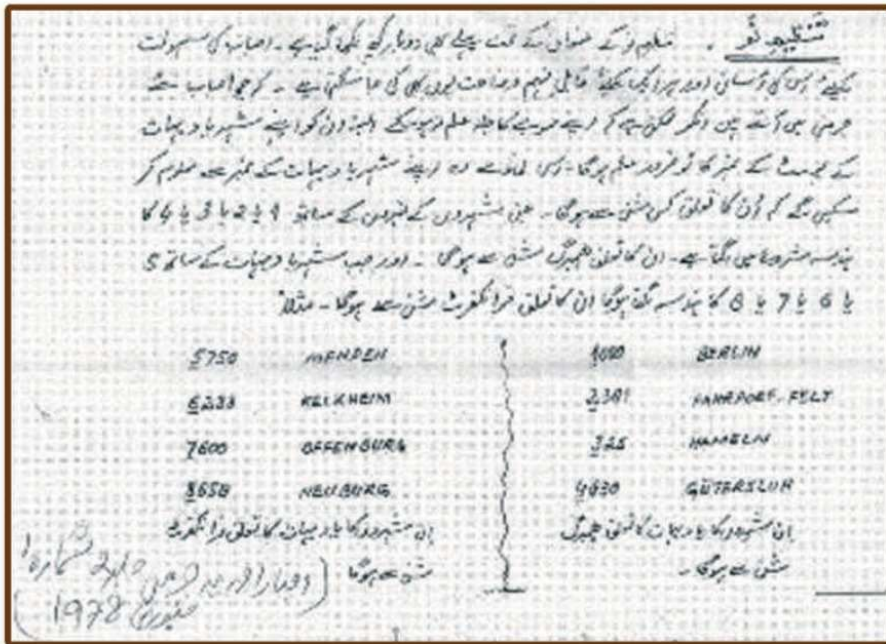
تنظیم نَو کے عنوان کے تحت پہلے بھی دوبار لکھا گیا ہے۔ احباب کی سہولت کے لئے اس کی آسان اور ہر ایک کے لئے قابلِ فہم وضاحت یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ جو نئے احباب جرمنی میں آتے ہیں ان کو ممکن ہے کہ اپنے صوبے کا علم نہ ہو سکے البتہ ان کو اپنے شہر یا دیہات کے پوسٹ کوڈ نمبر کا تو ضرور علم ہو گا۔ اس لحاظ سے وہ اپنے شہر یا دیہات کے نمبر سے معلوم کر سکیں گے کہ ان کا تعلق کس مشن سے ہو گا۔ جن شہروں کے نمبروں کا آغاز 1۔2۔3یا4 کے ہندسہ سے شروع ہوتا ہے ان کا تعلق ہمبرگ مشن سے ہو گا اور جس شہر یا دیہات کے پوسٹ کوڈ کا آغاز 5۔6۔7یا8 کے ہندسہ سے ہو گا تو ان کا تعلق فرینکفرٹ مشن سے ہو گا۔

ہمبرگ مشن	فرینکفرٹ مشن
1000- BERLIN	5750 – MENDEN
2381 – FAHRDORF	6233 – KELKHEIM
3250 – HAMELN	7600 – OFFENBURG
4830 – GÜTERSLOH	8658 – NEUBURG

(اخبار احمدیہ جرمنی جلد2، جنوری 1978)

اس تنظیمِ نو کے بعد نئے آنیوالوں کے لئے بہت آسان ہو گیا کہ انہوں نے کس مشن سے رابطہ رکھنا ہے۔ اس کے بعد ممبران کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ جماعت جرمنی 1974 کے شروع میں ہمبرگ اور فرینکفرٹ مشن کے تحت میرے اندازے کے مطابق ساٹھ ستر افراد پر مشتمل تھی۔ اس تعداد کا تعیّن مکرم چوہدری محمد شریف خالدؔ صاحب، مکرم عبد الشکور بھٹی صاحب، مکرم شرافت اللہ خانصاحب، مکرم عرفان احمد خاں صاحب دہلوی اور مکرم ہادی چوہدری صاحب کے ساتھ گفتگو کے نتیجہ میں کیا گیا ہے۔

Nordrhein Westfalen میں زیادہ جماعتیں تھیں اور ان جماعتوں کے احباب زیادہ تر برٹش آرمی میں کام کرتے تھے۔ جس جگہ پر چار پانچ افراد جماعت مقیم ہوتے وہاں پر نظام جماعت قائم کر دیا جاتا تھا۔ یہ تعداد بڑھ کر 1977 کے آخر تک چھ سات سو کے درمیان ہو گئی۔ 2006 میں جماعت احمدیہ جرمنی نے نئے کمپیوٹر سسٹم میں AIMS پروگرام کے تحت تجنید کا نیا ریکارڈ مرتب کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت تعداد 25626 رجسٹرڈ تھی جو کہ 2010 میں بڑھ کر 27823 ہو گئی اور 2015 میں شعبہ تجنید کے ریکارڈ کے مطابق یہ تعداد 38917 تک جا پہنچی اور اب 2021 میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پچاس ہزار تک پہنچ گئی ہے۔

اُس وقت جہاں پر چند احمدی احباب رہائش پذیر ہوتے تھے تو وہاں پر نظامِ جماعت قائم کر کے ایک دوست کو صدر جماعت / سیکرٹری جماعت نامزد کر دیا جاتا تھا۔ صدر / سیکرٹری کی وساطت سے احباب کے ساتھ رابطہ رکھا جاتا تھا۔ اخبار احمدیہ باقاعدگی سے ان کو بھجوایا جاتا تھا۔ ایک

رسید بک ان کو دی جاتی تھی جس پر وہ چندہ اکٹھا کر کے مہینے کے آخر پر مشن میں بھیج دیتے تھے۔اکیلے رہنے والے افراد سے بھی اسی طرح رابطہ رکھا جاتا تھا۔ایسے احباب پوسٹ بنک میں Zahlkarte کے ذریعہ چندہ جمع کروادیتے تھے اور دوروں کے وقت جماعتوں کے علاوہ اکیلے اکیلے احباب کو بھی وزٹ کیا جاتا تھا۔اس وقت کی بعض جماعتیں اب بھی اسی نام سے قائم ہیں تاہم بہت سی جماعتوں کے افراد اب نئے نام سے قائم شدہ جماعتوں میں شامل ہیں۔

اے اہلِ چمن خدا حافظ و ناصر

23 جنوری 1974 کو جرمنی میں آنے اور اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق کام کرنے کے بعد مرکز سلسلہ ربوہ میں میری واپسی کا وقت آگیا۔ مرکز سلسلہ سے مکرم لئیق احمد صاحب منیر مبلغ سلسلہ ہمبرگ مشن کا چارج لینے کے لئے 8 فروری 1978 کو جرمنی تشریف لے آئے تھے۔ان کو احباب جماعت ہمبرگ اور جماعتوں کا تعارف کروانے اور زبان سیکھنے کے لئے سکول میں داخل کروانے اور مشن کا چارج دینے کے بعد 15 مارچ 1978 کو پاکستان کے لئے میری روانگی ہوئی۔اس چار سال سے زائد عرصہ میں مرکز سلسلہ اور اہلیہ محترمہ و دیگر رشتہ داروں سے خطوں کے ذریعہ رابطہ رہا۔ فون کی جو سہولت آج ہے اِس کا اُس وقت کوئی تصوّر بھی نہیں تھا۔ان چار سالوں میں ایک بار بھی اپنے والدین، اہلیہ اور بہن بھائیوں سے بات نہ ہوئی تھی۔ صرف خط ہی ملاقات کا واحد ذریعہ تھا۔اس لئے وطن واپسی کے وقت کیا جذبات ہوں گے اس کا اندازہ کرنا میں قارئین پر چھوڑتا ہوں اور یہ سوچنے لگ جاتا ہوں کہ بیسویں صدی کے آغاز میں افریقہ اور دنیا کے دور دراز ملکوں میں جب مبلغین گئے تھے اُن کی قربانیوں کا تو اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔

؎ تعریف کے قابل ہیں یارب ترے دیوانے
آباد ہوئے جن سے دنیا کے ہیں ویرانے

پاکستان میں آمد

16مارچ1978 کو میں کراچی پہنچ گیا۔ سندھ سے آئے ہوئے عزیز رشتہ داروں سے مل کر میں اپنی اہلیہ کو لے کر عازم ربوہ ہوا۔ ربوہ پہنچ کر دفتر میں حاضری دی۔ جلد ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضورؒ نے فرمایا میں تو آپ کا انتظار کر رہا تھا اور فکرمند تھا کہ ربوہ کیوں نہیں پہنچے۔ دراصل کراچی پہنچ کر عزیزوں سے میل ملاقات اور ٹرین کی بکنگ میں کچھ وقت صرف ہو گیا تھا جس وجہ سے ربوہ پہنچنے میں قدرے تاخیر ہو گئی تھی۔

حضورؒ نے جرمنی کے بارے میں کچھ باتیں دریافت فرمائیں۔ پھر بچوں کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس پر میں نے عرض کیا کہ جنوری 1974 میں میری جرمنی روانگی کے چند دن بعد بیٹا پیدا ہوا تھا جو کہ پیدائش کے تیسرے دن بقضائے الٰہی وفات پا گیا۔ اس پر حضورؒ کچھ دیر خاموشی سے میری اہلیہ کی طرف دیکھتے رہے اور مسکراتے ہوئے فرمایا۔ آپ کے تو بہت بچے ہونے ہیں۔ ہنستے کھیلتے اچھلتے کودتے۔ پھر تھوڑا رک کر فرمایا، مگر ایک شرط ہے کہ اگر آپ نے بچے کی وفات پر صبر کیا ہو گا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ آپ کو اولاد دے گا۔ ہمیں حضورؒ کی بات سن کر خوشی ہوئی کہ حضورؒ کی زبان مبارک سے اولاد کی بشارت عطا ہوئی۔

میرے گھر میں فضلِ خداوندی

حضورؒ سے ملاقات کے بعد میری اہلیہ کو کچھ فکر لاحق ہوئی کہ میں نے صبر کیا بھی تھا کہ نہیں۔ پاکستان آنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بیٹی عزیزہ قرۃ العین سے نوازا۔ ایک سال کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے بیٹا بلال احمد عطا فرمایا۔ نوزائیدہ بچوں کے لئے میڈیکل چیک اپ کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مکرم ڈاکٹر قاضی منور احمد صاحب کی صورت میں انتظام

فرمادیا جن کا اپنا کلینک میو ہسپتال کے قریب ریلوے روڈ پر تھا۔ انہوں نے ہمیشہ خندہ پیشانی سے اس سلسلہ میں ہمیں ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائی۔ لاہور بیڈن روڈ پر میری اہلیہ کے ماموں مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب رہتے تھے۔ کبھی کبھی ہم ان کے گھر بھی جاتے تھے۔ وہ بہت ملنسار اور مہمان نواز تھے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے تینوں بچے، جوان اور شادی شدہ ہو کر اب الحمد للہ صاحبِ اولاد ہیں۔ عزیزہ قرۃ العین صاحبہ کے بچوں کے نام یہ ہیں: عزیزہ صبا احمد۔ عزیزہ عزّہ احمد۔ عزیزہ امۃ الکافی۔ عزیزم یحیٰ مرتاض احمد۔ عزیزم بلال احمد صاحب کے بچوں کے نام: عزیزم باسل احمد، عزیزم طلال احمد، عزیزہ باسمہ نور احمد۔ عزیزم لقمان خالد کے بیٹے کا نام ایقان خالد اور بیٹی کا نام عزیزہ عائزہ خالد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صراطِ مستقیم پر چلائے اور خلافت احمدیہ سے حقیقی طور پر وابستہ رہنے کی توفیق دے۔ آمین

اوکاڑہ چھاؤنی میں تقرّری

پاکستان پہنچ کر رخصت گزارنے کے بعد میری تقرری اوکاڑہ چھاؤنی میں ہوئی۔ یہاں پر ایک چھوٹی سی جماعت تھی جس میں کچھ فوجی افسر، کچھ M.E.S میں کام کرنے والے اور کچھ سویلین احباب تھے۔ کنٹونمنٹ بورڈ کے علاقہ میں کچھ زمین لے کر ایک کوٹھی بنوئی گئی تھی جو کہ امیر جماعت احمدیہ اوکاڑہ شہر مکرم چوہدری حاکم علی صاحب کے نام پر تھی۔ مربی سلسلہ کی رہائش کے علاوہ یہ جگہ نماز سینٹر کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ وہاں کے ایک احمدی دوست مکرم مجید احمد صاحب کے ایک بیٹے مکرم لئیق احمد بلال صاحب جرمنی میں مربّی سلسلہ ہیں۔

تبادلہ مسجد دہلی گیٹ لاہور

ابھی چند ماہ ہی یہاں پر کام کیا تھا کہ میری تبدیلی دہلی گیٹ لاہور ہو گئی اور میری جگہ اوکاڑہ چھاؤنی میں میرے کلاس فیلو مربی سلسلہ مکرم خلیفہ صباح الدین احمد صاحب مربی مقرر ہوئے۔ دہلی گیٹ میں مجھے مولوی عبد الباسط صاحب کی جگہ ٹرانسفر کیا گیا تھا جن کی بیرون ملک تقرری ہوئی تھی۔

یہ موسم گرما کا آغاز تھا اور 1979 کا سال۔ لاہور میں تو بہت بڑی جماعت تھی تاہم چند مربّیان سلسلہ یہاں متعین تھے۔ دہلی گیٹ کے علاوہ ماڈل ٹاؤن، شالیمار ٹاؤن اور رچنا ٹاؤن چند سینٹر تھے۔ میرے پاس 14 حلقے تھے۔ بیرون دہلی گیٹ میں چراغ سٹریٹ پر مسجد احمدیہ تھی جس کے ساتھ مربی سلسلہ کا کوارٹر بھی تھا۔ ایک جانب لائبریری بھی تھی۔ اس گلی کا نام حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی چراغ دین صاحب کے نام پر رکھا گیا تھا۔ 1974 میں احمدیوں کے خلاف آئینی ترمیم کے بعد اس کا نام محمدی سٹریٹ رکھ دیا گیا۔ یہ ایک جامع مسجد تھی اور دُور دُور سے احمدی احباب یہاں نماز جمعہ ادا کرنے آتے تھے۔ مکرم خواجہ محمد شریف صاحب اس حلقے کے صدر تھے۔ مسجد دہلی گیٹ میں دہلی گیٹ قیادت کے نام سے قیادت کا مرکز بھی تھا اور مکرم منیر احمد جاویدؔ صاحب قائد مجلس تھے۔ یہ مسجد خدام الاحمدیہ کی بہت سی سرگرمیوں کا مرکز بنی رہتی تھی۔ دہلی گیٹ سے سمن آباد تک میرے حلقے تھے جہاں میں دوروں پر جاتا تھا۔ چونکہ دارالذکر میں مربی سلسلہ نہیں تھے اس لئے جمعہ پڑھانے کے لئے اکثر میں وہاں بھی جاتا تھا۔ اس وقت مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب امیر جماعت تھے۔ مکرم ملک عبداللطیف ستکوہی صاحب سیکرٹری اصلاح وارشاد تھے۔ ماشاء اللہ ستکوہی صاحب پُرجوش داعی الی اللہ تھے اور جماعت میں تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں کے پیچھے ان کا بڑا ہاتھ ہوتا تھا۔ پاکستان میں 1984 میں آرڈیننس نافذ ہونے سے پہلے اتنی زیادہ مذہبی شدت پسندی نہیں تھی اس لئے آرڈیننس کے نفاذ تک جماعت احمدیہ لاہور کا ایک بہت بڑا حصّہ منٹو پارک میں عید پڑھا کرتا تھا۔

ڈیرہ غازیخاں ٹرانسفر

لاہور سے میری تبدیلی ڈیرہ غازیخاں ہوگئی۔ ڈیرہ غازیخاں تبدیلی کا سُن کر کئی احباب ڈرانے لگے کہ وہاں کے لوگ جھگڑالو ہیں اور یہ کہ وہ ایک پسماندہ علاقہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ جلد ہی ہم

نے اپنا سازو سامان باندھ کر ٹرک والوں کے سپرد کیا اور خود ریل و بس کے ذریعہ وہاں پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں جماعت کے پاس مسجد تھی جس کا بڑا وسیع صحن تھا۔ اس کے علاوہ دو کوارٹر اور ایک دفتر تھا۔ دفتر مکرم میاں غلام رسول اعوان صاحب کے زیر استعمال تھا۔ کوارٹر بالائی منزل پر تھا۔ صرف دو کمرے تھے۔ ٹائیلٹ اور غسلخانہ پر کوئی چھت نہیں تھی۔ ایک چھوٹا سا باورچی خانہ بھی برآمدے میں بنا ہوا تھا جہاں پر گرمیوں میں کھڑا ہونا بھی ممکن نہیں تھا۔ ہم نے برآمدے میں بجلی کا چولہا رکھ کر کچن کی ضرورت پوری کر لی۔ گرمیوں کے دن تھے اور وہاں پر گرمی بھی شدید پڑتی ہے۔ کمروں کے اندر کی گرمی کم کرنے کے لئے عموماً دروازے اور کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں۔ دروازہ تو کھول دیا مگر کھڑکیاں نظر نہ آئیں۔ پھر غور سے دیکھا تو بہت انچائی پر کمروں میں کھڑکیاں تھیں وہ اس لئے کہ بے پردگی نہ ہو۔ کیونکہ اردگرد اونچے اونچے مکانات تھے۔ خیر جب کام شروع کیا تو اُن لوگوں کو بہت ہمدرد اور دعا گو اور تعاون کرنے والے پایا۔ مسجد کے قریب ایک احمدی تاجر کی دوکان تھی جن کا نام میاں خیر دین صاحب تھا۔ مکرم محمد صادق ہاشمی صاحب شہر کی جماعت کے صدر تھے اور مکرم حاجی عبد العزیز ہمدانی بلوچ صاحب امیر ضلع تھے۔

جب ضلعی انتخابات ہوئے تو مکرم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ راجن پور امیر ضلع ڈیرہ غازیخان منتخب ہو گئے۔ وہ بہت فعال اور ایک جوشیلے احمدی تھے۔ ان کے والدین کا تعلق شیعہ فرقے سے تھا۔ ربوہ میں خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر تقریری مقابلوں میں حصّہ لیتے ہوئے میں ان کی شخصیّت سے متعارف تھا۔ قائد ضلع مکرم حافظ فرقان محمد صاحب ابن مکرم خان محمد صاحب بلوچ تھے۔ بعد ازاں راجن پور علیحدہ ضلع بن گیا اور مکرم میاں اقبال احمد صاحب راجن پور کے امیر بن گئے (آپ مورخہ 25 فروری 2003ء کو راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے) جبکہ ڈیرہ غازیخان کے مکرم خان محمد صاحب بلوچ امیر مقرر ہوئے۔ ان کو اور مکرم رفیق احمد صاحب نعیم کو سرائیکی میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور اِسی جرم میں انہیں قید و بند کی صعوبتیں بھی

برداشت کرنی پڑیں۔

یہاں کے نوجوانوں کو میں نے تعلیم کے میدان میں آگے پایا۔ نمازوں میں حاضری اچھی ہوتی تھی اور وہ وقت کے بہت پابند تھے۔ جیسا کہ مجھے بتایا گیا کہ ان لوگوں میں وقت کی پابندی کا اتنا خیال ہوتا تھا کہ مربی صاحب جب اپنی رہائش گاہ سے نکلتے اور مسجد میں آنے کے لئے سیڑھیوں کی روشنی جلاتے تو مسجد میں بیٹھے احباب ان کو دیکھ کر (کوارٹر مشرق کی جانب تھے) کھڑے ہو جاتے تھے تاکہ جونہی مربی صاحب آئیں تو نماز کھڑی ہو جائے۔ ان کی اس عادت کو مربی سلسلہ مکرم عبدالوہاب احمد صاحب نے ختم کیا کیونکہ جب انہوں نے دیکھا کہ نمازی اُن کو آتا دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے تو وہ پہلی صف میں پہنچ کر بیٹھ جاتے تھے تو ان کے ساتھ نمازیوں کو بھی بیٹھنا پڑتا تھا۔ اس طرح دو چار دنوں میں وہ سمجھ گئے کہ اس طرح امام کے آنے سے پہلے صفیں بنا کر کھڑا ہو جانا درست نہیں۔

ابھی میں ڈیرہ غازیخان میں تھا کہ میری دوسری بار جرمنی کے لئے تقرری ہو گئی۔ چند ماہ ویزے کے حصول کے لئے گزار کر 1982 کے شروع میں مَیں اپنی اہلیہ اور بچوں کو ڈگری میں چھوڑ کر جرمنی کے لئے روانہ ہو گیا۔ مگر ڈیرہ غازیخاں کی جماعت کی یادیں آج تک دل میں ہیں۔ کئی فیملیوں نے ہمیں اپنے گھر بلایا اور بہت پیار اور محبت کا اظہار کیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ بہت دعائیں دیں۔ اگر یہ لکھا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ ہماری وہاں آمد کے وقت ڈیرہ غازیخاں والوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا تھا اور روانگی کے وقت تو خواتین نے رو رو کر میری اہلیہ کو روانہ کیا۔

دائیں سے : 1982 میں مسجد کے صحن میں کھڑے مکرم داؤد احمد صاحب ایڈووکیٹ، مکرم عبدالقدیر صاحب، خاکسار حیدر علی ظفر مربی سلسلہ
مکرم رفیق احمد نعیم صاحب، مکرم نصر اللہ خاں صاحب، مکرم محمد اکرم صاحب، مکرم حافظ فرقان محمد صاحب

دوسری بار جرمنی آمد

خاکسار کراچی سے روانہ ہو کر مورخہ 6 مارچ 1982 کو فرینکفرٹ ائیر پورٹ پر اترا اور چند دن قیام کے بعد ہمبرگ آ گیا۔ یہاں پر مکرم لئیق احمد منیرؔ صاحب سے چارج لیا جن کی پاکستان تبدیلی ہو گئی تھی۔ ہمبرگ مشن میں سابقہ تجربہ کی بدولت کام سنبھالنے میں دیر نہ لگی۔ مکرم لئیق احمد منیرؔ صاحب نے خاکسار کے پہلے دور کے کام کو احسن رنگ میں آگے بڑھایا تھا۔ **فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔** اس عرصہ میں جماعتوں کی تعداد میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اضافہ ہو چکا تھا اس لئے سابقہ اور نئے احباب سے ملاقات و تعارف کے لئے جماعتوں کے دورے کیے گئے جس کے جلد بعد ہی جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت کی تیاری شروع کر دی۔ یہ جماعت احمدیہ جرمنی کا ساتواں جلسہ سالانہ تھا جو کہ مورخہ 10 تا 11 اپریل 1982 کو فرینکفرٹ Haus Gallus Frankenalle میں منعقد ہوا۔

ساتویں جلسہ سالانہ جرمنی 1982 میں خاکسار تقریر کرتے ہوئے جبکہ سٹیج پر مکرم منصور احمد خاں صاحب امیر و مبلغ انچارج اور مکرم مبارک احمد ساقی صاحب مبلغ سلسلہ انگلستان تشریف فرما ہیں۔

اس میں دیگر مقررین کے علاوہ محترم مبارک احمد ساقی صاحب مبلغ سلسلہ انگلستان نے بطور مہمان مقرر تقریر کی۔ خاکسار نے اس جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقی تعلیمات کے موضوع پر تقریر کی۔ اس جلسہ کی حاضری 1762 افراد پر مشتمل تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دورہ ہمبرگ

یہ حُسنِ اتفاق ہے کہ 1976 میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ڈنمارک کی طرف سے جرمنی میں داخل ہوئے تھے اور 1982 میں خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب اپنا پہلا دورہ یورپ کیا تو آپ بھی ڈنمارک کی طرف سے چودہ اگست 1982 بروز ہفتہ جرمنی میں داخل ہوئے اور مجھے بارڈر پر استقبال کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

قبل ازیں حضورؒ کے قریب بیٹھنے، گفتگو کرنے اور حضور کی موجودگی میں تلاوت کرنے بلکہ خطبہ جمعہ دینے کا موقع بھی نصیب ہوا تھا۔ مگر اب تو حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ اور جانشین کی حیثیّت سے تشریف لا رہے تھے۔ مکرم چوہدری محمد شریف خالد صاحب اور مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب بھی میرے ہمراہ حضورؒ کا استقبال کرنے والوں میں تھے۔ جرمنی کے بارڈر Puttgarten کے قریب ایک ریسٹورنٹ پر چند منٹ کے لئے قیام کیا۔ پھر ہمبرگ کی طرف چل پڑے۔ جب فضل عمر مسجد ہمبرگ میں پہنچے تو امیر و مشنری انچارج مکرم منصور احمد خان صاحب نے بیسیوں احباب کے ساتھ حضور کا استقبال کیا۔ اس سفر میں حضورؒ کے ہمراہ حضور کی حرم محترمہ حضرت سیّدہ آصفہ مسعودہ بیگم صاحبہ اور آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں اور قافلہ کے دیگر افراد بھی۔ اوسلو ناروے سے خدام کی ایک گاڑی حضورؒ کی گاڑی کو Escort کرتی آ رہی تھی۔ اس سفر میں مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب، مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب، مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب، مکرم محمود احمد شاہد صاحب بنگالی صدر خدام الاحمدیہ، مکرم چوہدری محمد انور حسین

صاحب امیر ضلع شیخوپورہ اور مکرم ناصر احمد شیر بہادر صاحب سیکیورٹی انچارج کے طور پر حضور کے ہمراہ تھے۔ آپؒ نے ہمبرگ میں مبلغ سلسلہ کی رہائش گاہ پر قیام فرمایا۔ دورہ کی مناسبت سے مسجد و مشن ہاؤس کی آرائش اور تزئین کی گئی تھی۔ اس خدمت میں احباب نے بڑے اشتیاق سے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زیر تبلیغ جرمن و افریقن احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب

حصّہ لیا جن میں مکرم بہادر خاں کھوکھر صاحب اور ان کی نومبائعہ اہلیہ محترمہ حلیمہ کھوکھر صاحبہ نے خصوصی طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ہمبرگ میں حضورؒ نے مسجد فضلِ عمر میں مجلس عرفان منعقد کرنے کے علاوہ احباب جماعت کو انفرادی ملاقاتوں کا شرف بھی بخشا۔ اسی طرح بعض زیرِ تبلیغ جرمن افراد اور افریقن احباب جماعت کے ساتھ حضورؒ کی ایک مجلسِ سوال و جواب بھی منعقد ہوئی۔ اس میٹنگ میں شامل ایک جرمن خاتون Frau Kethe Schindler نے چند سالوں بعد اسلام قبول کر لیا تھا۔ دوران قیام حضورؒ ایک روز قیام گاہ سے باہر تشریف لائے اور سیر کے لئے Hagenbeckstr. پر موجود سرمائی گارڈن کے علاقہ میں جانا پسند فرمایا۔ حضورؒ نماز عشاء کے بعد پانی کا شو دیکھنے کے لئے Planten un Blumen بھی تشریف لے گئے۔

حضورؒ کے ہمراہ ہمبرگ میں پیدل سیر کی سعادت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مسجد فضل عمر ہمبرگ میں احباب جماعت کے ساتھ محو گفتگو **ہیں**

مسجد فضلِ عمر ہمبرگ میں حضورؒ احباب جماعت برلن کے ساتھ

ہمبرگ میں حضورؒ نے ہوٹل پلازہ میں ایک پریس کانفرنس میں بھی شرکت فرمائی جس میں اخبارات و ریڈیو کے پندرہ نمائندگان آئے مگر دوسرے روز میڈیا نے کوئی خبر نہ دی۔ اس سے اگلے روز فرینکفرٹ میں حضورؒ کو جب یہ بتایا گیا تو حضورؒ نے ایک بڑے ہال میں مجلسِ عرفان منعقد کی جس میں حاضرین کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے ہمبرگ کی پریس کانفرنس کا ذکر فرمایا اور خبر کی اشاعت نہ ہونے کی جو وجہ بتائی اُس کا مفہوم خاکسار کے الفاظ میں درج ہے:

''ایران میں 1979 میں انقلاب لا کر آیت اللہ خمینی صاحب بر سرِ اقتدار آ چکے تھے اسی لئے وہ فرانس سے ایران واپس گئے تھے اور اب وہاں اسلام کے نام پر سخت سزائیں نافذ کر رہے تھے۔ پریس کانفرنس میں سوالات اسی ڈائریکشن میں تھے۔ حضورؒ نے اس طرح حکمت، دانش اور جرأت سے صحیح اسلامی تعلیم بیان کی کہ وہ دنگ رہ گئے۔ وہ تو اس خیال میں تھے کہ حضورؒ اگر خمینی صاحب کے اقدامات کی

مورخہ 6/اگست 1982 کو ہمبرگ میں ایک پریس کانفرنس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دائیں طرف مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب اور بائیں طرف حیدر علی ظفر مبلغ سلسلہ، مکرم چوہدری محمد انور حسین صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب

تعریف کرتے تو وہ کہتے اچھا آپ یہ اسلام یورپ میں پھیلانے کے لئے آئے ہیں اور اگر خمینی صاحب کی مخالفت میں بولتے تو وہ پرچار کرتے کہ ایک اسلامی لیڈر دوسرے اسلامی لیڈر کی مخالفت کر رہا تھا۔ اب یہ چیزیں اُن کو حضورؒ کی گفتگو میں نہ ملیں اس لئے انہوں نے کوئی خبر نہ دی۔''

مسجد فضل عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دائیں جانب مکرم محمود احمد صاحب بنگالی، مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب مکرم چوہدری انور حسین صاحب، خاکسار حیدر علی ظفر اور مکرم منصور احمد خاں صاحب نمایاں دکھائی دے رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دستی بیعت

ہمبرگ میں قیام کے بعد حضورؒ فرینکفرٹ تشریف لے آئے یہاں پر دیگر پروگراموں کے علاوہ جرمنی میں حضورؒ کی موجودگی میں پہلی مجلس شوریٰ اور ایک سوال وجواب کی مجلس کا انعقاد ہوا۔ جس کے بعد مورخہ 21 اگست 1982 بروز ہفتہ حضورؒ نے اجتماعی بیعت کا شرف بخشا۔ مجھے اور مکرم منصور احمد خان صاحب امیر و مبلغ انچارج جرمنی کو اپنا اپنا ہاتھ حضورؒ کے ہاتھ کے نیچے رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ پھر حضورؒ نے بیعت کے الفاظ دہرائے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1982 میں مسجد نور فرینکفرٹ کے باہر احباب جماعت کے ساتھ

افتتاح مسجد بشارت سپین میں شمولیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے سپین میں 750 سال کے بعد پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد واپسی پر جو خطبات دیئے اُن میں پیڈرو آباد میں مسجد کے علاوہ قرطبہ اور غرناطہ وغیرہ مقامات پر مسلمانوں کی یادگاروں کا ذکر بھی کیا گیا تھا۔ ویسے بھی اس ملک میں مسلمانوں نے صدیوں تک حکومت کی تھی اس لئے خاکسار کو یہ ملک دیکھنے میں دلچسپی تھی۔

مسجد بشارت سپین کے سنگِ بنیاد کی تقریب کے موقع پر ایک یادگار تصویر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جب یورپ کے دورے پر تشریف لائے اور سپین میں مسجد کے افتتاح کی تاریخ کا اعلان فرمایا تو میں نے دو احباب کے ساتھ وہاں جانے کا پروگرام بنایا۔ میرے ساتھ مکرم ناصر احمد مسعود صاحب اور مکرم ملک امتیاز احمد صاحب آف راڈے فورم والڈ

مسجد بشارت کی افتتاحی تقریب کے موقع پر حضور رحمہ اللہ کے ساتھ مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب اور مکرم چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحبؓ تشریف فرما ہیں

تھے۔ ڈوزلڈورف سے ایبیریا ایئر لائینز کے جہاز پر مالا گا گئے۔ مکرم ناصر احمد مسعود صاحب نے گاڑی بک کروائی ہوئی تھی۔ وہاں سے گاڑی لے کر قرطبہ گئے جہاں پر مکرم مولانا کرم الٰہی ظفرؔ صاحب نے ہمیں پرانے مشن ہاؤس میں ریسیو کیا۔ اُن سے وہاں پر کھانے پینے کی چیزوں کے بارہ میں کچھ معلومات حاصل کیں۔ اسی طرح پیڈروآباد کا ایڈریس معلوم کیا۔ پھر رہائش کے لئے ہوٹل چلے گئے۔ مسجد کے افتتاح کی تقریبات و میٹنگز کے دنوں میں ہم ہر روز پیڈروآباد Pedroabad جاتے اور آتے رہے اور راستہ میں جاتے آتے ہوئے ایک ریسٹورنٹ میں ناشتہ کرتے اور واپسی پر کھانا کھاتے۔ ان دنوں مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب نے بھی ہمارے ساتھ گاڑی میں سفر کیا اور پھر ڈاکٹر محمد جلال شمسؔ صاحب نے بھی۔ قرطبہ میں جامع مسجد دیکھی جس کے درمیان میں چرچ بنا ہوا تھا۔ محراب کی جگہ سامنے نظر آتی تھی مگر اس میں ہم نہیں جاسکتے تھے کیونکہ وہاں بیریئر لگا ہوا تھا۔ مسجد کی اس صورتحال کو دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا تھا۔ اب جماعت احمدیہ نے سپین میں جس مشن (تبلیغ اسلام اور مساجد کی

تعمیر) کا آغاز کیا ہے اس سے اللہ کرے کہ اسلام کی عظمت رفتہ پھر لوٹ آئے۔ مسجد کے افتتاح کے روز جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم منیر احمد جاوید صاحب حال امیر جماعت دہلی گیٹ لاہور کو حاصل ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بڑا ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ افتتاحی تقریب مسجد کے صحن میں تھی جس میں سارا گاؤں اُمڈ آیا اور پھر کئی روز تک پیڈرو آباد کی گلیوں میں اس کا چرچا رہا۔ اُس وقت مسجد بشارت کے امام مکرم سیّد میر محمود احمد ناصر صاحب تھے۔ استقبال کی تقریب میں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1982 میں مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر مبلغین سلسلہ کے ساتھ

مکرم چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب بھی موجود تھے۔ نیز دنیا بھر سے آئے ہوئے مبلغین اور جماعتوں کے نمائندے بھی تھے۔ مسجد کی افتتاحی تقریب کے بعد ہم غرناطہ گئے۔ وہاں تاریخی محلات دیکھے جن میں جگہ جگہ لا الہ الا اللہ۔ القدرۃ للہ۔ لا غالب الا اللہ۔ لکھا ہوا نظر آتا تھا۔ غرناطہ سے ہم مالا گا گئے اور پھر بذریعہ ہوائی جہاز جرمنی واپس آگئے۔

مسجد بشارت سپین کے بابرکت افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ احباب جماعت کا ایک یادگار فوٹو

سپین کی سیر

اس کے بعد کئی مرتبہ سپین جانا ہوا۔ مجھے ایک دفعہ اکتوبر 2010 میں اپنی فیملی کے ساتھ بھی وہاں جانے کا موقع ملا۔ میرے ساتھ میری اہلیہ، بیٹا لقمان خالد اور بیٹی قرۃ العین اور اس کی تین بیٹیاں صبا احمد، عزّہ احمد اور امۃ الکافی سلمہا اللہ تعالیٰ بھی تھیں۔ پیڈرو آباد مسجد میں مبلغ انچارج اسپین سیّد ندیم احمد صاحب تھے جبکہ امیر جماعت مکرم مبارک احمد خاں صاحب تھے۔ اس مرتبہ ہم میڈرڈ بھی گئے جہاں پر مکرم امیر صاحب نے رہائش کا انتظام کر دیا تھا۔ یہاں پر مجھے وہ جگہ دیکھنے کا شوق تھا جہاں پر مکرم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفرؔ عطر فروخت کیا کرتے تھے اور ساتھ تبلیغ بھی کرتے تھے۔ تبلیغ کرنے اور ذریعہ معاش کے لئے انہوں نے یہ راہ نکالی تھی۔ وہ اتوار کا دن تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ بہت بڑی اوپن مارکیٹ ہوتی ہے جہاں چھوٹی چھوٹی چیزوں سے لے کر بڑی بڑی چیزیں مل جاتی ہیں۔ واقعی حدِ نظر تک وہ پھیلی ہوئی نظر آتی تھی مگر مین روڈ پر بڑی مشکل سے کار پارک کرنے کی جگہ ملی اور میں بھاگ کر ایک خادم کے ساتھ وہاں گیا۔ وہ جگہ زیادہ دور نہیں تھی۔ مکرم کرم الٰہی ظفرؔ صاحب کے ایک بیٹے نے سٹال لگایا ہوا تھا۔ ایک طرف فولڈر اور پمفلٹ و کتب تھیں جبکہ دوسری طرف بچوں کے کچھ کھلونے تھے جو وہ بیچ رہے تھے۔ پھر انہوں نے ہمیں اشارہ کر کے بتایا کہ یہ دنیا ہے اور یہ دین ہے اور مولانا صاحب اسی جگہ کھڑے ہو کر عطر بیچا کرتے تھے۔

عزیزہ عزّہ احمد، عزیزہ امۃ الکافی اور عزیزہ صبا احمد

اجتماع خدام الاحمدیہ سویڈن میں شمولیت

مجلس خدام الاحمدیہ سویڈن نے اپنے گوتھن برگ میں منعقد ہونے والے ایک سالانہ اجتماع میں بحیثیت مہمان خصوصی شامل ہونے کی دعوت دی۔ مکرم حامد کریم محمود صاحب امیر و مبلغ سلسلہ

سلسلہ سویڈن کی دعوت پر خاکسار مسجد ناصر گوتھن برگ میں حاضر ہوگیا۔ مکرم نصیر الحق صاحب نیشنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ سویڈن تھے۔اس مسجد کے سنگِ بنیاد اور افتتاح کی تقاریب میں 1975 اور 1976 میں شامل ہو چکا تھا۔ مگر اب اس مسجد کی کچھ توسیع ہو چکی تھی۔ اجتماع میں خاکسار نے افتتاحی اور اختتامی تقاریر کیں اور مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کئے۔

اجتماع کے بعد مکرم حامد کریم محمود صاحب نے گوتھن برگ سے سو کلو میٹر دُور ایک مقام پر سَیر کے لئے جانے کا پروگرام بنایا۔ یہ وہ جگہ تھی جس کے بارہ میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے اپنی کتاب تحدیث نعمت میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ مکرم چوہدری صاحب 1913 میں جب بحری جہاز کے ذریعہ گوتھن برگ سے سٹاک ہالم گئے تو اس راستہ سے گزرے تھے۔

یہاں پر ایک بہت ہی خوبصورت شہر ہے جس کو Trollhättan کہتے ہیں۔ یہ خوبصورت شہر اپنے اندر بہت سی دلکشیاں اور رعنائیاں سمیٹے ہوئے ہے۔ شہر کے وسط میں ایک خوبصورت قدرتی آبشار

کے علاوہ نہری نظام بھی موجود ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز تک بحری جہازوں کو اس آبشار کی وجہ سے آمدورفت میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں اس پر تین بند باندھ کر اور لاک سسٹم لگا کر اسے نہ صرف محفوظ بنا دیا گیا بلکہ اسے آمدورفت نیز سیاحت کے لئے ایک پُرکشش مقام میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس میں مختلف چار درجوں میں بڑے سے بڑے بحری جہاز کو نچلے سمندر سے اوپر والے حصّہ میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ پہلے ایک درجہ میں جہاز کو داخل کر کے پیچھے سے ہائیڈرولک گیٹ بند کر کے پانی بھر دیا جاتا ہے جس سے جہاز کی سطح بلند ہوتے ہوتے دوسرے درجے کے برابر ہو جاتی ہے۔ پھر اگلا گیٹ کھول کر جہاز کو اس میں منتقل کیا جاتا ہے اور پیچھے کا گیٹ بند کر کے پانی کی سطح بلند کر کے تیسرے درجے کے برابر بھر لی جاتی ہے، اس طرح چوتھے درجہ میں بھی کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں جہاز پہاڑی کے اوپر موجود سمندر کی سطح میں داخل ہو کر سٹاک ہالم کی طرف اپنے سفر پہ رواں دواں ہو جاتا ہے۔

مکرم پروفیسر افضال احمد منیرؔ صاحب کا وصال

خاکسار کے جرمنی میں قیام کے دوران ایک افسوسناک اطلاع بھی ملی۔ میرے برادرِ نسبتی مکرم افضال احمد منیرؔ صاحب جو بہاولپور میں مقیم تھے ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے بقضائے الٰہی مورخہ 23 ستمبر 1983 کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ وفات کے وقت ان کی عمر 39 سال تھی۔ آپ صادق ایجرٹن گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولپور میں باٹنی کے پروفیسر تھے۔ اپنے اعلیٰ اخلاق اور منکسر المزاجی کی وجہ سے طلبہ اور اساتذہ میں یکساں مقبول تھے اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ رہن سہن کے معاملات میں نہایت سادہ مزاج تھے۔ آپ نہ صرف خود پنجگانہ نماز ادا کرنے والے تھے بلکہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔ نوجوانی میں ہی دینی کاموں میں پیش پیش تھے۔ وفات کے وقت آپ بطور قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع بہاولپور خدمت بجالا

رہے تھے۔ مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل سے نظامِ وصیّت میں شامل تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں ان کی تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت کرے۔ آمین۔

مکرم پروفیسر افضال احمد منیؔر صاحب

چند تبلیغی وتربیتی سرگرمیوں کا مختصر خلاصہ

خاکسار نے

- مورخہ 1982-9-7 کو Ratingen جماعت کا دورہ کیا اور 8 ستمبر کو خاکسار سپین میں مسجد بشارت کے افتتاح کی تقریب میں شامل ہونے کے لئے روانہ ہوا۔ جہاں پر اس تقریب میں شامل ہونے کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی صدارت میں منعقد ہونے والی مجلس شوریٰ میں جماعت احمدیہ جرمنی کے نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کی۔
- ماہ اکتوبر 1982 میں آٹھ جماعتوں کا دورہ کیا۔ 15 اکتوبر کو ایک سکول کے 25 طالب علم اور دو استاد مسجد فضلِ عمر ہمبرگ میں آئے۔ ان کے سامنے خاکسار نے اسلام کی تعلیم بیان کی اور ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔
- ماہ نومبر 1982 میں چار جماعتوں Kempen, Neuss,Soest اور Ratingen کا دورہ کیا۔ احبابِ جماعت کو مالی قربانیوں کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی نیز 12 افراد کو تربیت کے نقطہ نظر سے ان کے گھروں پر visit کیا۔ ایک جرمن خاتون بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئی۔
- 3 دسمبر کو حلقہ Pinneberg کا دورہ کیا۔ 25 دسمبر تا 31 دسمبر 1982 مسجد فضلِ عمر ہمبرگ میں دوسری سالانہ تربیتی کلاس منعقد کی گئی جس میں 19 بڑی عمر کے افراد اور 8 بچوں نے شرکت کی۔
- 17 جنوری 1983 کو مغربی جرمنی کے قصبہ Holm کے ہائی سکول کی نویں کلاس کے 32 طلبا اور طالبات کا ایک گروپ اپنے دو اساتذہ کے ساتھ مسجد فضلِ عمر ہمبرگ میں آیا۔ استقبال کے بعد خاکسار نے ان کے سامنے اسلام کی تعلیم بیان کی نیز

اسلامی جہاد کی وضاحت کی۔اس کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ 28جنوری1983 کو انگریزی زبان میں سلسلہ کے لٹریچر کی نمائش لگائی گئی۔دیگر کتب کے علاوہ سورۃ فاتحہ کا انگریزی ترجمہ بھی دکھایا گیا۔پانچ احباب جماعت نے اس کی خریداری کے لئے آرڈر دیا۔

- 4فروری1983 کو لجنہ اما اللہ ہمبرگ کے ایک اجلاس میں لجنہ اِماءاللہ کی ممبرات کو اسلامی پردہ کرنے کی تلقین کی اور انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی جلسہ سالانہ کی تقریر کی کیسٹ بھی سنائی گئی جس میں حضورؒ نے اسلامی پردہ کی حقیقت،اس کی اہمیت اور پردہ کی مختلف صورتوں کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا تھا۔ 6فروری1983 کو خاکسار نے Norderstedt کا دورہ کیا۔ اس اجلاس میں حاضرین کی تعداد20 تھی جس میں احباب جماعت کو صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی۔اس موقع پر حلقہ کے مزید سات افراد نے جوبلی فنڈ کے لئے وعدے لکھوائے۔ 20فروری کو مسجد فضل عمر ہمبرگ میں جلسہ یوم پیشگوئی مصلح موعود منعقد کیا گیا۔جس میں65 تا70افراد کی حاضری تھی۔ اسی طرح ماہِ فروری میں جوبلی فنڈ کی وصولی کے لئے خاص مہم چلائی گئی۔خدا تعالیٰ کے فضل سے 12021مارک وصولی ہوئی۔
- 14مارچ1983 کوKielمیں دو عیسائی مشنریوں سے خاکسار نے کفارہ کےموضوع پر تقریباً اڑھائی گھنٹے گفتگو کی۔ان عیسائی پادریوں نے یہ کہہ کر مزید گفتگو کرنے سے انکار کر دیا کہ ہم عیسائی قانون یا شریعت کے پابند نہیں ہیں۔23مارچ 1983 کو 51افراد کا ایک گروپ چرچ کے انتظام کے تحت مسجد میں آیا۔جس میں50 خواتین اور ایک مرد شامل تھا۔
- 16اپریل 1983 کو Bremenمیں جماعت کی خواہش پر خاکسار یہوواہ وٹنس کے نمائندوں سے گفتگو کے لئے گیا۔ 29اپریل کوVerden Allerمیں مقیم تین احمدی

احباب کو visit کیا۔ مسجد فضل عمر ہمبرگ میں اطفال و ناصرات کے لئے ایک تعلیمی کلاس کا اجراء کیا جس میں یسرنا القرآن ، قرآن مجید اور دینی مسائل پڑھائے اور سکھائے جاتے تھے جس کے لئے مکرم محمد امین خالد صاحب اور مکرم محمد کولمبس خاں صاحب خاکسار کی معاونت کرتے تھے۔ اس ماہ میں تین افراد نے بیعت کی۔

- ماہ جون 1983 میں ایک جرمن خاتون بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئیں۔
- جولائی 1983 میں ہمبرگ صوبہ کے ایک کونسلر آف اسٹیٹ مسٹر Karl Kalff سے ملاقات کی گئی۔ انہیں قرآن مجید اور چند اسلامی کتب کا تحفہ پیش کیا اور جرمنی میں جماعت احمدیہ کے مشنز کا تعارف کروایا گیا۔ نیز جماعت کی مساعی کے سلسلہ میں اُن کے سوالات کے جوابات دیئے۔ مورخہ 30 اور 31 جولائی کو فرینکفرٹ میں مجلس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا جس میں خاکسار کے ساتھ ہمبرگ کی مجلس سے 25 خدام نے شمولیت اختیار کی۔ اس اجتماع کے موقع پر تلقین عمل کے پروگرام میں خاکسار نے فریضۂ تبلیغ کی اہمیت پر ایک تقریر کی۔
- 19 اگست 1983 کو 25 طلبہ و طالبات پر مشتمل Buxtehude دہم بی کی ایک کلاس اپنے ایک استاد کے ساتھ مسجد فضل عمر ہمبرگ میں آئی۔ انہوں نے نماز جمعہ کی ادائیگی کا طریق مسجد میں بیٹھ کر دیکھا۔ خاکسار نے نماز جمعہ پڑھائی۔ نماز جمعہ کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا جو نصف گھنٹے تک جاری رہا۔ بچوں کو اسلام احمدیت کے بارہ میں لٹریچر پیش کیا گیا نیز اُن کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ 20 اگست کو ہمبرگ شہر کے سنٹر میں پہلی مرتبہ تبلیغی بُک سٹال لگایا۔ خدام نے بھرپور تعاون کیا اور بک سٹال پر آنے والے بڑے شوق سے اسلامی لٹریچر لیتے رہے۔

- 3 ستمبر 1983 کو Hannover شہر کے عین وسط میں تبلیغی بک سٹال لگایا گیا۔ قرآن مجید کے جرمن زبان میں ترجمہ کے علاوہ جرمن زبان میں مشن کی مطبوعہ کتب بھی رکھی گئیں۔ جرمن زبان میں ترجمہ شدہ کتابچہ "امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ"

(Botschaft des Friedens und eine Warnung an die Welt zugleich)

کی کاپیاں مفت تقسیم کی گئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے متعلق دو ہزار کے قریب فولڈرز تقسیم ہوئے۔ ڈیوٹی پر موجود احباب نے سوالوں کے جواب دیئے۔ یہ سٹال صبح نو بجے سے شام پانچ بجے تک رہا۔ اس کے علاوہ سات اور جماعتوں کو مختلف وقتوں میں اپنے اپنے شہر میں بک سٹالز کے ذریعہ کتب کی نمائش اور لٹریچر کی تقسیم کا موقع ملا۔

- 9 اکتوبر 1983 کو مسجد فضل عمر ہمبرگ میں ایک تبلیغی نشست منعقد ہوئی۔ جس میں ڈاکٹر مبارک اوسائی کوازی آف گھانا نے جرمن زبان میں قرآنی پیشگوئیوں کے موضوع پر تقریر کی۔ اس میٹنگ میں جرمن زبان بولنے والے 20 افراد شامل ہوئے۔ گھانا کا ایک نوجوان جو پہلے عیسائی تھا بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوا۔
- مجلس خدام احمدیہ ہمبرگ اور نارڈرسٹڈ کا مشترکہ مقامی اجتماع ہوا۔ 90 تا 100 خدام نے اس مقامی اجتماع میں شرکت کی۔
- 24 تا 30 دسمبر 1983 کو تیسری سالانہ تربیتی کلاس مسجد فضل عمر ہمبرگ میں منعقد ہوئی۔ جس میں 43 طلبہ و طالبات شامل ہوئے۔ مستورات کے لئے علیحدہ پردہ کا انتظام تھا
- رپورٹ مورخہ 1984-01-07 کے مطابق ایک پاکستانی، گھانا کے ایک عیسائی اور فرانس کی دو خواتین بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئیں۔

- یہاں پر خاکسار مکرم چوہدری ثناءاللہ صاحب کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے جو اس وقت جماعت Dornhof (کرائس Pinneberg) کے صدر مقرر کیے گئے تھے اور آج کل وہ قصبہ Alsfeld (صوبہ Hessen) میں مقیم ہیں۔ مکرم ثناءاللہ صاحب سلسلہ کے ایک مخلص اور فعال کارکن ہیں۔ آپ مسجد فضل عمر ہمبرگ میں بڑی باقاعدگی سے تشریف لاتے اور وقارِ عمل کے علاوہ دیگر دفتری کاموں میں بھی حسبِ توفیق خدمت کرتے رہے۔

- اسی طرح میں مکرم مختار احمد صاحب کی خدمات کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میرے ہمبرگ میں پہلے قیام کے دوران مکرم مختار احمد صاحب اور مکرم صوفی عبداللطیف صاحب مشن ہاؤس میں ہی رہتے تھے اور مشن ہاؤس کی صفائی ستھرائی کے کاموں میں پیش پیش تھے۔ میری دوسری تقرری کے وقت مکرم صوفی عبدللطیف صاحب واپس پاکستان جا چکے تھے جبکہ مکرم مختار احمد صاحب کی رہائش مسجد کے قریب والی گلی میں تھی اس لئے جب کبھی کسی کلاس نے مسجد میں آنا ہوتا تھا تو وہ حسبِ سابق قبل از وقت تیاری کا کام کر دیتے تھے جس میں خاص طور پر مسجد کی صفائی اور کتابوں ولٹریچر کو میز پر سجانا ہوتا تھا۔ **فجزاهم الله احسن الجزاء**۔

- خاکسار کو دوسری بار ہمبرگ جرمنی میں 6 مارچ 1982 سے 26 فروری 1984 تک خدمت کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ نئے مبلغ کی آمد پر 2 فروری کو پریس کے ساتھ رابطہ قائم کیا گیا۔ چنانچہ ہمبرگ کے سب سے بڑے اخبار کی ایک نمائندہ خاتون مسجد میں آئیں اور انہوں نے خاکسار اور مکرم لیئق احمد منیر صاحب کا انٹرویو لیا۔ سوا گھنٹے تک وہ نمائندہ مسجد میں رہیں۔ مکرم ڈاکٹر مبارک اوسائی کوازی صاحب نے بھی اُن کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔ اس خبر کی کٹنگ اگلے صفحہ پر ہے۔

Eimsbüttler Zeitung 16/17 Feb. 1984

Die Fazle Omar Moschee hat einen neuen Imam

nyk **Stellingen** – Rund zehn Millionen Menschen gehören weltweit der Ahmadiyya-Bewegung des Islam an. In Hamburg sind es knapp 200. Sie beten in der Fazle Omar Moschee in Stellingen, einem Bau, der sich eigentümlich, aber bescheiden, zwischen deutsche Häuserzeilen gepreßt hat und mit zwei weißen Minaretten in der Wiekstraße residiert. Ab Mitte Februar wird die Moschee einen neuen Imam haben – den Pakistani Laeeq Ahmad Munir, der damit gleichzeitig die ganze nordwestdeutsche Ahmadiyya-Gemeinde leitet.

Die Schwerpunkte seiner Arbeit werden sich nicht von denen seines Vorgängers Haider Ali Zafar unterscheiden, nämlich beten und missionieren, missionieren und beten. „Wir dürfen unseren Glauben nur mit friedlichen Mitteln verbreiten," sagt der neue Imam, sprich Leiter, „darum halten wir Vorträge, verteilen Broschüren, gehen in Schulen und laden zu Veranstaltungen ein.

Die Ahmadiyya-Bewegung – der Name geht auf den Begründer Hazrat Mirza Ghulam Ahmad zurück – erstrebt die Vereinigung aller moslemischer Sekten und Richtungen zu einem wahren Islam, wie er ursprünglich durch den Propheten Mohammad gepredigt wurde. Die meisten Anhänger finden sich zur Zeit in Pakistan, Indonesien und Ghana, wo 1922 sogar 500 000 Christen zur Ahmadiyya-Bewegung übertraten.

Aber auch bei uns (bundesweit gibt es rund 1 200 Mitglieder) fühlen sich Menschen zum Islam hingezogen. „Vor sechs Wochen," sagt Laeeq Ahmad Munir, „traten drei Deutsche aus Celle der Bewegung bei. Im Januar waren es zwei Französinnen aus Hamburg." Was steckt dahinter? „Unsere Argumente sind so gut," urteilt der Sekretär der Moschee, Dr. Osei Kwasi, „daß wir eigentlich mehr Anhänger haben müßten als zehn Millionen in knapp 100 Jahren. Aber die Moslems haben den Islam für Nicht-Moslems zu häßlich gemacht." Als Beispiel nennt der Sekretär, der in Deutschland promovierte und jetzt nach Ghana zurückkehrt, den iranischen Religionsfanatiker und Diktator Khomeini. Er habe mit seinen Methoden gegen den Koran verstoßen, der in Glaubenssachen keinen Zwang erlaube. „Khomeni ist ein Mann, der sich auf Rachesuche befindet," sagt Kwasi, „aber Gnade und Barmherzigkeit sind die höchsten Eigenschaften Gottes. Was Khomeini tut, hat nichts mit Islam zu tun, genauso wenig wie der Krieg zwischen Irak und Iran. Krieg zwischen Glaubensbrüdern ist im Islam verboten."

Daß die Frauen der Ahmadiyya-Bewegung trotzdem einen Schleier tragen müssen, habe mit Zwang nichts zu tun, sagt der Doktor, damit würden sie ja schließlich groß.

Der Imam Haider Ali Zafar (links), der nach Pakistan zurückgeht, begrüßt seinen Nachfolger Laeeq Ahmad Munir — Foto: KLAUS BEHR

محترم لئیق احمد منیر صاحب کی دوبارہ جرمنی آمد پر ان کے استقبال اور خاکسار کی واپسی کی خبر کی ایک مقامی اخبار میں اشاعت

جرمنی سے پاکستان

دارالذکر لاہور میں قیام

جب 1984 میں خاکسار کی جرمنی سے پاکستان ٹرانسفر ہوئی تو رخصت کے ایام گزارنے کے بعد خاکسار اور مکرم محمد یوسف نیّر صاحب مربیّ سلسلہ نے نظارت اصلاح و ارشاد کے تحت بعض جماعتوں کے دورے کئے۔ اس کے بعد میری تقرری لاہور دارالذکر میں کر دی گئی۔ یہ جون کا مہینہ تھا اس سے قبل 26 اپریل 1984 کو جنرل ضیاء الحق کی جانب سے امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ ہو چکا تھا اور مسجد کی پیشانی پر جلی حروف سے لکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر لکڑی کی تختیاں لگا کر اسے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ یہاں پر تیسری منزل پر جہاں دفاتر تھے ایک بڑا کمرہ ہمیں دیا گیا۔ اس کے ساتھ باہر کی طرف واش رومز تھے۔ کھانا وغیرہ پکانے کے لئے بھی کچھ جگہ میسّر آ گئی تھی۔ دوسری منزل کے دفاتر جو کہ مشرقی جانب تھے ان کی چھت ہمارے لئے بطور صحن کے تھی۔ اس پر باؤنڈری بنی ہوئی تھی۔ تیسری منزل پر ہی امیر جماعت شہر و ضلع لاہور اور قائد ضلع کے دفاتر تھے۔ مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب امیر تھے جن کے دفتر کو چوہدری فتح محمد صاحب (ہر یکے ٹرانسپورٹ والے) نائب امیر ہفتہ بھر آباد رکھتے تھے۔ جماعت کے تمام انتظامی امور ان کے سپرد تھے۔ دارالذکر لاہور میں قیام کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک بہت ہی محبت بھرا خط مجھے موصول ہوا جس کا میں یہاں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر میں پھولا نہیں سماتا کیونکہ حضورؒ نے مجھے اپنے اس خط میں جبکہ میں دار الذکر لاہور میں بطور مربی سلسلہ خدمت بجا لا رہا تھا برادرم حیدر علی ظفرؔ لکھ کر مخاطب فرمایا۔
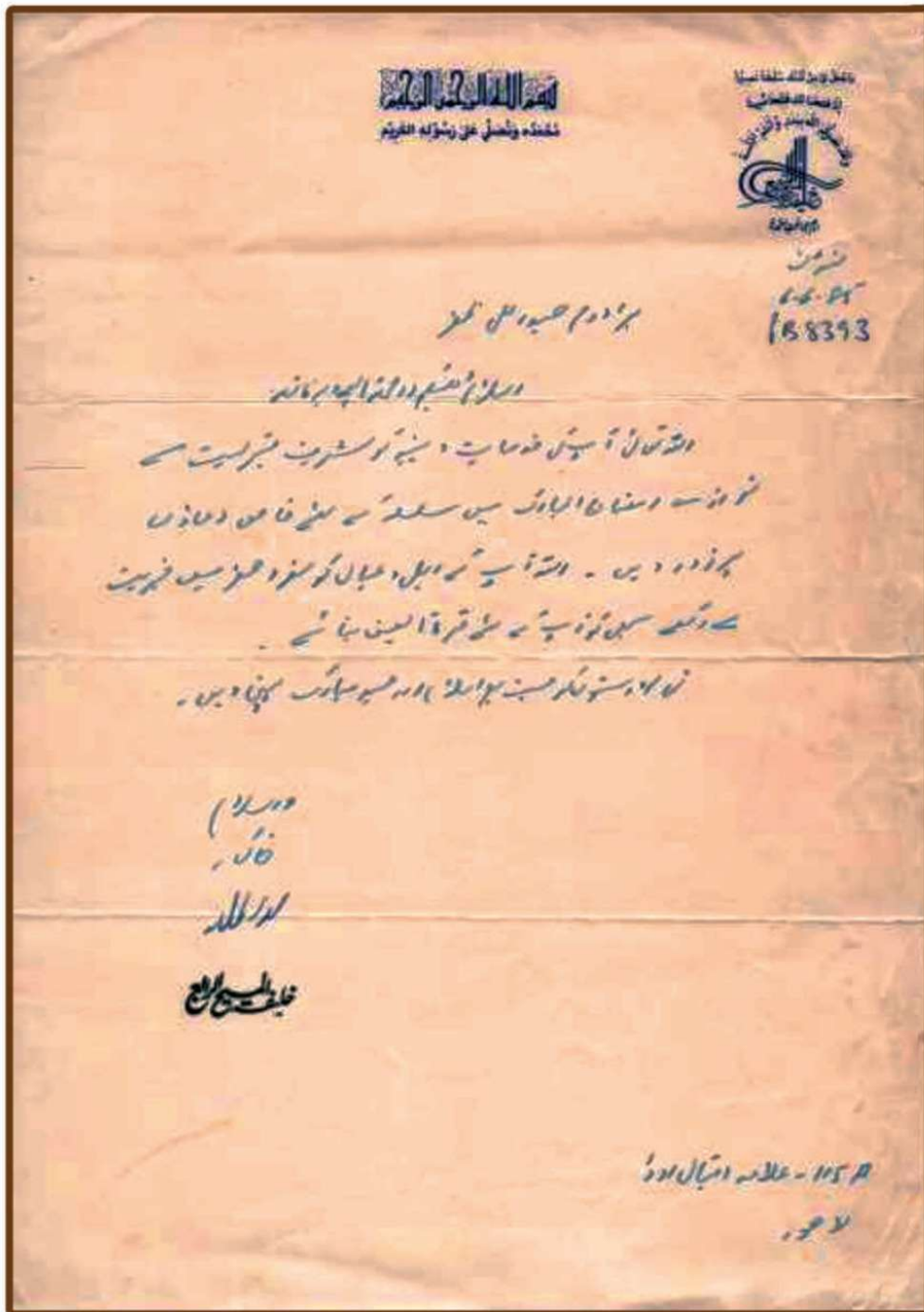
مکرم ملک طاہر احمد صاحب اور مکرم اعجاز احمد صاحب میرے قیام کے دوران علیٰ الترتیب قائد خدام الاحمدیہ ضلع لاہور رہے، جن کا دفتر دارالذکر میں ہی تھا۔ دارالذکر میں درس، گفتگو، تقریر اور خطبہ جمعہ میں آرڈیننس کو مد نظر رکھنا پڑتا تھا۔ حکومت کی طرف سے پولیس کے محکمہ کے ایک آفیسر جمعہ کے خطبہ کے وقت سادہ لباس میں آتے تھے کیونکہ انہوں نے رپورٹ دینی ہوتی تھی کہ قانون کی کوئی خلاف ورزی تو نہیں ہوئی۔ دو خطبوں کے بعد اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ہم ایسی کوئی بات نہیں کرتے اس لئے خطبہ جمعہ کے بعد وہ ہمارے ڈیوٹی پر خدام سے خطبہ جمعہ میں کی گئی نصائح میں سے دو چار جملے پوچھ کر نوٹ کر کے لے جاتا تھا۔ لاہور کی جماعت میں کام کرنے کا بہت لطف آیا۔ بڑی جماعت جس میں مجلس عاملہ کے اجلاس بھی بڑی باقاعدگی سے ہوتے تھے۔ پھر امارت کے لیول پر پروگرام ہوتے تھے۔ مرکز سے مختلف مواقع پر علماء سلسلہ کا آنا اور ان کی موجودگی میں جلسوں کے انعقاد سے انسان علمی اور انتظامی لحاظ سے بہت کچھ سیکھتا ہے۔

خاکسار بحیثیت مربی سلسلہ ضلع لاہور، ضلع کے دیگر مربیان کے ساتھ میٹنگز بھی منعقد کرتا تھا۔ میرے ذمہ حلقہ محمد نگر سے لے کر شمالی چھاؤنی اور جنوبی چھاؤنی تک کے کئی حلقے بھی تھے جن کے دوروں پر جانا ہوتا تھا۔ حلقہ وار اجلاس میں شمولیت فرائض کا اہم حصّہ تھا۔

عزیزم لقمان خالد کی پیدائش

دارالذکر میں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک اور بیٹے سے نوازا جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لقمان خالد رکھا۔ ابھی بچے کی پیدائش پر چند ماہ ہی گزرے تھے کہ نومبر 1985 میں مجھے لائبیریا ویسٹ افریقہ جانے کا ارشاد موصول ہوا۔ ویزہ کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد 28 نومبر 1985 کو خاکسار براستہ لنڈن لائبیریا کے لئے روانہ ہو گیا۔ روانگی سے پہلے میں اپنی اہلیہ اور بچوں کو ڈگری میں ان کے ننھیال چھوڑ آیا تھا۔

لائبیریا میں تقرّری

حیدرعلی ظفر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری زندگی کا بیشتر حصّہ فیلڈ میں کام کرتے ہوئے گزرا۔ جدھر اور جس وقت حکم ہوا فوراً چل پڑا۔ یہی میری زندگی کا مطمح نظر رہا ہے۔ اور یہی میرے والد محترم نے نصیحت کی تھی اور یہی وقف کا تقاضا تھا اور یہی میرے محسن و مربّی حضرت میر داؤد احمد صاحب کی اطاعتِ خلافت کے درس کا نتیجہ ہے۔

لائبیریا میں تقرری کا خط موصول ہونے اور ویزہ وغیرہ کا انتظام ہو جانے کے بعد 28 نومبر 1985 کراچی سے براستہ لندن لائبیریا کے لئے روانہ ہو گیا۔ میری اہلیہ دو بیٹے اور ایک بیٹی ڈگری ضلع تھرپارکر میں اپنے ننھیال میں ہی رہے۔

لندن میں قیام کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ جہاز لندن Gatwick سے براستہ بانجول گیمبیا Robertsfield ائیرپورٹ لائبیریا پہنچ گیا۔ وہاں سے منروویا Monrovia شہر بذریعہ کار کوئی ایک گھنٹے کی مسافت پر ہے۔

ائیرپورٹ پر مکرم مولوی عبدالشکور صاحب آئے ہوئے تھے۔ امیگریشن والے رقم بٹورنے کے لئے مجھے تنگ کرنے لگے۔ بالآخر مولوی صاحب نے جو امیگریشن والوں کے ہتھکنڈوں سے واقف تھے کوئی دس ڈالر چائے پانی کے لئے ان کو دیئے اور مجھے لے کر جلد جلد مشن ہاؤس کی طرف روانہ ہوئے۔ ڈرائیور مسٹر کمارا کو کہا کہ گاڑی تیز چلاؤ۔ ہم نے دس بجے (رات) سے پہلے مشن ہاؤس میں پہنچنا ہے کیونکہ 10 بجے کرفیو نافذ ہو جاتا تھا۔ اس وقت ملک کے صدر ایک فوجی Dr. Samuel Kanyon Doe تھے جو چند سال پہلے سویلین حکومت کا تختہ الٹ کر برسر اقتدار آئے تھے۔

ہمارا مشن ہاؤس ملٹری آرسنل کے سامنے ایک شاہراہ پر واقع تھا۔ایک چھوٹی سی جگہ پر ایک Complex بنا ہوا تھا جس میں ایک مسجد بھی تھی۔ علاوہ ازیں مربی ہاؤس، گیسٹ ہاؤس اور ایک بک شاپ بھی تھی جس کے ساتھ مبلغ سلسلہ کا دفتر تھا جہاں وہ بیٹھ کر بک شاپ کو بھی دیکھتا تھا۔ یہاں پر میں اس بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ لائبیریا میں بک شاپ کا آغاز مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب مبلغ سلسلہ نے کیا تھا جس کو بعد والے مبلغین سلسلہ نے بھی جاری رکھا۔ بک شاپ جاری کرنے کی وجہ جو انہوں نے بتائی تھی وہ یہ ہے کہ وہاں پر پڑھے لکھے طبقے کا مذہب کی طرف رجحان نہیں تھا۔ ان کو اپنی طرف لانے کے لئے بُک شاپ کھولی گئی جس میں ملکی و غیر ملکی کتب و رسائل رکھے گئے۔ قرآن مجید کے علاوہ عام و دینی کتب بھی رکھی گئی تھیں۔اس بُک شاپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک بھر سے منرو ویا سٹی میں آنے والے لوگ مختلف کتب و رسائل کے حصول کے لئے ہمارے مشن ہاؤس میں بھی آتے تھے۔ علاوہ ازیں مالی لحاظ سے بھی بُک شاپ نے مشن کو بہت فائدہ پہنچایا۔

اُس وقت ملک میں صرف ایک مرکزی مبلغ تھے، بلکہ 1956 میں مشن کے قیام کے بعد سے اب تک ایک وقت میں ایک ہی مبلغ سلسلہ رہے جو کہ بطور امیر بھی خدمت بجالاتے تھے۔ علاوہ ازیں گھانا سے تعلیم یافتہ Mr. Aliu Samba نامی ایک مقامی معلم بھی تھے۔ مشن ہاؤس کے قریب ایک کلینک بھی تھا جس میں اُس وقت مکرم ڈاکٹر نصیر احمد صاحب ابن مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر بطور واقف زندگی ڈاکٹر خدمت بجالا رہے تھے۔ان کا Tenure پورا ہونے کے بعد مکرم ڈاکٹر سفیر احمد خان صاحب ان کی جگہ متعیّن ہوئے۔

Sanoyea جو منرو ویا سے کوئی سوا سو میل دور واقع ہو گا، وہاں پر جماعت کا ایک مڈل سکول تھا جس میں سردار رفیق احمد صاحب بطور واقف زندگی ٹیچر خدمت بجالا رہے تھے جو کہ وہاں کی جماعت کے صدر بھی تھے۔ جماعت کا ایک پرائمری سکول ایک اَور کاؤنٹی میں لارگو Largo کے

مقام پر تھا جہاں پر مقامی طور پر سٹاف بھرتی کیا گیا تھا۔ معلم Mr. Aliu Samba صاحب کی بیوی اور والدین بھی احمدی تھے۔ وہاں جماعت کی مسجد تھی اور ایک چھوٹی سی جماعت بھی قائم تھی۔ منروویا میں جو کہ ایک بڑا شہر ہے مختلف جگہوں پر پھیلی ہوئی ایک جماعت تھی جن میں اکثریت ان لوگوں کی تھی جو گھانا سے آکر یہاں آباد ہوئے تھے۔ کچھ پاکستانی کاروباری حضرات بھی تھے جن کی مالی لحاظ سے مشن کو سپورٹ حاصل تھی۔ یہاں پر ایک لائبیرین Mr. Molley V. Corneh جو بڑی باقاعدگی سے نمازوں کے لئے مسجد آتا تھا اور ایک نائیجیرین میڈیکل کے طالب علم Mr.Ibitola Onanuga کا ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں جو کہ منروویا میں مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد تھے۔

مکرم مولوی عبدالشکور صاحب کی مرکز روانگی کے بعد خاکسار نے کام سنبھال لیا تھا۔ سب سے پہلے بک شاپ کے لئے Mr. Mahdiu-Jalloh کو سیلزمین کے طور پر رکھا جو کہ خاکسار کے ذریعہ ہی بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوا تھا۔ وہ ایک نہایت نیک فطرت نوجوان تھا جس کو اپنے ملک سیرالیون سے ہی جماعت کا تعارف تھا مگر کبھی قریب آنے اور احمدیت کو سمجھنے اور مہدی علیہ السلام پر ایمان لانے کی توفیق نہیں ملی تھی۔ مَیں نے سنا ہے یہ صاحب اب سیرالیون میں کسی احمدیہ سکول میں بطور ٹیچر کام کر رہے ہیں۔ اس کارکن کی وجہ سے مجھے تبلیغی و تربیتی مساعی کے لئے ہفتہ کے دوران بھی مختلف لوگوں سے رابطے کرنے اور اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کا موقع ملا۔

انتخاب کے ذریعہ نیشنل عاملہ کے ممبران کا تقرر بھی عمل میں آیا۔ ایک غانین احمدی Mr. Muhammad Yartey جو اپنا کاروبار کرتے تھے میرے ساتھ نائب امیر کے طور پر خدمت کرنے لگے۔ بڑی باقاعدگی سے مجلس عاملہ کے اجلاس ہوتے اور اس کی کارگزاری کی رپورٹ لندن مرکز میں بھجوائی جاتی تھی۔ خدام الاحمدیہ اور لجنہ کی تنظیم کا قیام تو پہلے ہی تھا۔ مجلس انصاراللہ کی تنظیم بھی قائم کی گئی اور مکرم محمد عینن صاحب زعیم انصاراللہ مقرر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ

کے فضل سے جماعت میں ایک بیداری پیدا ہو گئی۔ مرکز سلسلہ میں مزید مبلغین بھجوانے کی درخواست کی گئی۔ چنانچہ ایک مبلغ سلسلہ مکرم محمد اشرف عارف صاحب ایک سال کے عرصہ میں لائبیریا پہنچ گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد انہیں Cape Mount County کے ایک دیہات میں جہاں ہمارا پرائمری سکول قائم تھا پوسٹ کر دیا گیا۔ بعد ازاں دو اور مبلغین مکرم مبارک احمد قمر صاحب اور مکرم محمد اکرم باجوہ صاحب بھی مرکز سے آگئے۔ جس فلائٹ کے ذریعہ یہ مبلغین آئے اس میں میری اہلیہ اور بچے بھی مجھے پہلی مرتبہ بیرون ملک آن ملے۔ ایک مبلغ کو Sanoyea اور دوسرے مبلغ کو Vonjima میں تعینات کر دیا گیا۔ Vonjima ہمارے لئے ایک بالکل نیا علاقہ تھا، اس لئے وہاں پر ہم نے پہلے ایک فری میڈیکل کیمپ لگایا جس کے لئے میرے ساتھ مکرم ڈاکٹر محمد امجد چغتائی صاحب منرو ویا کلینک سے گئے تھے۔ اس کیمپ کے انعقاد کی ریڈیو پر خوب تشہیر کی گئی تھی اس لئے احمدیہ کے نام سے شہر کے لوگ متعارف ہو گئے تھے۔ اسی دورے میں وہاں کے ممبر آف پارلیمنٹ سے بھی ملاقات ہوئی۔ بعد ازاں اسی شہر میں جو سیرالیون کے بارڈر پر واقع ہے کرایہ پر جگہ لے کر مشن کا اجراء کیا گیا اور مکرم محمد اکرم باجوہ صاحب کو اس مشن ہاؤس میں متعیّن کیا گیا۔

Ganta میں خاکسار ایک مرتبہ دورے پر گیا۔ یہاں کے دستور کے مطابق شہر والے ہوں یا گاؤں والے مشنریز کو welcome کرتے اور ان کی بات سنتے ہیں۔ البتہ آخر پر اپنے مطالبات بھی رکھ دیتے ہیں جن میں سر فہرست بچوں کی تعلیم کے لئے سکول کا اجراء ہوتا تھا۔ افریقہ میں مشن کا لفظ بہت معروف ہے۔ مشن کے اجراء سے مراد وہ سکول کا اجراء ہی سمجھتے ہیں کیونکہ عیسائی مشنریز جب وہاں گئے ہیں تو انہوں نے جہاں انہیں عیسائیت میں داخل کیا وہاں ان کے بچوں کے لئے سکول بھی کھولے۔ لائبیریا کی 27 فیصد آبادی مسلمان ہے اور ان کے بڑوں میں امام مہدی کی آمد کا عقیدہ پایا جاتا تھا جبکہ نئی نسل سے اب وہ اس کی بابت عموماً بات نہیں کرتے۔ ہمارا طریق یہ تھا کہ لوگوں سے یہ پوچھتے تھے کہ کیا آپ نے اپنے بڑوں سے سُنا ہوا ہے کہ امام مہدی نے آنا ہے۔ وہ اُس کا جواب ہاں میں دیتے

تھے۔اس پر ہمارے لئے تبلیغ کرنا آسان ہو جاتا تھا۔ پھر ہم تفصیل کے ساتھ امام مہدی علیہ السلام کی آمد، جماعت کا قیام اور خلافت احمدیہ کا ذکر کرتے تھے۔

جلسہ سالانہ لائبیریا کا دوبارہ اجراء

خاکسار کو جماعتی ریکارڈ سے معلوم ہوا کہ لائبیریا جماعت نے کسی وقت جلسہ سالانہ منعقد کیا تھا۔ تاہم بعد میں کسی جگہ اس کا ذکر نہیں ملا۔ اس دوران کچھ جماعتوں کا قیام بھی ہو چکا تھا۔ چونکہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کی زندگی میں ایک روح بھر دیتا ہے اس لئے خاکسار نے جلسہ سالانہ کے قیام کا فیصلہ کیا اور مرکزی روایات کو مدِ نظر رکھ کر پروگرام بنائے۔ یہ جلسہ اب بھی لائبیریا میں منعقد ہوتا ہے جس کی خبریں الفضل انٹر نیشنل میں پڑھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالك۔

لارگو میں دلچسپ تبلیغی واقعہ

لارگو شہر میں مبلغ بھجوانے کا مَیں نے ذکر کیا ہے وہاں پر اس سے پہلے ایک جماعت قائم ہو چکی تھی۔ گاؤں کے چیف کے ذریعہ ٹاؤن ہال میں سوال و جواب کی مجلس منعقد ہوئی۔ جس کے بعد ڈپٹی چیف سمیت ستر افراد نے بیعت کی تھی۔ایک اسکول ٹیچر نے ترجمانی کے فرائض سر انجام دیئے۔ سوال وجواب کی اس مجلس میں ایک دلچسپ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ٹاؤن ہال کی ایک جانب سٹیج پر میز کرسی تھی جہاں بیٹھ کر میں جواب دے رہا تھا۔ بوقت ضرورت میں کھڑا ہو کر بھی جواب دیتا تھا اور ترجمان جو سکول کا ایک ٹیچر تھا وہ ہال کے درمیان میں کھڑا تھا۔ وہ انگریزی میں سوال مجھے بتاتا اور میں اسے جواب سمجھاتا اور پھر وہ مقامی زبان میں لوگوں کو بتاتا۔ ہال کے پچھلی جانب سے ایک شخص نے سوال کیا اور ترجمان نے کوئی ترجمہ نہ کیا۔ مَیں نے پوچھا کہ کیا بات ہے وہ کہنے لگا کہ اُس جاہل بیوقوف آدمی نے ایک فضول سا سوال کیا ہے مَیں اُس کا کیا ترجمہ کروں۔ مَیں نے کہا پھر بھی بتاؤ وہ کیا کہتا ہے۔ اُس نے کہا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ مہدی کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اُس کے زمانہ میں پہاڑ اُڑائے

جائیں گے۔ جب اُس نے یہ بات کہی تو میں نے کہا کہ وہ تو بہت عقلمند آدمی ہے۔ اُس کے سوال کو دہراؤ تو میں جواب دیتا ہوں۔

اُن لوگوں کو علم تھا کہ مشن کا ہیڈ کوارٹر منر وویا میں ہے اور مَیں وہاں سے آیا ہوں۔ اور وہ لوگ بھی منر وویا آتے جاتے تھے۔ مَیں نے انہیں بتایا کہ آپ جب منر وویا آتے جاتے ہیں تو کیا راستہ میں Daewoo کی کمپنی نے پہاڑ کاٹ کاٹ کر پکّی سڑکیں نہیں بنائی ہوئیں؟ تو اُن سب نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ نے جو علامت بیان کہ ہے وہ تو پوری ہو چکی ہے۔

سورۃ تکویر کی آیت وَاِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس طرح لکھا ہوا ہے کہ اس آیت کے معنے یہ ہیں"کہ جب پہاڑ اپنی جگہ سے چلائے جائیں گے یعنی پہاڑوں کو اُڑا اُڑا کر رستے بنائیں جائیں گے،، (تفسیر سورۃ تکویر صفحہ 203) اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پہاڑوں کو ڈائنامیٹ کے ذریعہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے اور پھر سڑکیں اور راستے بنائے جانے کی مثالیں دی ہیں۔

اِس کے علاوہ حضور ﷺ نے مہدی کے بارہ میں جو باتیں بیان فرمائی ہیں ان کو بیان کیا گیا اور آخر پر اُن کو حضرت مہدی علیہ السلام پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی اس پر کئی احباب نے جماعت میں شامل ہونے کا وعدہ کیا۔ پھر جب بیعت فارم پُر ہو کر آئے تو وہ 70 بیعتیں تھیں۔ اس کے بعد وہاں پر نظام جماعت قائم کر دیا گیا اور کچھ دیر بعد وہاں پر عہدیداروں کا انتخاب کروایا گیا تو صدر کے لئے اُس شخص کا نام پیش ہوا جس کے سوال کو مجلس سوال و جواب میں فضول سا سوال کہہ کر چھوڑ دیا گیا تھا۔ یہ صاحب اپنے گاؤں کے ڈپٹی چیف بھی تھے۔ وہاں کے چیف نے اس وقت بیعت نہیں کی تھی۔ اُسی جگہ مبلغ سلسلہ مکرم محمد اشرف عارف صاحب کا تقرر کیا گیا تھا۔

لائبیریا میں جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کی تقریبات

جلسہ سالانہ 1973 کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے احمدیت کے سو سال پورے ہونے پر اظہار تشکر کے لئے صد سالہ جوبلی منانے کا اعلان فرمایا ہوا تھا۔ جوبلی منانے کا وقت جب قریب آیا تو خاکسار اس وقت لائبیریا میں تعینات تھا۔ بڑی تفصیل کے ساتھ مرکزی منصوبہ بندی کمیٹی (جس کے چیئرمین مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب تھے) کی طرف سے ہدایات موصول ہو رہی تھیں۔ چنانچہ ان کے مطابق لائبیریا میں بھی تیاری کی گئی۔ اس بابرکت دن کے آغاز

لائبیریا میں جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی پر حکومتی نمائندہ، خاکسار حمید علی ظفرؔ، مکرم محمود احمد بھٹی صاحب نیشنل سیکرٹری مال

سے قبل رات کو جماعتی عمارات پر چراغاں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 23 مارچ 1989 کو منرو ویا مشن ہاؤس میں نمازِ تہجد اور دعاؤں کے ساتھ اس دن کا آغاز کیا گیا۔ پھر دس بجے مشن ہاؤس اور احمدیہ مسلم کلینک کے درمیان خالی جگہ پر لوائے احمدیت اور لوائے لائبیریا لہرائے گئے اور بکروں کا صدقہ دیا گیا۔ اس موقع پر بڑے جوش و خروش کے ساتھ منرو ویا کے احباب جماعت مرد و زن اور بچے دعا میں شریک ہوئے۔

صدسالہ احمدیہ جوبلی 23مارچ 1989 کے بابرکت موقع پر
سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا پیغام خاکسار حمید علی ظفر پڑھ کرسنا رہا ہے

دن کے بارہ بجے منروویا کے Centennial Pavilion ایک بہت بڑے ہال (ملک کے سو سالہ قیام کی یاد میں تعمیر کردہ) میں منعقد کیا گیا۔ اس ہال کو صد سالہ جوبلی کے حوالہ سے خوب سجایا گیا تھا۔اس جلسہ میں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا۔

علاوہ ازیں ایک حکومتی نمائندہ بھی ہمارے پروگرام میں شامل ہوا جنہوں نے جماعت کے لئے اس اہم موقع پر تہنیتی پیغام دیا۔ دو تقاریر مکرم Muhammad Yartey صاحب نائب امیر اور مکرم محمود احمد صاحب بھٹی نیشنل سیکرٹری مال نے کیں۔

عصر کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ کا فٹ بال کا ایک دوستانہ میچ شہر کی ایک ٹیم کے ساتھ ہوا۔

لارگو (لائبیریا) میں صدسالہ جوبلی کی تقریب

ہمسایہ ملک سیر الیون کے بارڈر کے قریب لارگو نامی ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں اپریل 1988 میں مکرم محمد اشرف عارفؔ صاحب مبلغ سلسلہ کا تقرر ہوا۔ یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل

سے صد سالہ جشنِ تشکر منایا گیا۔اس روز دن کا آغاز نمازِ تہجد سے کیا گیا اور صبح دس بجے لوائے احمدیت لہرایا گیا۔ یہاں پر منعقد ہونے والے جلسہ میں Cape Mount County کے سپریٹنڈنٹ کے علاوہ دو اضلاع کے کمشنرز، تین ڈپٹی کمشنرز، ایک پیرامائونٹ چیف، کئی چھوٹے چیفس اور غیر از جماعت مسلمان اماموں کے علاوہ کثیر تعداد میں معززین علاقہ شامل ہوئے۔

سپریٹنڈنٹ صاحب نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کی خدمتِ قرآن کو سراہا۔ پیرامائونٹ چیف نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ یہ ان کے لئے بڑی سعادت ہے کہ انہیں اتنے اہم پروگرام میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی ہے اور فرمایا کہ بحیثیت مسلمان مجھے فخر ہے کہ ہمارے علاقہ میں اسلام کا بول بالا ہو رہا ہے۔پروگرام کے اختتام پر تمام حاضرین کی خدمت میں شام کا کھانا پیش کیا گیا جو اس گاؤں کی احمدی مستورات نے تیار کیا تھا۔فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دورۂ لائبیریا

جلسہ سالانہ یوکے 1987 کے بعد مجھے بتایا گیا کہ اس سال کے آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ویسٹ افریقہ کے بعض ممالک کا دورہ کریں گے جن میں لائبیریا بھی شامل ہے۔اس متوقع دورہ کے بارہ میں بعض ہدایات بھی دی گئیں۔ چنانچہ جلسہ سے لائبیریا واپس جاکر اس کی تیاری شروع کر دی گئی۔ ہمارے ایک احمدی دوست Mr. Yakubu Otto ایک بلڈنگ کی تعمیر کی نگرانی کا کام کرتے تھے اور وہ عمارت صدر لائبیریا کے چچا کی تھی جو پارلیمنٹیرین افیئرز کے وزیر بھی تھے۔ چنانچہ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دورہ مغربی افریقہ کی Pictorial دی گئی اور اُنہیں بتایا گیا کہ اب جو جماعت کے سربراہ ہیں وہ بھی ویسٹ افریقہ کے ممالک کے دورہ پر آرہے ہیں اور وہ لائبیریا بھی آئیں گے اور ہماری خواہش ہے کہ وہ صدر مملکت **Dr. Samuel Kanyon Doe** سے ملیں۔ چنانچہ اُنہوں نے وہ کتاب صدر کے سامنے رکھی اور اُنہیں حضور کو receive کرنے اور

ملاقات کا وقت دیئے جانے کی درخواست کی جسے صدر مملکت نے بخوشی قبول کیا اور ہمارے دیئے ہوئے پروگرام کے مطابق ایک دن 11 بجے ملاقات کا وقت مقرر ہو گیا۔اس ایک Appointment کے بعد باقی کام آسان ہوتے چلے گئے۔ سیکیورٹی کے چیف سے بھی بات ہو گئی۔ حضور کی رہائش کے لئے Hotel West Africa میں بکنگ کروالی گئی۔دورے کا پروگرام جب منظور ہو کر آ گیا تو نسبتاً زیادہ معیّن رنگ میں تیاریاں شروع ہو گئیں اور جماعت دعاؤں میں لگ گئی۔ وہ منرو ویا شہر، جہاں ہماری کوئی حیثیت نہیں تھی وہاں اب ایسی ہو اچل پڑی کہ مختلف حوالوں سے جماعت کا نام آنا شروع ہو گیا۔دَورے سے تین روز قبل حضور کی سیکیورٹی کے انچارج میجر محمود احمد صاحب لائبیریا آگئے اور تمام انتظامات کا جائزہ لیا۔اس کے بعد جس فلائیٹ پر حضور نے آنا تھا اُسی کے ذریعہ وہ حضور کے دَورے کی اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضور کا لائبیریا میں قیام مورخہ 31 جنوری تا 2 فروری 1988 تھا۔ائیرپورٹ پر استقبال کے لئے صدر مملکت نے وزیر تعلیم کو مقرر کر دیا۔ چنانچہ جب جہاز نے لینڈ کیا تو وزیر تعلیم جناب Mr. Othello Gongar نے مجھے بتایا کہ اُنہوں نے جہاز کے کپتان کو پیغام بھجوایا ہے کہ جب تک ہم جہاز میں جا کر His Holiness کو receive نہ کر لیں اس وقت تک کوئی مسافر نہ اترے۔ چنانچہ وزیر تعلیم اور خاکسار جہاز میں گئے اور حضور کو receive کیا اور پھر حضور رحمہ اللہ کو .V.I.P لاؤنج میں لے کر آئے جہاں پر مختصر قیام کے بعد منرو ویا کی طرف روانگی ہوئی۔

تین روز تک جہاں جہاں بھی حضور کا قافلہ گیا، پولیس Escort کرتی رہی۔ نمازوں ملاقاتوں و دیگر میٹنگز کے پروگرام مشن ہاؤس جو کہ Lynch Street پر واقع تھا میں ہوئے۔ حضور کے اعزاز میں ایک Banquet کا انتظام بھی کیا گیا تھا جس میں غیر از جماعت مقامی معزّزین کو مدعو کیا گیا تھا۔ اس میں Dr. Harry F. Moniba نائب صدر مملکت نے بھی شرکت کی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ نائب صدر مملکت کے ہوٹل Banquet Hall میں آنے

سے قبل اُن کے سٹاف نے مجھے فون کیا اور کہا کہ نائب صدر صاحب نے کہا ہے کہ His Holiness کو کہیں کہ وہ اپنے Suites میں رہیں وہاں میں اُن سے ملنا چاہتا ہوں پھر ہم دونوں اکٹھے ہال میں آئیں گے۔ میں تو اس پر یہی کہوں گا کہ بڑے آدمیوں کے کام بھی بڑے ہوتے ہیں۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا لائبیریا میں ایئرپورٹ پر استقبال

یہ بھی اُن کا حضور اقدسؒ کو اعزاز دینے کا ایک طریق تھا۔ حضور انورؒ کے دورہ کے دوران یکم فروری 1988 کو ہم نے Executive Mention جانا تھا جہاں صدر مملکت سے ملنا تھا۔ ملاقات کا وقت گیارہ بجے تھا۔ چنانچہ خاکسار نے وہاں پہنچ کر حضورؒ کو اطلاع بھجوائی۔ تھوڑی دیر میں حضورؒ باہر تشریف لے آئے۔ گاڑیاں تیار تھیں۔ روانگی سے قبل حضورؒ نے از راہ شفقت مجھے ارشاد فرمایا کہ میَں حضورؒ کی گاڑی میں بیٹھ جاؤں۔ تعمیل ارشاد میں جب خاکسار گاڑی میں بیٹھ گیا اور قافلہ روانہ ہوا تو حضورؒ نے بعض جماعتی امور کے بارہ میں گفتگو شروع فرمائی اور بعض باتیں مجھ سے دریافت

فرمائیں۔ گفتگو کے دوران خاکسار نے Unjustice کا لفظ استعمال کیا۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا Unjustice نہیں Injustice ہوتا ہے۔ چنانچہ اس امر کو یاد کر کے میں ہمیشہ خوش ہوتا ہوں کہ حضورؒ نے میری اصلاح فرمائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ صدر مملکت سے ملاقات کے لئے حضور کے ساتھ پانچ افراد کے جانے کی اجازت تھی۔ میں اپنے ساتھ دو تین افراد مزید لے گیا تھا تاکہ انتظامات کے لئے کہیں کسی کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ جب ہم انتظار گاہ میں تھے تو چیف آف پروٹوکول نے دروازے پر آ کر مجھے بلایا اور کہا کہ His Holiness کے ساتھ پانچ افراد کے جانے کی اجازت ہے اور آپ کا فوٹو گرافر پہلے ہی جا چکا ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے باقی ادھر ہی انتظار کریں گے۔ جب میں واپس جا کر بیٹھا تو حضور رحمہ اللہ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔ میں نے بتایا کہ اُس نے کہا ہے کہ حضور رحمہ اللہ کے ساتھ صرف پانچ افراد جائیں گے۔ حضور نے فرمایا پھر آپ نے کیا جواب دیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے یہی جواب دیا ہے کہ پانچ ہی جائیں گے۔ اس پر حضور نے فرمایا اس کو بتا دو کہ وہ (مکرم چوہدری ہادی علی صاحب) فوٹو گرافر ہی نہیں بلکہ میرا پرائیویٹ سیکرٹری بھی ہے۔ نیز فرمایا کہ میرے ساتھ مکرم مبارک احمد ساہی (جو کہ دَورے کے دوران سیکیورٹی آفیسر تھے) ضرور جائیں گے باقی آپ جس کو لیجانا چاہیں لے جائیں۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ کی ہدایت پر عمل کیا گیا۔ اس کے مطابق حضور رحمہ اللہ کے ساتھ مکرم مبارک احمد ساہی صاحب، مکرم مبارک احمد ساقی صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر خاکسار حیدر علی ظفرؔ اور مکرم محمد یارٹے صاحب نائب امیر ساتھ گئے۔ صدر مملکت نے حضور رحمہ اللہ کا اپنے دفتر میں استقبال کیا پھر باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو ہوئی اور حضور کا قافلہ واپس آگیا۔ اس سے پہلے حضور رحمہ اللہ کی لائبیریا میں آمد کی خبر میڈیا میں آچکی تھی۔

اب صدر مملکت کے ساتھ اس ملاقات کی خبریں بھی نشر ہوتی رہیں جس سے جماعت کا وسیع پیمانے پر تعارف ہوا۔ حضور کی لائبیریا میں آمد پر احباب جماعت بہت خوش تھے اور حضور رحمہ اللہ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں کثیر تعداد میں آتے رہے۔

صدر مملکت لائبیریا Dr. Samuel Kanyon Doe سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا استقبال کررہے ہیں

پرائیویٹ ملاقاتوں کے علاوہ حضور رحمہ اللہ نے ایک روز مغرب وعشاء کی نماز کے بعد دو بچوں کی آمین کروائی۔ وہ دو خوش قسمت بچے عزیزم فاروق احمد ابن مکرم نصیر احمد صاحب اور عزیزم مشہود احمد ابن مکرم سردار رفیق احمد صاحب تھے۔ گو حضور رحمہ اللہ کا قیام بہت مختصر تھا مگر جماعت میں ایک نئی روح پھونک گیا۔ حضور انورؒ کی لائبیریا سے روانگی کے وقت احباب جماعت نے حضور رحمہ اللہ کو دعاؤں کے ساتھ ائیر پورٹ پر الوداع کہا۔

Exhibition Library کا قیام

مرکز کی طرف سے ہدایت تھی کہ ہر ملک میں صد سالہ جوبلی کے موقع پر ایک Exhibition Library قائم کی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں مشن ہاؤس کے قریب ایک بڑی جگہ

کرایہ پر لے کر اس میں لائبریری قائم کرنے کی توفیق ملی۔ مبلغ سلسلہ مکرم محمد اشرف عارف صاحب نے اس کو اچھی طرح تیار کیا اور یونیورسٹی آف لائبیریا کے صدر نے اس کا افتتاح کیا تھا۔
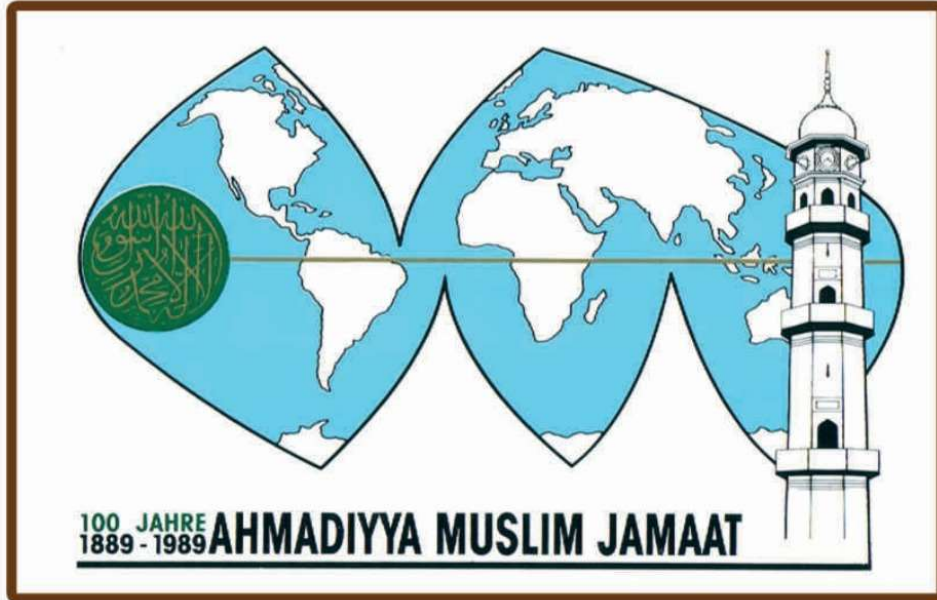
یونیورسٹی آف لائبیریا کے صدر کی آمد پر ان کا استقبال

مبلغ سلسلہ مکرم محمد اشرف عارف صاحب یونیورسٹی آف لائبیریا کے صدر کو کتب کی نمائش کا تعارف کرواتے ہوئے

مشن ہاؤس کے قریب آگ لگنے کا واقعہ

ہمارا مشن ہاؤس Lynch Street پر نسبتاً اونچی جگہ پر تھا۔ اس کے دائیں طرف جھگیاں تھیں اور پختہ عمارتیں نہیں تھیں۔ ایک دفعہ وہاں پر آگ لگ گئی جو کہ ہوا کے ساتھ مشن ہاؤس کی طرف بڑھتی چلی آرہی تھی اور اس بات کا امکان تھا کہ وہ مشن ہاؤس کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گی اس لئے گھر کا کچھ سامان ساتھ واقع احمدیہ کلینک میں شفٹ بھی کر دیا گیا تھا اور ساتھ ساتھ ہم دعا کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی جماعت کی مسجد و مشن ہاؤس کو محفوظ رکھے۔ آگ بڑھتی چلی آرہی تھی اور ہماری فکر بڑھ رہی تھی۔ وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعودؑ کو الہام کیا تھا

"آگ ہماری غلام بلکہ ہمارے غلاموں کی غلام ہے"

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 199-200 روایات حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ)

اس نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اچانک وہاں بارش ہونے لگ گئی جس سے آگ بُجھ گئی۔ مقامی لوگوں کے گھر کسی حد تک بچ گئے اور ہمارا مشن ہاؤس کلی طور پر محفوظ رہا۔ تاہم دھواں مشن ہاؤس کے اندر پہنچ گیا۔ لائبیریا کے متعلق اپنی یادداشتیں لکھتے وقت میں نے وہاں کے موجودہ امیر و مبلغ انچارج مکرم نوید عادل صاحب سے دریافت کیا کہ کیا مشن ہاؤس کے قریب جو رہائش گاہیں تھی اب بھی موجود ہیں؟ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے بتایا کہ وہ ساری جگہ جماعت نے خرید لی ہوئی ہے اور فی الحال وہ جگہ خالی پڑی ہوئی ہے۔ گفتگو ختم کرنے کے اگلے ہی لمحے انہوں نے مجھے تصویر بھی بھجوا دی جس میں وہ خالی میدان نظر آرہا تھا۔

ترجمے کا انوکھا طریق

1989 جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کا سال تھا۔ اس موقع پر 100 زبانوں میں منتخب آیات قرآنیہ، منتخب احادیث نبویہؐ اور منتخب تحریرات حضرت مسیح موعودؑ کے تراجم شائع کرنے کا منصوبہ تھا۔ چنانچہ لائبیریا کی تین زبانوں Kpelle, Vai اور Bassa میں ترجمہ کروانا اور شائع کرنا اس منصوبہ کا حصہ تھا۔ خاکسار اس وقت لائبیریا میں امیر اور مبلغ انچارج تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان زبانوں میں ترجمہ خاکسار نے کروایا مگر اس کے لئے جو طریق عمل میں آیا اُس کو تو میں انوکھا ہی کہوں گا۔ اوّل تو اچھی انگریزی جاننے والے بہت کم تھے، مزید برآں جس زبان میں ترجمہ کرنا مقصود تھا اُس کے جاننے والے بھی آسانی سے میسّر نہیں تھے۔ Script ہمیں انگریزی میں مہیّا کر دیا گیا تھا۔ اب منتخب قرآنی آیات، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے انگریزی ترجمے سے مقامی زبانوں میں ترجمہ کروانا تھا۔ پہلے Mr. Baltimore نامی ایک صاحب ملے جو کہ یونیورسٹی میں پروفیسر رہے تھے۔ انہوں نے Vai زبان میں ترجمہ کیا۔ Bassa اور Kpelle زبانیں عیسائی علاقوں میں بولی جاتی تھیں۔ ان کے ترجمانوں کا ملنا مشکل ہو گیا تاہم منروویا کے باہر سے ایک انگریزی جاننے والا ٹیچر ملا جس نے بڑی محنت سے یہ ترجمے کئے۔ قرآنی آیات کے ترجمے پہلے اچھی طرح اُسے انگریزی زبان میں سمجھائے جاتے تھے۔ اِس کے لئے مجھے بھی کئی دفعہ مختلف تراجم قرآن کو دیکھنا پڑتا تھا۔ ترجمے کے لئے ہمیں بے شمار نشستیں کرنی پڑیں۔ جب وہ آتا تھا تو صبح سے لے کر شام تک میَں اس کے ساتھ اسی کام میں مصروف رہتا تھا۔ بالآخر جب ایک دفعہ ترجمہ مکمل ہو گیا تو پھر اُس کے چیک کرنے کا مرحلہ تھا۔ یہ اس طرح طے ہوا کہ میَں نے اُس کو کہا کہ مجھے اب ایک ایک جملے کا انگریزی میں ترجمہ کر کے بتاؤ۔ میرے پاس اردو کا اصل Text ہوتا تھا۔ جب مجھے تسلی ہو جاتی تو پھر آگے چلتے۔ کئی دفعہ ایک

ایک لفظ کے ترجمے میں بہت محنت کرنی پڑی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیئے گئے وقت میں ان تراجم کو ٹائپ کروا کر انگلستان بھجوایا گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔ مسجد نور فرینکفرٹ میں تراجم و کتب کی نمائش جو سارا سال لگی رہتی ہے اُس میں بھی یہ تراجم موجود ہیں۔

منروویا میں انٹرنیشنل میئرز کانفرنس

لائبیریا میں قیام کے دوران لارڈ میئر منروویا نے انٹرنیشنل میئرز کی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ جس میں دنیا کے مختلف ممالک کے شہروں کے میئرز نے شرکت کی جس میں خاکسار کو بھی مدعو کیا

منروویا (لائبیریا) میں میئرز کی انٹرنیشنل کانفرنس کے موقعہ پر منروویا کے لارڈ میئر سے خاکسار حیدر علی ظفر مصافحہ کرتے ہوئے۔
ان کے ساتھ امریکہ سے آئے ہوئے میئر صاحب کھڑے ہیں

گیا تھا۔ اس میں امریکہ سے آئے ہوئے ایک میئر سے ملاقات کے دوران انگریزی ترجمہ والا قرآن مجید تحفۃً پیش کیا گیا جو اُنہوں نے بڑے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔

منروویا (لائبیریا) میں میئرز کی انٹرنیشنل کانفرنس کے موقعہ پر امریکہ سے آئے ہوئے میئر صاحب انگریزی ترجمہ والا قرآن مجید وصول کرنے کے بعد خاکسار حیدر علی ظفرؔ کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے۔ درمیان میں منروویا کے لارڈ میئر کھڑے ہیں

لائبیریا سے پاکستان آمد

تقرّری ماڈل ٹاؤن لاہور

1990 کے شروع میں لائبیریا سے واپسی کے بعد میری تقرّری ماڈل ٹاؤن لاہور میں ہوئی۔ یہاں پر مسجد کا احاطہ کافی بڑا ہے جہاں مسجد کے صحن اور مربی سلسلہ کے لئے کوارٹر تھا۔ ڈگری سندھ سے بذریعہ ٹرک سامان منگوایا۔ اس طرح سامان آنے سے کچھ نقصان بھی ہوا۔ یہاں صدر حلقہ ماڈل ٹاؤن ریٹائرڈ میجر جنرل ناصر احمد صاحب (شہید) سے مل کر کام شروع کیا۔ میرے ذمہ دیگر حلقہ جات پہلے سے مقرر کردہ تھے۔ اڑھائی سال کے بعد میری فیملی نے مجھے لائبیریا میں Join کیا تھا۔ وہاں دو بچوں نے کنڈر گارٹن / سکول جانا شروع کر دیا تھا۔ اس لئے اب ماڈل ٹاؤن میں ان کے سکول میں داخلہ کا انتظام کرنا تھا۔ سرکاری سکولوں کی عمارتیں بہت خستہ حالت میں تھیں جہاں بچوں کو داخل کروانا مناسب معلوم نہیں ہوتا تھا۔ پرائیویٹ سکولوں کی فیسیں آسمان سے باتیں کرتی تھیں جو میری پہنچ سے باہر تھیں۔ ایک دن ماڈل ٹاؤن سی بلاک میں ہی چھوٹی مارکیٹ میں ایک سکول میں بچوں کو لے کر گیا۔ اس سکول کے بارہ میں مکرم عطاء الرحمان صاحب چغتائی نے بتایا تھا اور کہا تھا کہ انہیں بتا دینا کہ ہمیں چغتائی صاحب نے بھجوایا ہے۔ سکول کا جو ڈائریکٹر تھا اس کی والدہ اپنے خاوند کے فوت ہونے کے بعد سکول کی کرتا دھرتا تھیں۔ نوجوان ڈائریکٹر سے تفصیل سے بات کی۔ وہ ہر کلاس کی ٹیوشن فیس کے علاوہ دیگر چارجز کو لکھتا۔ پھر اس میں ہمارے لئے کمی کرتا۔ اس نے جو فیسیں بتائیں وہ ہمارے بس کی بات نہیں تھی۔ مایوس ہو کر گھر آ گیا اور اپنی بیوی کو بتا دیا کہ کچھ نہیں بنا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ ایک چارپائی پر لیٹ گیا۔ مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں ایسے لگا کہ ناصرہ آئی ہے (اہلیہ برادرم مکرم سیف علی شاہد صاحب) جب میری آنکھ کھلی تو مجھے تسلی ہو گئی۔ خیر ابھی

چارپائی پر ہی لیٹا تھا کہ خادم مسجد نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ کار پر کوئی صاحب آئے ہیں اور وہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں باہر گیا تو وہی سکول کا ڈائریکٹر تھا۔ وہ کہنے لگا کہ آپ کے سکول سے جانے کے بعد میں نے اپنی والدہ کو بتایا اور یہ بھی بتایا کہ انہیں چغتائی صاحب نے بھجوایا تھا۔ اس پر اس کی والدہ نے کہا کہ فوراً مسجد (مسجد نور) میں جاؤ اور انہیں کہو کہ کل وہ اپنے بچوں کو لے آئیں اور سکول میں داخل کروادیں۔ چنانچہ اس غیبی مدد پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ بچوں کو سکول میں داخل کروادیا اور مناسب فیس بھی ہم ادا کرتے رہے۔

مقامی حلقے میں کام کے علاوہ اپنے زیر نگرانی دیگر حلقہ جات کے دورے کرنے شروع کئے اور ٹاؤن شپ کے حلقہ میں بچوں کی باقاعدہ کلاس بھی شروع کی ۔ماڈل ٹاؤن کی مسجد وسیع تھی اور قریب کے حلقہ جات کے احباب ادھر ہی نماز پڑھتے تھے۔ جمعہ کے بعد احباب بڑے پیار اور محبت سے مل کر جاتے اور کسی نے کوئی بات کرنی ہوتی یا سوال پوچھنا ہوتا تو وہ بھی کر لیتا تھا۔ ماڈل ٹاؤن کے حلقہ کے بعض احباب بڑی باقاعدگی سے نمازوں میں آتے بالخصوص مغرب اور عشاء میں۔ صدر حلقہ جنرل ناصر احمد صاحب بہت ہی شفیق اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ حلقہ کی مجلس عاملہ کی میٹنگز بڑی باقاعدگی سے ہوتیں جن میں تربیت، تبلیغ اور تعلیم کے کاموں کی منصوبہ بندی کی جاتی۔

اگست / ستمبر 1991 میں ایک روز مکرم و محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ ربوہ کا فون آیا کہ میں کراچی گیا ہوا تھا آج واپس آیا ہوں اور دارالذکر میں ہوں، کیا آپ یہاں آسکتے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے کار بھی بھجوادی اور تھوڑی دیر میں مَیں وہاں پہنچ گیا۔ وہ فرمانے لگے میرا ارادہ ہے کہ آپ کو احمدیہ ہال کراچی ٹرانسفر کردوں۔ میں نے کہا آپ کی مرضی۔ چند روز بعد مجھے دفتر کی طرف سے چٹھی آگئی کہ بعد منظوری حضور انور ایدہ اللہ آپ کی ٹرانسفر کراچی کی جاتی ہے۔ ذہنی طور پر تو میں پہلے ہی تیار تھا پھر دو چار دنوں میں سامان باندھا اور ٹرک والوں کو دے دیا۔ خود بیوی بچوں کے ساتھ بذریعہ ریل کراچی روانہ ہو گیا۔ روانگی سے قبل الوداعیہ

تقریب بھی منعقد ہوئی۔ اس موقع پر گارڈن ٹاؤن کے ایک بزرگ شاعر نے ذیل کے اشعار پڑھے:

حیدر علی ظفر آلوداع

حیدر علی ظفر تُو ذہین و فہیم ہے　　تجھ پر ہزار رحمتِ ربِّ رحیم ہے
تیرا جو خطبہ ہے سرِ منبرِ عظیم ہے　　تورہ کے بیتِ نُور میں دِل میں مقیم ہے
لپٹی لباسِ تقوٰی میں تیری حیات ہے　　ہر بات تیری شہد ہے قند و نبات ہے
حیدر علی عزیز ہمیں تیری ذات ہے　　تیرے بیاں کی یاد ہمیں بات بات ہے
تو شمعِ انجمن تھا کئی ماہ و سال تک　　ہم سے جُدا بھی ہوگا نہ آیا خیال تک
تیرا سلوک ہم سے تھا اَوجِ کمال تک　　تُو مہرباں تھا عرصہٴ ماضی سے حال تک
کس دِل سے تیرے دوست کہیں آج الوداع　　کیا دہر میں ہے چاہ کی معراج الوداع
تیرا حریمِ دِل میں رہا راج الوداع　　عزّت نے تیرے سَر پہ رکھا تاج الوداع
کہتے ہیں الوداع بڑے درد سے تجھے　　ایسا نہ ہو کہ صبر کی بُنیاد گر پڑے
آنسو چھلک پڑیں بھری محفل کی آنکھ سے　　روتے ہوئے سلام محبت تجھے کرے
معلوم کیا! ہو تیرا سفر کس دیار میں　　تجھ سے مِلاپ بھی نہ رہے اختیار میں
کیوں ماہ و سال روک ہوں صبر و قرار میں　　کیوں درمیان فاصلے ہوں تجھ سے پیار میں

سعید احمد اعجاز

(از طرف اراکین مجلس انصار اللہ زعامت عُلیا۔ ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 17 نومبر 1991)

احمدیہ ہال کراچی میں تقرّری

احمدیہ ہال کراچی کی جماعت کی مرکزی مسجد تھی۔ تیسری منزل پر رہائشی کوارٹر تھا۔ دفتر کے لئے علیحدہ کمرہ سیڑھیاں ختم ہونے کے بعد تھا۔ جس کے بعد چھت پر سے گزر کر آگے دو تین سیڑھیاں نیچے مربی سلسلہ کی رہائش کے لئے جگہ تھی۔ صدر حلقہ مکرم داؤد احمد صاحب تھے جو نائب امیر مکرم عبد الرحیم بیگ صاحب کے داماد تھے۔ ان سے معلومات لے کر قریب ہی سکولوں میں بچوں کو داخل کروادیا۔ جماعت کا مرکزی دفتر ڈیفنس کی ایک کوٹھی میں تھا جو کہ گیسٹ ہاؤس کہلاتا تھا۔ یہاں پر ہر پندرہ روز کے بعد سٹی کی مجلس عاملہ کی میٹنگ ہوتی تھی جس میں خاکسار بھی شامل ہوتا تھا۔ اسی طرح دوسرے پندرہ روز کے بعد مجلس عاملہ کی میٹنگ میں صدران حلقہ جات بھی شامل ہوتے تھے۔ چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت تھے۔ ان کے ساتھ کام کرنے میں بھی بہت مزہ آیا۔ میں مربی انچارج تھا اور بعض حلقہ جات بھی میرے ذمہ تھے جہاں ماہوار اجلاسوں اور دیگر پروگراموں میں شامل ہوتا تھا۔ کراچی میں رکشے پر سفر کرنے کی سہولت جماعت کراچی نے دی ہوئی تھی۔ کراچی میں مکرم نواب مودود احمد خان صاحب سے بھی تعارف حاصل ہوا جن کی کوٹھی پر رمضان المبارک میں درسِ قرآن دینے کے لئے میں جایا کرتا تھا۔ مکرم نواب مودود احمد خان صاحب بعد میں کراچی جماعت کے امیر بھی رہے۔ جب بھی مجھے ملتے کراچی آنے کی دعوت دیتے کہ پاکستان آئیں تو کراچی ضرور آئیں۔ افسوس ہے کہ ان کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ جلد اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے اور ان سے گیسٹ ہاؤس کراچی میں جاکر ملاقات نہ ہوسکی۔

جب ایم ٹی اے کا آغاز ہوا تو اُس وقت میں کراچی میں ہی تھا۔ گیسٹ ہاؤس میں بڑا انٹینا لگایا گیا تھا۔ وہاں جاکر ایم ٹی اے دیکھا اور سنا جاتا تھا۔ ان برسوں میں کراچی کا جلسہ سالانہ اور عیدین کا انعقاد شہر سے کوئی 30/35 کلو میٹر کے فاصلہ پر کیا جاتا تھا۔ باقی جلسے و دیگر پروگرام احمدیہ ہال میں

ہوتے تھے۔ کوئی کوئی جلسہ دیگر مساجد میں بھی ہو جاتا تھا، جیسے کہ مارٹن روڈ کی مسجد میں۔ بڑی جماعت میں کام کرنے کی وجہ سے سیکھنے کو بھی بہت کچھ ملتا ہے۔

کسوف و خسوف کے بارہ میں ریسرچ اور ربوہ میں تقرّری

مارچ 1993 میں ایک روز امیر صاحب جماعت کراچی کا فون آیا اور فرمانے لگے کہ ہمارے لئے خبر تو اچھی نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کا ربوہ تبادلہ ہو گیا ہے۔ آپ وہاں جانے کے لئے جلد تیار ہو جائیں۔ ربوہ فون کرنے پر پتہ چلا کہ کسوف و خسوف کے بارہ میں جو ریسرچ ہونی ہے مجھے اس ٹیم میں شامل کیا گیا ہے اور انگریزی زبان میں جو لٹریچر ہے اس کی روسے میں نے تحقیق کرنی ہے۔ ربوہ پہنچنے پر چند روز دارالضیافت میں ٹھہرے اور پھر ہم دارالرحمت وسطی میں مکرم سمیع اللہ سیال صاحب کا مکان کرایہ پر لے کر رہے۔ مجھے بیوت الحمد میں ایک مکان میں رہائش رکھنے کے لئے کہا گیا تھا مگر میں نے آنے جانے میں دُوری کی مشکلات کی وجہ سے اپنے طور پر کرایہ پر مکان لینے کو پسند کیا۔ مالی لحاظ سے یہ بہت مشکل ایّام تھے کیونکہ چھ سو روپے کرایہ مکان دینا پڑتا تھا۔ دفتر جانے کے لئے میں نے ایک سائیکل لے لی جس پر خلافت لائبریری میں جا کر کام کرنا ہوتا تھا اور اپنی تحقیق کی رپورٹ وکالت علیا میں جمع کروانی ہوتی تھی۔ اس کام کے نگران مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد تھے۔

یہاں پر میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور قبولیت دعا کا ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ اس طرح ہے کہ ایک روز جب کہ ہم پر مالی لحاظ سے مشکل وقت تھا تو اچانک ہمیں غیب سے مدد آئی۔ میری ایک نسبتی ہمشیرہ تسنیم اختر سعید صاحبہ کھاریاں میں رہتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کے دل میں تحریک کی اور انہوں نے اپنے میاں سے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ بھائی جان حیدر علی ظفرؔ صاحب کو کوئی پریشانی ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم انہیں کچھ رقم بھجوائیں۔ اس پر اُن کے میاں مکرم سعید احمد

طور صاحب ابن مکرم بشیر احمد طور صاحب نے اگلے ہی روز ربوہ آنے والے کسی دوست کے ذریعہ مجھے دو ہزار روپے بھجوا دیئے۔ اس روز نماز مغرب کے بعد جب میں گھر پر پریشانی کے عالم میں دعاؤں میں مصروف تھا کہ کسی نے باہر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو اس نے مجھے ایک لفافہ دیا کہ یہ مکرم سعید احمد طور صاحب نے دیا ہے۔ وہ صاحب تو لفافہ دے کر چلے گئے۔ میں نے اندر آکر اس لفافے کو کھولا تو اس میں مذکورہ رقم موجود تھی۔ ہمارے لئے یہ ایک نعمتِ غیر مترقبہ ثابت ہوئی اور اس وقت جو ہمیں مالی تنگی درپیش تھی اس کا فوری ازالہ ہو گیا۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ اللّٰھم صلِ علیٰ محمدٍ وّآلِ محمد

خاکسار حمید علی ظفر اور مکرم برادرم سعید احمد طور صاحب

جرمنی کے لئے تیسری بار تقرّری

شروع 1994 میں میری تقرّری ایک بار پھر جرمنی کے لئے ہوگئی۔ خاکسار نے ساتھ ہی تحریک جدید کے کوارٹر کے لئے درخواست دے دی۔ کچھ دنوں بعد جلسہ سالانہ کے دفتر کے سامنے مجھے کوارٹر مل گیا اور ہم وہاں شفٹ ہو گئے۔ اس دوران اسلام آباد سے جرمنی کے ویزہ کی اطلاع آگئی تھی اور پروگرام بن گیا کہ میں نے فلاں دن جانا ہے۔ میں نے دفتر میں گزارش کی ہوئی تھی کہ اسلام آباد میری فیملی نے بھی جانا ہے۔ مگر ایک دن اچانک تبشیر کی طرف سے اطلاع آئی کہ آج شام کے وقت ایک بڑی وین اسلام آباد جا رہی ہے آپ بھی ساتھ چلے جائیں۔ ویزہ فیس و سفر کے اخراجات واپس آکر لے لیں۔ اس وقت دفتر بند ہو گیا تھا۔ میرے پاس گھر میں کچھ جرمن مارک تھے۔ میں ایک میڈیکل سٹور پر گیا اور سو مارک تبدیل کروالایا۔ ان دنوں شام کے وقت لوڈشیڈنگ ہو رہی تھی اور وہ لوڈشیڈنگ کا وقت تھا۔ میں نے ویزہ کے لئے جانے سے پہلے مکرم منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر سے ایک ضروری مشورہ کرنا تھا۔ چنانچہ میں ایک ٹارچ لے کر اندھیرے میں ہی ان کے گھر گیا اور ان سے مشورہ کیا۔ کسی بھی ممکنہ مشکل یا پیچیدگی کے پیش نظر انہوں نے مجھے نصیحت کی کہ آپ کثرت سے رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ۔ پڑھتے رہیں۔ ربوہ سے تو ہم اس رات روانہ ہو گئے مگر سفارت خانہ میں تو دو تین روز بعد جانا تھا۔ اس لئے ہم راولپنڈی سے بذریعہ بس مردان روانہ ہو گئے۔ وہاں میری اہلیہ کی خالہ محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری کمال الدین صاحب مرحوم رہتی تھیں جن کے ایک بیٹے مکرم ریاض احمد صاحب کو چند ہفتوں کے بعد معاندین احمدیت نے شہید کر دیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

مردان سے واپسی پر مجھے کثرت سے رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ

وَارْحَمْنِیْ کے ورد کرنے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ بھی چلتے پھرتے میں نے یہ دعا کی۔

مردان سے واپسی پر ہم کچھ دیر تربیلا ڈیم کے پاس ایک کالونی میں ٹھہرے جہاں پر میری اہلیہ کے ماموں کی بیٹی اپنے میاں ارشد اقبال صاحب کے ساتھ رہتی تھی۔ اگلے روز جب ہم اسلام آباد گیسٹ ہاؤس پہنچے تو گیسٹ ہاؤس کے کارکنان نے ذکر کیا کہ ربوہ سے فون آیا تھا۔ مزید کوئی بات نہ بتائی۔ دوسرے روز صبح میں جرمن سفارت خانے میں گیا اور ویزہ حاصل کر کے جب واپس آیا تو انہی کارکنان نے بتایا کہ تبشیر سے پیغام آیا تھا کہ ربوہ میں آپ کے کوارٹر تحریک جدید میں چوری ہو گئی ہے۔ آپ جلد واپس ربوہ پہنچیں۔ ہم پریشانی کے عالم میں ربوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں جا کر جب سامان دیکھا تو نقد رقم اور اہلیہ کا زیور وغیرہ جہاں رکھا تھا وہاں پر بالکل محفوظ پڑا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سفر پر جانے سے پہلے میڈیکل سٹور سے یکصد مارک جو تبدیل کروائے تھے وہاں پر کسی چور کی نظر پڑ گئی۔ چنانچہ اس نے ہمارے جانے کے بعد دن کے دس گیارہ بجے چوری کی واردات کی۔ وہ مارک تلاش کرتا رہا مگر مسیح پاکؑ نے جس دعا کو اسم اعظم قرار دیا تھا اس کے بار بار ورد نے ہمیں بڑے نقصان سے بچالیا اور چور صرف ایک عدد کیمرہ اپنے ساتھ لے جا سکا۔

جولائی 1994 میں جرمنی کے لئے روانگی سے قبل مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید سے ملاقات ہوئی۔ مجھے یاد ہے کہ ہم چار مبلغین تھے جنہوں نے مختلف ممالک میں جانا تھا۔ چنانچہ اجتماعی ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں ایک تو مکرم چوہدری صاحب نے دریافت فرمایا کہ ہومیوپیتھی سے کس کس کو لگاؤ ہے؟ ہم چاروں کی طرف سے نفی میں جواب تھا تاہم جب میں یہاں آیا اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہومیوپیتھی کے بارہ میں لائیو لیکچرز سنے تو ہومیوپیتھی میں اتنی دلچسپی ہو گئی کہ اب ہم اِسی طریقہ علاج کو ترجیح دیتے ہیں۔ مکرم وکیل اعلیٰ صاحب نے جو نصائح ہمیں فرمائیں اُن میں آپ نے فرمایا کہ تفسیر صغیر، فقہ احمدیہ اور حدیقۃ الصالحین اپنے ساتھ ضرور لے کر

جائیں۔ اس کے بعد جب مکرم منصور احمد خان صاحب سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ مبلغین کو اطاعتِ امیر میں دوسرے افراد جماعت سے آگے ہونا چاہیئے۔ اس مرتبہ بیرون ملک روانگی سے پہلے میں نے اپنی فیملی کو اپنے ہم زلف مکرم رانا محمد حنیف صاحب مرحوم کے گھر اور نگی ٹاؤن کراچی میں چھوڑا۔ کچھ عرصہ بعد وہاں سے میری اہلیہ اور بچے میر پور خاص چلے گئے جہاں پر میرے بڑے بھائی مکرم سیف علی شاہد صاحب رہتے تھے۔ انہوں نے ان کے قریب ہی کرایہ پر مکان لے کر رہنا شروع کر دیا اور بچوں کو سکولوں میں داخل کروا دیا۔

جرمنی آمد اور برلن میں تقرّری

16 جولائی کو خاکسار جرمنی پہنچا تھا۔ چندروز فرینکفرٹ میں قیام کے بعد مجھے برلن جماعت میں بھجوا دیا گیا چنانچہ خاکسار مورخہ 10 اگست 1994 کو وہاں پہنچ گیا۔ وہاں پر ائیر پورٹ کے قریب .Meteorstr پر جماعت نے ایک گھر خریدا ہوا تھا جس میں مردوں عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنے کے لئے دو کمروں کے علاوہ دوسری منزل پر مربی سلسلہ کی رہائش کے لئے بھی ایک کمرہ تھا۔ گراؤنڈ فلور پر گیراج میں لائبریری قائم تھی۔ اُس وقت دو افرادِ جماعت مکرم مبارک احمد صاحب اور مکرم طیّب احمد شاہین صاحب مسجد میں رہتے تھے اور ایک Joint Mess میں ہم کھانا کھاتے تھے۔ مکرم مبارک احمد صاحب اعزازی طور پر خادم مسجد کی خدمت بجالاتے تھے اور کھانا بھی وہی پکاتے تھے۔ مہینہ کے آخر پر میں اپنے حصّے کا خرچ ادا کر دیتا۔ اس وقت برلن کی جماعت کے صدر مکرم نعیم احمد ناگی صاحب تھے اور سیکرٹری تبلیغ مکرم ناصر احمد صاحب۔ برلن میں بوسنین، البانین لوگ بھی تھے جن میں سے بعض نے بیعت بھی کی ہوئی تھی اور وہ نماز سنٹر میں بھی آتے تھے۔ نماز سنٹر میں باقاعدگی سے قرآن کلاس جاری تھی اور مکرم مبارک احمد صاحب بچوں کو قرآن مجید پڑھایا کرتے تھے۔ اُن میں محمد نامی ایک بوسنین بچہ بھی تھا۔ جب کبھی مبارک احمد صاحب اپنی Kreis (ضلع)

فرینکفرٹ اوڈر میں جاتے تو بچوں کو خاکسار پڑھا دیتا۔ بچے بہت درست قرآن پڑھتے تھے۔ میں نے مکرم مبارک احمد صاحب سے پوچھا کہ آپ نے کس سے قرآن پڑھا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے جیسا کہ عموماً ہمارے ملک میں ہوتا ہے بچپن میں ہی قرآن پڑھ لیا تھا۔ جب یہاں پر بچوں کو پڑھانے کی میری ڈیوٹی لگی تو میں رات کو ایم ٹی اے پر قاری محمد عاشق صاحب کی یسّرنا القرآن کی وڈیو کیسٹس سنتا تھا اور اگلے روز بچوں کو پڑھاتا تھا۔ اس طرح میں نے درست قرآن پڑھنا یہاں ہی سیکھا ہے۔ ربوہ میں جب میں نے مکرم قاری محمد عاشق صاحب کو یہ بات بتائی کہ آپ کی وڈیوز درست قرآن پڑھانے میں بہت مددگار ہیں تو وہ بہت خوش ہوئے۔

پاکستانیوں کے علاوہ چند عرب دوست بھی جماعت میں شامل تھے جن میں سب سے نمایاں نام مکرم عبد الرحمٰن شافعی صاحب کا ہے۔ وہ مقامی جماعتی پروگرامز کے علاوہ مرکز فرینکفرٹ میں ہونے والے جماعتی و ذیلی تنظیموں کے پروگراموں میں بھی بڑی باقاعدگی سے شامل ہوتے رہے ہیں۔ اب تو کرونا کی وباء نے سب کچھ روک کے رکھ دیا ہے۔ کام تو سب ہو رہے ہیں مگر آن لائن اور ہوم آفس سے۔ مجھے بھی اس وبا کے دنوں میں گزرے ہوئے ماہ و سال کے بارے میں کچھ لکھنے کی توفیق مل گئی ہے۔

بوسنین و البانین پناہ گزینوں کو شہر کے مختلف علاقوں میں رکھا گیا تھا۔ بعض جگہوں پر پختہ عمارتیں تھیں مگر زیادہ تر کنٹینرز میں تھے۔ ایک چھوٹی سی جگہ میں ساری فیملی ہوتی تھی۔ جماعت کے وفد وہاں تبلیغ کے لئے جاتے تھے۔ جب میں برلن گیا تو میں نے بھی ساتھ جانا شروع کر دیا۔ یہ 1994 کے موسم سرما کی بات ہے۔ برلن میں سردی بھی زیادہ ہوتی ہے اور برف باری بھی۔ نوجوان بعض دفعہ اپنی فیملیوں کے ساتھ بھی وہاں جاتے تھے۔ میں نے اپنے داعیان الی اللہ سے پوچھا کہ جن کے پاس آپ تبلیغ کرنے جاتے ہیں ان کے پاس چھوٹی چھوٹی جگہیں ہوتی ہیں اور آپ چار چار پانچ پانچ لوگ چلے جاتے ہیں۔ اس طرح جن کے ساتھ فیملی جاتی ہے تو ساتھ بچے بھی ہوتے ہیں۔ کیا جگہ

کے لحاظ سے ان کو مشکل میں نہیں ڈال دیتے ؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ دراصل جب یہ بوسنین لوگ ادھر آئے تو بعض مسلمانوں بالخصوص عربی نوجوانوں نے بھی ان کو وزٹ کرنا شروع کیا۔ پھر ان لوگوں نے ان کی نوجوان لڑکیوں سے شادیوں کا ڈھونگ بھی رچایا ۔لڑکی کو کسی مسجد میں لے جا کر (بغیر رجسٹریشن کے) نکاح کر لیتے اور پھر چند ماہ کے بعد چھوڑ دیتے۔ کسی قسم کی کاغذی کاروائی یعنی لکھت پڑھت نہیں ہوتی تھی۔ اس وجہ سے انہیں اب تبلیغ کے لئے آنے والوں، ان کا حال دریافت کرنیوالوں اور ان کی مدد کرنے والوں سے بھی ڈر لگتا ہے۔ لہٰذا ہماری جماعت نے فیصلہ کیا ہے کہ داعیان الی اللہ جن کے لئے ممکن ہو وہ اپنی فیملی کو بھی ساتھ لے جایا کریں تا کہ ان کو بتایا جائے کہ ہمیں آپ سے کوئی لالچ نہیں ہے۔ ہم گھر بار والے ہیں۔ ہم تو صرف صحیح اسلام کی تعلیم آپ تک پہنچانے کے لئے آتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بوسنین لوگوں میں حُسن بھی بہت تھا۔ ملک بھی خوبصورت ہے اور لوگ بھی۔ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا بوسنیا کے بارہ میں منظوم کلام سنا ہے اُن کو یہ باتیں یاد ہوں گی۔

اِسی طرح انہوں نے بتایا کہ نوجوانوں کے گروپس میں جانے کی یہ وجہ ہے کہ کہیں کوئی نوجوان اکیلا اُن سے راہ ورسم پیدا نہ کر لے۔ گروپ کی صورت میں ایک دوسرے پر نظر ہوتی ہے اس لئے کسی کے بھٹکنے کے مواقع نہیں ہوتے۔ میں اپنے احباب کی ان دونوں وضاحتوں سے بہت خوش ہوا کہ یہ خلافت کی برکت ہے کہ افراد جماعت کی اتنی اعلیٰ تربیت ہو رہی ہے۔

برلن کے قیام کے دوران محترم امیر صاحب نے مجھے بشمول جرمن ڈیسک کے مختلف تبلیغی و تربیتی ڈیسکوں کا Coordinator مقرر کر دیا۔ اس وقت نو مبائعین کے لئے بارہ تبلیغی و تربیّتی ڈیسک قائم تھے۔ بعض Desks کے صدران پہلے سے مقرر تھے۔ ان سب کو مزید متحرک کرنے کے لئے مجھے یہ خدمت سونپی گئی تا کہ ان اقوام سے آنے والے لوگوں کو جماعت کے نظام کے دھارے میں شامل کیا جائے اور پھر ان کے ذریعہ ان اقوام میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا جائے نیز جماعت کے

خلاف ہونے والے پروپیگنڈا کا سدِباب کیا جاسکے۔ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ساری سعید روحوں کو ہدایت نصیب ہوئی۔ نَومبائعین اور پرانے احمدیوں کے درمیان حسبِ ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مؤاخات کا نظام قائم کیا گیا۔ اُن دِنوں ایک بڑی تعداد مشرقی یورپ کے ان ممالک میں جنگ بندی کے بعد واپس جاچکی تھی تاہم مختلف اقوام کے لوگ اب بھی جرمنی میں مقیم تھے۔

مختلف ریجنز میں ان افراد کی میٹنگز کی جاتی رہیں اور ان میں سے بعض میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی رونق افروز ہوتے رہے اور حضورؒ کے ساتھ سوال و جواب اور آپ کی زیارت کے بعد میٹنگ کے اختتام پر کئی لوگ بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوتے۔ 1994 میں جماعت نے Bremerhaven میں ایک چرچ بھی خریدا اور اسے مسجد کے طور پر استعمال کر رہی ہے۔ اس کا نام بیت الوکیل رکھا گیا ہے۔ جب تک Niedersachsen صوبہ میں مساجد نہیں بنی تھیں یہ جگہ بھی نومبائعین اور دیگر جماعتی میٹنگز کے لئے استعمال ہوتی رہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی مختلف اقوام کے افراد سے سوال و جواب کی میٹنگ کے لئے 1995 میں اس جگہ تشریف لائے تھے۔

خاکسار نے برلن میں مقیم مکرمہ مسز شمائلہ احمد اہلیہ مکرم برادرم نعیم احمد صاحب ناگی کو جرمن ڈیسک کو فعال کرنے کے لئے مکرم امیر صاحب کی منظوری سے صدر مقرر کیا۔ انہوں نے اس فریضہ کو الحمد للہ احسن طریق پر نبھایا۔ جرمن ڈیسک کی میٹنگز مختلف مقامات پر منعقد کی جاتی رہیں۔ جرمن ڈیسک کی ایک اہم میٹنگ مورخہ 15 اور 16 جولائی 1995 کو ناصر باغ گروس گیراؤ میں زیر صدارت مکرم امیر صاحب جرمنی منعقد ہوئی جس میں آٹھ جرمن مردوں، پندرہ خواتین اور جرمن بولنے والے داعیانِ الی اللہ نے شرکت کی۔ مختلف مسائل پر تقاریر و گفتگو کے علاوہ جرمنوں میں تبلیغ کے موضوع پر گفتگو کی گئی اور جرمن احمدیوں کو اس سلسلہ میں اپنا رول ادا کرنے کے لئے کہا گیا۔

خاکسار جرمن اور دیگر Desks کی میٹنگز میں شامل ہوتا رہا۔ اس طرح جب تک بوسنین

البانین واپس اپنے ملکوں میں نہیں چلے گئے مجھے نو مبائعین کے ساتھ رابطہ رکھنے اور ان کو وزٹ کرنے کے مواقع ملتے رہے۔ بالخصوص بائرن (Bayern) اور ورٹمبرگ (Württemberg) کے صوبوں میں۔ اس سلسلہ میں مورخہ 17 جون سے 25 جون 1995 تک اس ریجن کی دس جماعتوں کا خاص طور پر دورہ کیا گیا اور نو مبائعین کو مالی قربانی کے نظام میں شمولیت اور تبلیغ کی طرف توجہ دلائی گئی۔ نیز ان کی تربیّتی کلاس کے لئے 28 افراد کو منتخب کیا گیا۔ اسی دوران مورخہ 24 جون کو ٹوگو سے آمدہ مہاجرین جو میونخ کے قریب ایک کیمپ میں مقیم تھے ان کے ساتھ تبلیغی مجالس منعقد کی گئیں جن میں علیٰ الترتیب 13 اور 6 افراد نے شرکت کی۔ ان میٹنگز میں فرنچ ڈیسک کے صدر مکرم کامران نورانی صاحب آف ماریشس ترجمانی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

بوسنین احمدی مکرم ابراہیم صاحب بطور ترجمان ہمارے ساتھ جاتے تھے۔ ان میٹنگز کا انتظام مکرم افتخار احمد صاحب آف جماعت وائیبلنگن نے کیا تھا۔

بین الاقوامی بک فیئر Leipzig میں شرکت

جرمنی کے مشرقی حصّہ میں Leipzig ایک بین الاقوامی شہرت رکھنے والا شہر ہے۔ اس میں منعقدہ انٹرنیشنل بک فیئر منعقدہ مورخہ 23 تا 26 مارچ 1995 میں جماعت احمدیہ جرمنی کو بھی ایک بک سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ اس بک فیئر میں 24 ممالک کے مختلف پبلشرز، پرنٹرز، اور تاجران کتب نے 1334 بک سٹینڈ لگائے۔ شعبہ اشاعت جرمنی نے اپنی کُتب کی اشاعت کے ادارہ Verlag der Islam کے نام پر یہ بک سٹینڈ ریزرو کرایا تھا۔ اسلام کی نمائندگی کرنے والا یہی ایک سٹینڈ تھا جس میں جماعت نے ملکی اور غیر ملکی کتب کے علاوہ مختلف زبانوں میں رسائل اور فولڈرز رکھے ہوئے تھے مگر سب سے زیادہ دلچسپی کا باعث قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم تھے۔ اس بُک سٹال کو کلمہ طیّبہ کے بینر سے مزیّن کیا گیا تھا جو کہ نمایاں طور پر آویزاں تھا اور بڑی کشش کا باعث

ہوا۔ اس بُک سٹینڈ پر روزانہ اوسطاً چار صد افراد نے آکر اسلام پر بات کی اور مفت لٹریچر لے کر گئے۔ بُک سٹینڈ پر آنے والے لوگوں کا تعلق مختلف ممالک اور قومیتوں سے تھا جن میں روسی، عربی، ترکی، پولش، فرانسیسی اور جرمن تھے۔ یہ سٹال خاص طور پر میڈیا کی توجہ کا باعث بنا رہا۔
اس بک سٹال کے جملہ انتظامات مکرم محمد افضل صاحب اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری اشاعت آف Witzenhausen کے سپرد تھے۔ بک سٹال پر جماعت احمدیہ کی نمائندگی خاکسار حیدر علی ظفرؔ مبلغ سلسلہ برلن نے کی اور زائرین کے سوالات کے جوابات دیئے اور انہیں مناسب لٹریچر کی طرف رہنمائی کی۔

بعد میں مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب بھی اس کام میں شامل ہوگئے۔ اس شہر میں چونکہ ابھی کوئی مقامی جماعت نہیں تھی اس لئے قریبی جماعت Halle میں مکرم مسعود احمد صاحب صدر جماعت نے اس ٹیم کے قیام اور طعام کا انتظام خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

تیاری سمعی وبصری کیٹلاگ

مجھے آڈیو ویڈیو ریکارڈینگز جو کئی سالوں کے پروگراموں کی تھیں کو سن کر ان کا ریکارڈ تیار کرنے کے لئے فرینکفرٹ بلالیا گیا۔ مورخہ 14 مئی 1995 کو میں برلن سے فرینکفرٹ آیا اور محترم امیر صاحب کی ہدایت کے مطابق شعبہ سمعی وبصری میں کام شروع کیا۔ اس وقت مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ نیشنل سیکرٹری سمعی وبصری تھے۔ انہوں نے مجھے وڈیو کیسٹس جو کئی سالوں کے پروگراموں پر مشتمل تھیں کیٹلاگ تیار کرنے کے لئے دیں۔ یہاں پر میرا قیام بیت القیوم Nieder Eschbach فرینکفرٹ میں تھا۔ میں نے 263 کیسٹس دیکھیں اور سُنیں۔ ٹیپس کا مضمون اور کوالٹی چیک کی گئی اور کیٹلاگ تیار کرنے کے لئے ان کو مختلف عناوین کے تحت تیار کیا اور پھر یہاں سے ہی میرا تقرر کولون کے لئے ہوا۔

کولون میں بطور ریجنل امیر و مربّی سلسلہ تقرّر

جولائی 1995 میں مجھے ارشاد ہوا کہ میں کولون جاکر بطور ریجنل امیر Nordrhein Westfalen اور مربّی سلسلہ خدمت سرانجام دوں۔ اس وقت مکرم شفیق احمد صاحب ریجنل امیر اور مکرم لئیق احمد صاحب منیرؔ مربی سلسلہ تھے۔ چنانچہ خاکسار کولون کے لئے روانہ ہو گیا اور مکرم شفیق احمد صاحب سے مورخہ 12 تا 14 جولائی ریجنل امیر کا اور مکرم لئیق احمد منیرؔ صاحب سے ریجنل مربّی سلسلہ کا چارج لیا۔ اُس وقت اس ریجن میں Trier سے لے کر Bielefeld تک 46 جماعتیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی بار اس ریجن کی جماعتوں کا دورہ کرنے کا موقع ملا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کولون تشریف آوری

کولون میں میرے قیام کے دوران 1995 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی

بیت النصر کولون میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی آمد پر خاکسار استقبال کر رہا ہے۔ مکرم ملک اشفاق احمد صاحب بھی نمایاں نظر آ رہے ہیں۔

مسجد بیت النصر کولون میں آمد ہوئی۔ حضورؒ نے ایک رات بھی قیام فرمایا نیز احباب جماعت کو فیملی ملاقات کا بھی شرف بخشا۔ مسجد میں نیا قالین دیکھ کر حضورؒ بہت خوش ہوئے۔ یہ قالین مکرم چوہدری صدیق احمد ڈوگر صاحب آف آخن Aachen نے مسجد کے لئے پیش کیا تھا جسے ہماری ایک ٹیم

بیت النصر کولون میں حضورؒ کی آمد پر صدر جماعت مکرم طارق محمود وڑائچ صاحب مصافحہ کی سعادت حاصل کر رہے ہیں

نے بڑی عمدگی سے بچھایا تھا۔ حضورؒ جب نماز کے لئے تشریف لائے تو صدر جماعت مکرم طارق محمود صاحب وڑائچ اور ان کی ٹیم کا تعارف کروایا گیا۔

مورخہ یکم ستمبر 1996 کو حضورؒ ریجن ہذا کی ایک جماعت Düsseldorf میں بوسنین و البانین زیر تبلیغ احباب کے ساتھ تبلیغی میٹنگ کے لئے تشریف لائے جہاں پر ریجن کی کئی جماعتوں سے احباب جماعت اپنے زیر تبلیغ احباب کو لے کر آئے ہوئے تھے۔اس میٹنگ ہال کی تیاری کے لئے نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم زبیر خلیل خان صاحب کے علاوہ ریجنل قائد مکرم مختار احمد صاحب، صدر جماعت مکرم ضیاالحق شمس صاحب اور خاکسار نے حصّہ لیا۔اس وسیع و عریض ہال میں زیر تبلیغ اور احمدی احباب کو شامل کر کے تین صد سے زائد افراد نے حضورؒ کی مجلس سوال وجواب میں شرکت کی۔

اس مجلس سوال و جواب میں بڑے دلچسپ علمی سوالات ہوئے جن کے حضورؒ نے بڑے پُر معارف جوابات عطا فرمائے۔ مکرم محمد ذکریا خان صاحب اور محترمہ آرمینہ صاحبہ نے ترجمانی کے فرائض ادا کئے۔

کتب کے میلے میں شمولیت

ریجن کولون کی ایک جماعت Düsseldorf ہے۔ ہر سال Düsseldorf شہر کے عین وسط میں منعقد ہونے والے کتب کے میلے میں مقامی جماعت ایک بک سٹال لگاتی تھی۔ چنانچہ 13 جون سے 16 جون 1996 تک منعقد ہونے والے میلے میں مجھے بھی شرکت کرنے کا موقع ملا اور سٹال پر آنے والے لوگوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔ مشنری انچارج مکرم مولانا عطاالله کلیم صاحب اور انچارج شعبہ اشاعت نے بھی اس سٹال کو وزٹ کیا۔ اس سال نسبتاً بڑا اسٹال لگایا گیا تھا جو کہ دس میٹر لمبا تھا۔ اس پر مختلف زبانوں میں مفت تقسیم کرنے اور فروخت کے لئے لٹریچر علیحدہ علیحدہ رکھا گیا تھا۔ اس میلے میں جماعت احمدیہ کے بک سٹال پر روزانہ سینکڑوں افراد آتے تھے۔ بعض مختلف مسائل پر گفتگو بھی کرتے رہے اور بعض نے لٹریچر بھی خریدا۔ پانچ ہزار سے زائد زائرین اس سال سٹال پر آئے۔ ایک جرمن نے سٹال پر آکر اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی۔ فالحمد لله علیٰ ذالك۔

مورخہ 3 جولائی 1996 کو جماعت احمدیہ Bad Marienberg کے تحت کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کی تعارفی تقریب ایک لائبیریری کے ہال میں منعقد ہوئی۔ اس پروگرام میں سولہ غیر مسلم جرمن احباب شامل ہوئے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کے علاوہ دیگر لٹریچر بھی سٹال پر رکھا گیا تھا۔ مکرم ہدایت الله صاحب ہبش نے حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے جبکہ خاکسار نے لٹریچر کا تعارف کروایا۔ اسی طرح مورخہ 4 جولائی 1996 کو خاکسار نے صدر جماعت Bad Marienberg کے ہمراہ شہر کے میئر کے ساتھ ملاقات کی اور اسلامی اصول کی فلاسفی کا جرمن ترجمہ بطور تحفہ پیش کیا۔ اس تقریب کا اہتمام مقامی جماعت نے اپنے صدر جماعت مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب کی نگرانی میں کیا تھا۔
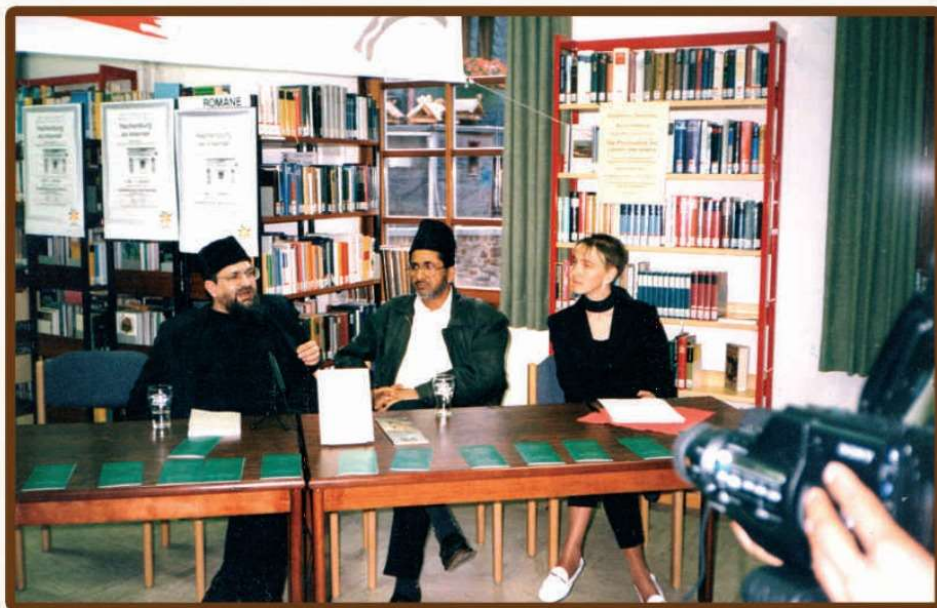
دائیں سے : خاتون لائبریرین ،حیدر علی ظفؔر مربی سلسلہ اور مکرم ہدایت اللہ ہیش صاحب

دائیں سے : حیدر علی ظفؔر مبلغ سلسلہ، Herr Jürgen Schmidt میئر بلدیہ اور مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب صدر جماعت

Nordrhein Westfalen ریجن کی تقسیمِ نو

1997میں جرمنی میں جماعتی ریجنز کی از سرِ نو تقسیم ہوئی ۔ چنانچہ Nordrhein Westfalenکو تین ریجنز میں تقسیم کردیا گیا اور تین ریجنل امیر مقرر ہوئے ۔ ریجن Nordrheinکے لئے مکرم ڈاکٹر سیّد بشارت احمد شاہ صاحب، ریجنRhein Moselکے لئے مکرم طاہر احمد ظفرؔ صاحب اور ریجنWestfalenکے لئے مکرم ڈاکٹر عبد الرحمان بھٹہ صاحب۔ خاکسار ان تینوں ریجنز کے لئے بطور مربّی سلسلہ کام کرتا رہا تا آنکہ جولائی 1998میں میری تقرری ہمبرگ کے لئے ہوگئی۔ جماعتوں کے دورے پہلے کی طرح جاری رہے۔ اِن تین برسوں میں کولون مشن ہاؤس میں متعدّد پروگرام ہوئے۔ خاص طور پر ذیلی تنظیموں کے۔ مقامی پروگرام اس کے علاوہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سارے عرصہ میں ہر ہفتہ کے روز 10:30سے 12:00بجے تک اطفال وناصرات کی تعلیمی کلاس بڑی باقاعدگی کے ساتھ ہوتی رہی۔ ہفتہ کو 12:00بجے کے بعد خاکسار کسی نہ کسی جماعت کے دورہ کے لئے نکلتا تھا۔ مکرم امتیاز احمد صاحب اپنے بچوں کو Bergisch Gladbachسے کلاس کے لئے لاتے تھے اور پھر کلاس کے اختتام پر مجھے کولون ریلوے سٹیشن تک چھوڑ کر بھی آتے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

کولون شہر کے مختلف حصوں میں تبلیغی بک سٹالز لگتے تھے اور باری باری احباب جماعت ڈیوٹیاں دیتے تھے۔ ایک پُر جوش داعی الی اللہ مکرم رانا محمد خان صاحب مرحوم اپنے گھر پر بھی تبلیغی گفتگو کا انتظام کر لیتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے ایک عیسائی کے ساتھ گفتگو رکھی اور مجھے بلایا۔ چنانچہ میں اور مکرم ڈاکٹر عبد الرحمٰن بھٹہ صاحب (جو کہ عیسائیت کے بارہ میں بعض کتب کے مصنف بھی ہیں) گفتگو کے لئے وقت مقررہ پر چلے گئے۔ اس عیسائی کا ایک دعویٰ یہ تھا کہ صرف یسوع مسیح ہی گناہ سے پاک تھا۔ چنانچہ بائیبل کی رُو سے اس کے دعویٰ کا باطل ہونا ثابت کیا گیا۔ دوسرے اس نے قرآن کریم

میں ردوبدل یا غیر محفوظ ہونے کا اعتراض کیا۔ اس کا بھی اسے تسلّی بخش جواب دیا گیا کہ خود عیسائی محققین نے تسلیم کیا ہے کہ آج کا قرآن بھی وہی قرآن ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تھا۔

Was ist der Zustand des Menschen nach dem Tode

1996 میں نیشنل شعبہ تعلیم کے زیر اہتمام تعلیمی اور تربیتی پروگراموں کا ایک سلسلہ مسجد نور فرینکفرٹ میں شروع کیا گیا تھا جس میں احمدی اور غیر احمدی احباب وخواتین شرکت کرتے تھے۔ علمائے سلسلہ مختلف عناوین پر تقاریر کرتے اور سوالات کے جوابات دیتے تھے۔ مورخہ 22 جولائی 1996 کو مجھے مسجد نور فرینکفرٹ آکر مذکورہ بالا عنوان پر جرمن زبان میں تقریر کرنے کا موقع ملا۔ اس تقریب کا انتظام مکرم طاہر محمود صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم نے کیا تھا۔ اس اجلاس میں 52 حاضرین تھے جن میں اکثریت جرمن زبان جاننے والے نوجوانوں پر مشتمل تھی۔

میری فیملی کی جرمنی آمد

جب جرمنی میں آئے ہوئے مجھے تین سال ہونے کو تھے تو میں رخصت ملنے پر پاکستان چلا گیا۔ اس دوران میری فیملی کے جرمنی آنے کی منظوری ہو چکی تھی۔ پاکستان میں قیام کے دوران فیملی کے پاسپورٹ وغیرہ تیار کروائے اور ویزے کے لئے درخواست دے کر خاکسار واپس جرمنی آگیا۔ ہفتہ میں ایک بار فون کر کے میں اپنی اہلیہ صاحبہ سے خیر وعافیت دریافت کرلیتا تھا۔ قبل ازیں جرمنی میں قیام کے دوران ایسی سہولت میسّر نہیں تھی۔ 27 دسمبر 1997 کو میری فیملی جرمنی آگئی۔ اس کے بعد سے ہم اکٹھے رہ رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

جماعت احمدیہ میونسٹر کا جلسہ یوم مسیح موعودؑ

23مارچ1997 کو Warendorf میں جماعت احمدیہ میونسٹر کے زیر انتظام جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔ جس میں خاکسار نے حاضرین سے خطاب کیا نیز اخبار کے نمائندہ کو انٹرویو بھی دیا جس کی رپورٹ 25مارچ1997 کے اخبار Westfälische Nachrichten میں شائع ہوئی۔

„Wir haben nie mit Gewalt reagiert"

Die Warendorfer Ahmadiyya-Gemeinde feierte das Fest ihres Glaubensgründers Ghulum Ahmad

-dje- **Warendorf.** Ein nicht alltägliches Fest erlebte am Sonntag die Hauptschule „Hinter den drei Brücken". Die Warendorfer Ahmadiyya-Gemeinde hatte mehrere ihrer Nachbargemeinden eingeladen, um gemeinsam das Fest ihres Glaubensgründers Hazrat Mirza Ghulam Ahmad zu feiern. Rund 75 Gläubige aus dem Raum Münster und Senden waren dazu nach Warendorf gekommen.

Die Ahmadiyya-Gemeinde ist vielen Warendorfern immer noch unbekannt, obwohl sie bereits seit vielen Jahren hier ansässig ist und des öfteren zu Informations- und Diskussionsrunden eingeladen hat. Wie Ali Zafar, Vorsitzender der Ahmadiyya-Glaubensgemeinschaft der Region Köln – zu der auch der Bezirk Warendorf zählt –, erklärte, begründet sich die islamische Glaubensgemeinschaft auf Ghulam Ahmad, der am 13. Februar 1835 in Qadian (Indien) als Sohn eines Großgrundbesitzers geboren wurde und erleben mußte, wie sein Vater seinen ganzen Besitz verlor.

Die Vergänglichkeit der irdischen Güter vor Augen, machte sich Ahmad schon im Jugendalter viele Gedanken über Gott und die Welt. Er erlebte Träume und Visionen, bis er im Alter von 40 Jahren die Stimme Gottes vernommen haben will. Gott habe ihm verheißen, er sei der Messias, auf den die Menschen so lange gewartet haben.

In der Folgezeit wandte sich Ahmad sowohl an Christen, als auch an Hindus und Moslems und machte sie auf Fehler in ihren Glaubenslehren aufmerksam. Die Muslime lud er ein, ihn als den vom Propheten Mohammed verheißenen Messias anzuerkennen und zu der ursprünglichen Lehre des Islams zurückzukehren. Den Christen versicherte er, daß durch ihn die Wiederkunft von Jesus Christus erfüllt worden sei. Für die Hindus trat er als spirituelle Reinkarnation Krishnas auf, erklärt Zafar.

Inhaltlich stützen sich die Ahmadiyyas auf die Grundzüge des sunnitischen Islams. Auch [illegible] die Ahmadiyyas betrachtet der Koran das ewige und reine Wort Gottes. Im Gegensatz zu anderen islamischen Glaubensrichtungen gewähren die Ahmadiyyas aber jedem Menschen das uneingeschränkte Recht der Religionsfreiheit. Im Mittelpunkt ihrer Glaubenslehre steht die Friedensbotschaft Gottes.

Ihre Heimat fanden die Ahmadiyyas nach der Teilung des indischen Staates in Pakistan. Wie Mohammed Dawood, Mitglied der Warendorfer Gemeinde, erklärte, wuchs die Zahl der Anhänger bis heu[te] auf rund 15 Millionen, verteilt in 157 Ländern. Maßgeblich für die starke Streuung war das Verbot der Ahmadiyyas in Pakistan im Jahr 1984, als der damalige Diktator Zia ul-Haq die Glaubensrichtung verbot. „Trotz der Unterdrückung haben wir aber nicht mit Gewalt reagiert", wie Mohammed Dawood erklärt.

Da ihnen ihre Glaubenslehre den gewaltsamen Protest verbietet, verließen die meisten Anhänger Pakistan und gingen ins Exil. So auch der [v]ierte Kalif des Messias Ghulam Ahmad, Tahir Ahmad, der jetzt in London lebt.

Für die Wieder-Anerkennung im Heimatland sehen die Ahmadiyyas nur einen Möglichkeit: die Missionierung. Einige Erfolge auf diesem Weg kann die Gemeinschaft bereits vorweisen. Außer Indern und Pakistanern bekennen sich mittlerweile auch Bosnier, Albaner und Deutsche zum Messias Ghulam Ahmad. Allein in Deutschland sollen rund 60 000 Menschen den Nachfolger des Propheten Mohammeds ehren.

Rund 75 Gläubige aus dem Raum Münster und Senden waren in die Hauptschule „Hinter den drei Brücken" gekommen, um das Fest ihres Glaubengründers zu feiern. Foto: (Dj) Jaschke

Vorsitzender Ali Zafar

Ahaus میں تبلیغی میٹنگ اور سعید روحوں کی سلسلہ احمدیہ میں شمولیت

24 اگست 1997 کو حضورؒ نے ہالینڈ جاتے ہوئے ریجن ویسٹ فالن کی ایک جماعت آہاؤس Ahaus میں بوسنین و البانین احمدی و زیرِ تبلیغ افراد کی مجلس سوال و جواب میں شرکت فرمائی۔ اس میٹنگ کے تمام انتظامات مقامی صدر مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب اور خاکسار نے سرانجام دیئے۔ اس میٹنگ میں چار سو کے قریب بوسنین و البانین مرد و زن نے شرکت کی۔ نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم زبیر خلیل خان صاحب بھی انتظامات کی نگرانی کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ریجنل امیر مکرم ڈاکٹر عبد الرحمان بھٹہ صاحب بھی موجود تھے۔ میٹنگ کے اختتام پر 213 سعادت مند افراد کو دستی بیعت کا شرف بھی حاصل ہوا۔

اس ریجن میں دو اقوام کے داعیان الی اللہ بہت متحرک تھے۔ ان میں ایک تو عیسیٰ ڈونین احمدی مکرم شریف دروسکی صاحب جو جماعت احمدیہ آخن Aachen کی تجنید میں ہیں جن کو مختلف جگہوں پر تبلیغ کے لئے بھجوایا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی مستقل مزاجی کے ساتھ جماعت سے وابستہ ہیں۔ دوسرے مسٹر مدحت کاراگچ Midhat Karagic جن کا تعلق بوسنیا سے تھا ان کو بطور معلم ٹریننگ دی گئی تھی اور ان کو نومبائعین کو جمعہ پڑھانے کے لئے بورکن جماعت میں بھجوایا جاتا تھا۔ ان کی رہائش بیت النصر کولون میں تھی۔

ریجن Nordrhein Westfalen میں تبلیغی، تربیّتی اور تنظیمی سرگرمیوں کے علاوہ تعمیر مساجد کے لئے جگہیں خریدنے کے سلسلہ میں خدمت کی توفیق ملی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلی مسجد Wittlich میں تعمیر ہوئی۔ جس کے بعد Osnabrück اور Münster میں بھی مساجد بنیں۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان علاقوں میں اور بھی مساجد بن چکی ہیں۔ یہاں پر میں یہ ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ مسجد کے لئے جگہ خریدنے اور بلدیہ سے تعمیر کی اجازت ملنے کے بعد اس کی تکمیل

Iserlohn کے میئر کے ساتھ ملاقات

Iserlohner Rundschau

WESTFÄLISCHE RUNDSCHAU

5-08-97

Gemeindemitglied Abdul Malik, Mohammad S. Nasir, Präsident der Gemeinde, und der Leiter der Kölner Moschee, Haider Ali Zafar (v. li.), trugen ihr Anliegen Fritz Fischer vor. (WR-Bild: Bodemer)

Gemeinde sucht 1 000 Quadratmeter großes Grundstück

Ahmadiyya-Muslime wollen in Iserlohn Moschee bauen

Iserlohn. (tol) Die Ahmadiyya Muslim-Gemeinde ist in Iserlohn auf der Suche nach einem Platz für eine Moschee.

„Wir haben 100 Mitglieder in Iserlohn, Hemer und Menden", erläuterte dazu Mohammad S. Nasir, Präsident der hiesigen Gemeinde der islamischen Religionsgemeinschaft. Nach eigenen Angaben unterscheiden sich die Ahmadiyya von anderen Muslimen vor allem durch den Glauben, daß „der ver-

gen meist in einer Privatwohnung statt. Gemeinsam mit dem Leiter der Kölner Gemeinde, Haider Ali Zafar, trug Nasir daher gestern Bürgermeister Fritz Fischer das Anliegen vor:

Auf einem von ihnen erworbenen 1 000 Quadratmeter großen Grundstück, das außerhalb der Innenstadt liegen sollte, wollen sie mit eigenen finanziellen Mitteln eine 300 Quadratmeter große Moschee samt Nebenräumen errichten.

„Früher haben wir in gekauften Gebäuden ein Zim-

Turm, von dem der Muezzin aus zum Gebet ruft, soll sie erhalten.

Derzeit betreibt die Gemeinschaft nach Angaben Zafars in 16 von 220 Orten, in denen sie in Deutschland aktiv ist, Moscheen und Versammlungszentren. Ihre Mitglieder stammen hierzulande aus 25 verschiedenen Nationen, hauptsächlich aus Pakistan, wo die Gemeinschaft seit 1984 verboten ist. Sie bezeichnen sich als eine „absolut friedfertige, tolerante islamische Reformgemeinde", die sich auf die „reine Lehre

تک کافی وقت لگ جاتا ہے مثلاً Iserlohn کی جماعت میں مسجد کے لئے پلاٹ خریدنے کی غرض سے 4 اگست 1997 کو شہر کے میئر سے دو دیگر افراد جماعت کے ہمراہ خاکسار نے ملاقات کی جو 45 منٹ تک جاری رہی جس میں اخباری نمائندگان اور میئر کے سوالات کے جوابات میں جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا۔ اس ملاقات کی خبر اخبار میں بھی شائع ہوئی۔ چنانچہ 2009 میں جگہ خریدی گئی۔ 2015 میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور تعمیر مکمل ہونے پر 2016 میں اس کا افتتاح فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ جرمن تبلیغی میٹنگ

کولون میں میرے قیام کے دوران اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی کے موقع پر جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جرمنی تشریف لائے تو مورخہ 25 مئی 1998 کو بیت النصر کولون میں جرمن مہمانوں کے ساتھ ایک مجلس سوال وجواب کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس مجلس میں مختلف موضوعات پر حضور اقدسؒ سے حاضرین نے سوالات کئے مثلاً امن عالم، اسلام میں عورتوں کا مقام اور حقوق، جماعت احمدیہ کے مقاصد وغیرہ۔ حاضرین کے ایک سوال کے جواب میں کہ آپ یہ کیونکر کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے 120 سال عمر پائی؟ حضورؒ نے مختلف زاویوں سے تفصیلاً جواب دیا اور ثابت کیا کہ اس بات کے زندہ ثبوت اور شواہد موجود ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مشرق کی طرف سفر کیا اور بنی اسرائیل کی اس ہجرت کو افغانی اور کشمیری قوم کے حلیہ اور ناک نقشہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ حضورؒ نے از خود فرمایا کہ آپ کے اس علاقہ کا امیر بھی اتفاقاً ایک کشمیری ہے اور خود ہی اپنے ہاتھ کے اشارہ سے محترم ڈاکٹر سیّد بشارت احمد شاہ صاحب ریجنل امیر نورڈ رائن کو کھڑا ہونے کے لیے فرمایا اور پھر ان کے چہرے کے نقوش کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ناک نقشہ کشمیری اور افغانی قوم کا بنی اسرائیل سے ملتا ہے اور دنیا میں کہیں بھی کسی دوسری قوم سے نہیں ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں ریجن سے آئے ہوئے کئی جرمن مرد و خواتین نے شرکت کی۔

فالحمدللہ علیٰ ذالك ۔

مکرم ضیاء الحق شمسؔ صاحب اور جماعت احمدیہ جرمنی کو خراج تحسین

کولون میں قیام کے دوران 46 صدران جماعت سے رابطہ رہتا تھا۔ اُن میں ڈوزلڈورف جماعت کے صدر مکرم ضیاء الحق شمس صاحب ایک منفرد شخصیّت کے حامل تھے۔ جولائی 1995 میں جب مَیں مسجد بیت النصر کولون میں شفٹ ہوا تو ان دنوں وہ وقارِ عمل کے لئے مسجد میں آتے تھے۔ مسجد کے اوپر والے حصّے میں واش روم بنا رہے تھے۔ وہ معمار کا کام جانتے تھے۔ گرمیوں کے دن تھے ڈوزلڈورف میں جہاں بھی وہ کام کرتے تھے وہاں سے فارغ ہو کر مسجد میں آجاتے۔ نماز عشاء کے بعد کام شروع کر دیتے اور فجر کی نماز تک کام جاری رہتا تھا۔ ایسا بھی ہوا کہ نماز عشاء کے بعد میں ان کے کام کو دیکھنے کے لئے اوپر جاتا تو وہ کام شروع کر چکے ہوتے۔ پھر میں سو کر نماز فجر کے لئے

مکرم ضیاء الحق شمس صاحب مرحوم اس گروپ میں بائیں سے دوسرے نمبر پر ہاتھ میں ایک کتاب پکڑے ہوئے

جاتا تب بھی وہ کام کر رہے ہوتے تھے۔ سبحان اللہ۔ نہایت محنتی اور شیدائی انسان تھے۔ آج بھی جب وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو ان کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔

مکرم شمسؔ صاحب صدر جماعت ہونے کے علاوہ ریجن میں بھی میرے ساتھ تبلیغی کاموں میں معاونت کرتے تھے۔ ایک دفعہ انگلستان مرکز سے عرب حضرات میں تبلیغ کے کام کو تیز کرنے کے لئے ملکِ شام کے ایک پُر جوش داعی اللہ مکرم منیر احمدؔ ادلبی صاحب کو جرمنی بھجوایا گیا۔ اس وقت کے نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم زبیر خلیل خان صاحب نے انہیں ہمارے ریجن میں بھجوا دیا کہ ان کی عربوں کے ساتھ تبلیغی نشستیں منعقد کروائیں۔ ہم نے ریجن میں کئی مقامات پر پروگرام رکھے۔ ان پروگراموں میں مکرم منیر احمد ادلبی صاحب کے ساتھ خاکسار اور مکرم ضیاالحق شمسؔ صاحب جاتے تھے۔ ہفتہ اور اتوار کے علاوہ بھی وہ شام کو آجاتے تو ہم قریب قریب جگہوں پر مقامی جماعتوں کے تحت رکھی ہوئی تبلیغی نشستوں کے لئے چلے جاتے اور رات گئے واپس آتے۔ دو ہفتوں کے پروگرام کے بعد مکرم ادلبی صاحب نے کولون سے انگلستان واپس جانا تھا۔ کار کے ذریعہ ان کو مکرم ضیاالحق شمسؔ صاحب کے ساتھ ہی بھجوایا۔ بیت النصر کولون سے روانگی کے وقت دعا کی گئی جس کے بعد کار میں بیٹھنے سے قبل مکرم منیر ادلبی صاحب نے جن الفاظ میں جماعت جرمنی کو خراجِ تحسین پیش کیا وہ کچھ اس طرح ہے:

> "اب مجھے جماعت احمدیہ جرمنی کی ترقی کا راز معلوم ہوا ہے" اور پھر مکرم ضیاالحق شمسؔ صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "یہ ان جیسے نوجوانوں کی وجہ سے ہے جو نہ دن دیکھتے ہیں اور نہ رات۔ تبلیغی کاموں پر جانے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں"

افسوس ہے کہ چند سال بعد 1998 میں مکرم شمسؔ صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ جلسہ سالانہ

برطانیہ سے واپسی پر ڈوزلڈورف شہر کی ایک ٹنل میں پیش آنے والے ٹریفک کے ایک خوفناک حادثے کا شکار ہو گئے۔ مکرم شمسؔ صاحب تو موقع پر ہی شہید ہو گئے جبکہ ان کی اہلیہ ایک ہفتہ کومہ میں رہ کر اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَنَوِّرْ مَرْقَدَھُمَا وَارْفَعْ دَرَجَاتِھِمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم نویدالحق شمس صاحب جرمنی میں مربیؔ سلسلہ کے طور پر خدمت بجالا رہے ہیں۔

ہمبرگ تبادلہ

ہمبرگ تبادلے کی خبر خود حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بہت ہی اچھے ریمارکس کے ساتھ دی تھی۔ 27 دسمبر 1997 کو میری فیملی جرمنی آئی تھی ان کے آنے کے بعد مئی 1998 میں فرینکفرٹ میں فیملی ملاقات کے دوران حضورؒ نے یہ خبر دی تھی۔ چنانچہ واپس آکر اس کی تیاری شروع کر دی گئی۔ بچوں کو کولون جرمنی آئے ہوئے ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے، اوپر سے ٹرانسفر کا حکم لیکن آپ سوچ نہیں سکتے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل فرمایا۔ جس مقصد کے لئے مجھے وہاں ٹرانسفر کیا گیا تھا وہ مقصد پورا ہوا یا نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کولون میں میرے بچوں کو سکولوں میں داخلے نہیں مل رہے تھے۔ لیکن ہمبرگ میں جاتے ہی تینوں بچوں کو مختلف سکولوں میں داخلے مل گئے۔ اس سلسلہ میں مکرم حبیب احمد عمر صاحب جو کہ آجکل بطور نیشنل سیکریٹری رشتہ ناطہ Nord خدمت بجالا رہے ہیں نے ہمارے ساتھ بہت تعاون کیا۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔**

خاکسار تقریباً چودہ سال بعد بطور مربی ہمبرگ گیا تھا۔ وہی ہمبرگ جہاں میری پہلی تقرری ہوئی تھی اور جہاں مجھے دوبار 1974 تا 1978 اور پھر 1982 تا 1984 چھ سال خدمت کی توفیق ملی تھی۔ ہمبرگ شہر اور ہمبرگ کے احباب میرے لئے اجنبی نہیں تھے۔ ہماری رہائش فضلِ عمر مسجد میں ہی تھی۔ صدر حلقہ مکرم منور حسین صاحب طور تھے اور مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب لوکل امیر ہمبرگ۔ انہوں نے بہت اچھا استقبال کیا۔ جس روز مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمسؔ صاحب کولون کے لئے روانہ ہوئے اُسی روز ہم ہمبرگ پہنچ گئے۔ فیملی کے لئے بہر حال یہ جگہ نئی تھی۔ کچن اور کمروں

کی صفائی وغیرہ کر کے ہم بیٹھ گئے۔ جہاں تک فرنیچر خریدنے یا تبدیل کرنے یا ٹھیک کروانے کا تعلق تھا تو یہ کام مکرم چوہدری سعید انصر صاحب سیکرٹری جائیداد کے ذریعہ ہوا اور اس ذمہ داری کو انہوں نے خوب نبھایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

چودہ سال کے عرصہ میں جماعت بہت بڑھ چکی تھی۔ نئے لوگ بھی کثیر تعداد میں تھے۔ لوکل امارت کا دفتر بیت الرشید میں تھا۔ مرکزی پروگرام اور مجلس عاملہ کے اجلاسات وہاں پر منعقد ہوتے تھے۔ لوکل امیر صاحب، مربی سلسلہ اور مجلس عاملہ کے ممبران بڑے منظم رنگ میں مختلف حلقہ جات کے اجلاسات میں جا کر شامل ہوتے تھے۔

بطور افسر جلسہ گاہ

یہ 1994 کے آخر کی بات ہے۔ میں برلن میں متعین تھا کہ ایک دن فرینکفرٹ مرکز سے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جلسہ سالانہ جرمنی 1995 کے موقع پر معائنہ کے دوران تیاری جلسہ گاہ کی ٹیم کے ساتھ

فون آیا کہ آپ کو افسر جلسہ گاہ مقرر کیا گیا ہے۔ فون سنتے ہی پہلے تو میں فکر مند ہوا کہ اس سال تو میں نے ناظم اعلانات کے طور پر کام کیا ہے افسر جلسہ گاہ کی ذمہ داری تو بہت بڑی ہے اور اس کے کئی شعبہ جات ہیں۔ اس لئے برلن میں بیٹھ کر یہ کام بظاہر مشکل نظر آ رہا تھا جس کی وجہ سے کچھ فکر بھی دامن گیر ہوئی اس پر میں دعا میں لگ گیا۔ چند دنوں کے بعد تقرری کا باقاعدہ خط ملنے پر دعا کے ساتھ جلسہ سالانہ 1995 کا کام شروع کر دیا۔

اتفاق سے اُسی سال جلسہ سالانہ کا Venue بھی تبدیل ہو کر گروس گیراؤ سے مئی مارکیٹ من ہائیم میں منتقل ہو گیا اس لحاظ سے نئی جلسہ گاہ میں سارے شعبہ جات کو جگہ دینا اپنی جگہ ایک چیلنج تھا۔ افسر جلسہ سالانہ مکرم عبد الرحمٰن مبشر صاحب تھے جو کہ جماعت کے ایک مخلص، محنتی اور نظام جماعت کو سمجھنے والے کارکن ہیں۔ افسر جلسہ سالانہ تو تبدیل ہوتے رہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے 1995 سے لے کر 2014 تک بطور افسر جلسہ گاہ خدمت کرنے کا موقع ملا۔ اس سارے عرصہ میں علاوہ دیگر کارکنان کے مکرم مغفور احمد صاحب کا تعاون بطور نائب افسر جلسہ گاہ حاصل رہا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اس سارے عرصہ میں وقت کی پابندی کے ساتھ جلسہ سالانہ کی تقاریر اور دیگر پروگرام جلسہ گاہ میں ہوتے رہے۔ کئی سالوں سے جلسہ کے دوسرے روز مختلف اقوام کے لوگوں، نومبائعین اور زیر تبلیغ افراد کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی سوال وجواب کی مجلس جلسہ گاہ میں منعقد ہوتی تھی۔ اس کے اختتام پر کرسیاں وغیرہ اُٹھا کر اور صفائی کر کے قالین بچھا کر اس کو گرین ایریا کے لئے تیار کیا جاتا تھا جس کے بعد اس روز کے آخری سیشن کی کارروائی ہوتی تھی۔ سال 2001 میں آخری سیشن شروع کرنے میں تاخیر ہو گئی۔ سیشن کے اختتام کے وقت کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے تاکہ کھانوں اور دیگر پروگراموں نیز نماز مغرب وعشاء میں تاخیر نہ ہو۔ اس لئے میں نے اس اجلاس کو مختصر کرنے کا پروگرام بنایا۔ چونکہ اُس اجلاس میں میری بھی تقریر تھی اس لئے میں نے اپنی تقریر کو چھوڑ دیا اور امیر صاحب کو بتا دیا۔ انہوں نے اس سے اتفاق کیا اور یوں اس سیشن کا اختتام وقت پر ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك

ایّام جلسہ میں نکاح کا اعلان

مجھے 20 اگست 1998 کو جلسہ سالانہ کے دوسرے روز جلسہ گاہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی موجودگی میں ظہر وعصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد جبکہ حضور اپنے جائے نماز پر تشریف فرما تھے، مکرم عبد الرحمٰن مبشر صاحب افسر جلسہ سالانہ کی بیٹی کے نکاح کے اعلان کی سعادت نصیب ہوئی جس کے بعد حضور انورؒ نے نکاح کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ عام طور پر جلسوں کے مواقع پر نکاح کا اعلان نہیں ہوتا اس لئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس نکاح کے اعلان کی خصوصی اجازت عنایت فرمائی تھی۔ قبل ازیں لجنہ کی جلسہ گاہ میں مستورات سے خطاب کے اختتام پر اس نکاح کے اعلان کے بارہ میں فرمایا:

"عام طور پر جلسوں میں نکاح کا اعلان نہیں ہوتا۔ مگر چونکہ یہ افسر جلسہ سالانہ کی بیٹی کا نکاح

ہے اور ان کی خدمات کے حوالہ سے ان کا حق بنتا ہے اس لئے میں نے یہ اجازت دی ہے"
(الفضل انٹرنیشنل 9تا15 اکتوبر 1998 صفحہ 12)

جلسہ سالانہ کے چند مواقع پر خاکسار کو بھی بطور مبلغ انچارج جرمنی مکرم امیر صاحب کے ہمراہ حضور انورؒ کو جرمنی کی کسی سرحد یا پھر کسی مقررہ جگہ سے Receive کرنے کی سعادت ملی ۔ ایسے ہی ایک موقع پر طے پایا کہ بجائے اس کے کہ ہم سرحد پر کسی جگہ استقبال کریں بہتر ہوگا کہ ہم بیلجیئم مشن ہاؤس سے ہی حضورؒ کی معیّت میں واپس آئیں۔ چنانچہ مکرم امیر صاحب جرمنی کے ساتھ ایک وفد وہاں پہنچ گیا۔ مشن کے وسیع وعریض احاطہ میں ایک Grill پارٹی ہو رہی تھی جس میں ہم بھی مدعو تھے۔ حضورؒ کے بائیں طرف مکرم امیر صاحب جرمنی تشریف فرما تھے اور ان کے ساتھ خاکسار بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے چند روز قبل کُنری سندھ میں میرے چچا جان چوہدری محمد شریف صاحب کا 8 جون 2000 کو انتقال ہو گیا تھا جس کی اطلاع میں نے حضورؒ کی خدمت میں بھجوائی تھی۔ چنانچہ اس موقع پر حضورؒ نے میرے چچا کی وفات پر تعزیّت فرمائی اور مجھ سے فرمایا: "ناصر آباد اسٹیٹ کی مسجد نئی بنی ہے، کیا آپ نے دیکھی ہے"؟۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ ناصر آباد اسٹیٹ گئے ہوئے کافی سال ہو گئے ہیں نئی مسجد میں نے نہیں دیکھی۔ اس پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اب کی بار جب وہاں جائیں تو ضرور مسجد دیکھنا"۔ میں نے عرض کیا۔ انشاء اللہ العزیز۔ چنانچہ جب میں دسمبر 2002 میں رخصت پر پاکستان گیا تو حضور انورؒ کے ارشاد کی تعمیل میں ناصر آباد اسٹیٹ بھی گیا اور یہ مسجد بھی دیکھنے کی توفیق ملی۔ اس کے بعد جب میں ربوہ آیا تو میں نے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی سے شرف ملاقات حاصل کیا اور آپ کو بتایا کہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے یہ مسجد دیکھنے کا ارشاد فرمایا تھا سو الحمدللہ اس ارشاد کی تعمیل کر دی ہے۔ اگلے صفحہ پر فوٹو میں چچا جان کے ساتھ میری والدہ محترمہ کے چچا زاد بھائی مکرم محمد اقبال صاحب بھی ہیں۔ ان کے دوسرے بھائیوں کے اسماء یہ ہیں۔ مکرم رشید احمد صاحب، مکرم مختار احمد صاحب مکرم سردار احمد صاحب اور مکرم عبدالستار صاحب۔ ان کا تعلق والدہ صاحبہ کے ساتھ سگے بھائیوں کا سا تھا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

دائیں سے : مکرم برادرم صفدر علی صاحب، مکرم چچا محمد شریف صاحب، مکرم ماموں محمد اقبال صاحب، حیدر علی ظفر واقف زندگی

تقرّر بطور مبلغ انچارج جرمنی

مجھے ابھی ہمبرگ میں آئے ہوئے چند ماہ ہی ہوئے تھے کہ اکتوبر 1998 میں مکرم مولانا عطاالله کلیم صاحب مبلغ انچارج کی ریٹائرمنٹ کے بعد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ازراہِ شفقت خاکسار کو جرمنی کا مبلغ انچارج مقرر فرمایا۔ تاہم مجھے ہدایت ہوئی کہ میں ہمبرگ میں رہتے ہوئے ہی یہ فریضہ ادا کروں۔

فوجیوں کے گروپ کی مسجد آمد

مورخہ 24 اکتوبر 1998 کو 48 افراد پر مشتمل فوجیوں کا ایک گروپ جس میں ان کے بیوی بچے بھی شامل تھے فضل عمر مسجد ہمبرگ میں آیا۔ خاکسار نے اسلام احمدیت کے تعارف پر ایک تقریر کی اور ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ خواتین کے سوالات کے جوابات دو احمدی طالبات نے دیئے۔ اس گروپ کے شاملین کی عمومی تواضع کے علاوہ لٹریچر بھی دیا گیا۔ الحمد للہ یہ گروپ ایک اچھا تاثر لے کر گیا۔

بڑے بھائی مکرم صفدر علی صاحب کی وفات

ہمبرگ میں قیام کے دوران دو صدمات بھی سہنے پڑے۔ ایک تو مورخہ 9/اگست 1998 کو میرے بڑے بھائی مکرم صفدر علی صاحب کی قریباً ساٹھ سال کی عمر میں کراچی پاکستان میں وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ کراچی ہجرت کرنے سے پہلے آپ کا قیام گنری میں رہا جہاں پر پہلے آپ نے تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد ٹیکنیکل کام سیکھ کر عملی زندگی میں قدم رکھا اور پھر اسی میں مصروف رہے۔ محترم بھائی جان کی کراچی ہجرت کا باعث ان کی اہلیہ محترمہ امۃ العزیز صاحبہ کی بیماری اور علاج تھا جن کی

1992 میں وفات ہوگئی اور جماعت احمدیہ کراچی کے قبرستان گلشنِ احمد میں تدفین ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ بھائی جان صفدر علی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جو بچے عطا فرمائے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ عزیزہ امۃ الشفیق صاحبہ، عزیزم خالد محمود صاحب (جوانی میں ہی وفات پا گئے تھے)، عزیزم طارق محمود صاحب، عزیزم کلیم محمود صاحب اور ایک بیٹا عزیزم طاہر ندیم جو کہ کم عمری ہی میں وفات پا گیا تھا۔
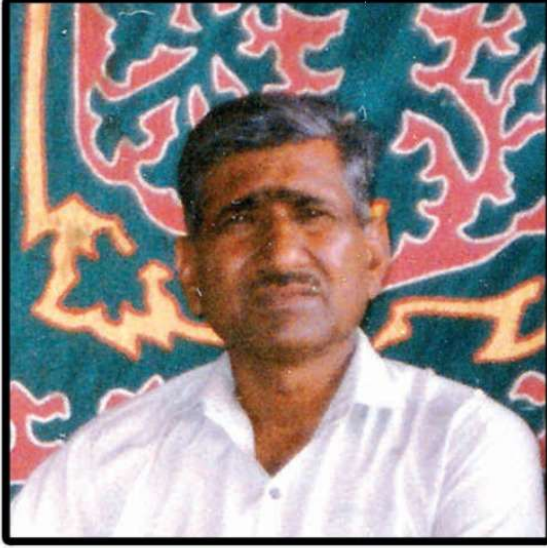
مکرم صفدر علی صاحب

خوشدامن صاحبہ کی وفات

دوسرا صدمہ میری خوشدامن محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ بنت حضرت چوہدری امین اللہ صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا تھا۔ آپ مورخہ 11 اگست 1999 کو بعمر 76 سال اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوگئیں۔ آپ نے 1959 میں اپنے خاوند کی وفات کے بعد اپنے دس بچوں (پانچ بیٹیاں پانچ بیٹے) کی تعلیم و تربیت اور ان کی خانہ آبادی کے تمام فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔ دو بڑی بیٹیاں ان کے

حضرت چوہدری امین اللہ صاحبؓ

خاوند کی زندگی میں بیاہی جا چکی تھیں۔ جرمنی آنے کے بعد آپ اپنے بیٹوں مکرم نعیم احمد صاحب اور مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب کے ہاں قصرِ سکینہ Heddesheim میں مقیم رہیں۔ وفات کے بعد ان کے بیٹے میّت ربوہ لے گئے جہاں بہشتی مقبرہ میں ان کی تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ جرمنی کی تاریخ میں ہمبرگ کی اہمیّت

آج سے سو سال قبل ستمبر 1922 میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے تحت لنڈن سے حضرت مولوی مبارک علی صاحب بنگالی کو جرمنی میں تبلیغ اسلام کے مواقع کا جائزہ لینے کے لئے بھجوایا گیا۔ بعد ازاں دارالحکومت برلن میں مسجد کی تعمیر کا منصوبہ بنایا گیا جو کئی ایک مراحل طے کرنے کے باوجود اس وقت کے ملکی و بین الاقوامی مالی بحران کی وجہ سے پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ جنگِ عظیم دوم کے اختتام پر حضور رضی اللہ عنہ نے جنگ زدہ یورپ کو حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے ایک بار پھر مبلغین بھجوائے اور دریائے ELBE پر واقع مغربی جرمنی میں اُس وقت کے سب سے بڑے اور اب متحدہ جرمنی کے دوسرے بڑے شہر ہمبرگ کو جو ایک شہری ریاست بھی ہے، منتخب فرمایا۔ اس لئے اس حوالہ سے جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ہمبرگ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ابتداء میں مشن کا آغاز ایک کرایہ کی عمارت میں کیا گیا تھا۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنفسِ نفیس 1955 میں یورپ کے دورہ کے دوران ہمبرگ بھی تشریف لائے۔ ہمبرگ کے اسمبلی ہال میں آپ کا شہر کی طرف سے استقبال کیا گیا۔ اپنے قیام کے دوران حضورؓ نے ہمبرگ میں ایک مسجد کی تعمیر کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اس کی تعمیل میں 1957 میں ہمبرگ کے علاقہ Stellingen میں Wieckstrasse 24. پر ایک مسجد کی

Nr. 148 - Jahrgang 8 | Die Hamburg-Seite | Hamburger Abendblatt - Seite 3

Glaubensfürst im Rathaus

Kalif Hazrat Mirza Mahmud Ahmad, das Oberhaupt der islamischen Ahmadiyya-Bewegung, der Hamburg einen dreitägigen Besuch abstattet, wurde gestern von Senator Jo von Fisenne im Rathaus empfangen. Der „Fürst der Gläubigen", wie der 66jährige Gast aus Rabwah in Pakistan, genannt wird, erklärte, er hoffe, daß sich seine Bewegung in Deutschland ausbreite. Schon seien 150 Deutsche dazu übergetreten. Deutsches „Glaubenszentrum" ist Hamburg.

تعمیر کی گئی جس کا نام فضل عمر مسجد رکھا گیا۔ اس مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اور حضرت چوہدری ظفراللہ خاں صاحبؓ جیسی عظیم ہستیاں ہمبرگ تشریف لائیں۔

مکرم چوہدری عبدالطیف صاحب مبلغ سلسلہ نے قرآن کریم میں مذکور حضرت ذکریاؑ کی دعا:
رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ۔ (الانبیاء:90) اے میرے ربّ! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ لکھوا کر مسجد کے اندر آویزاں کی ہوئی تھی۔ کہاں تنہائی کا وہ عالم اور کہاں آج یہی مسجد ہمبرگ کے چودہ حلقوں میں سے ایک 'حلقہ مسجد' کے احباب کے لئے بھی ناکافی ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمبرگ میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد فضلِ عمر کے بعد اب جرمنی میں جماعت احمدیہ کا سو مساجد کا منصوبہ تیزی سے تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ یقیناً کسی عام انسان سے اِس قدر دُوراندیشی ممکن نہیں تھی اور انگلیوں پر گنے جاسکنے والے نمازیوں کی خاطر جرمنی میں مسجد کی تعمیر کے لئے پاکستان میں جماعت کو مالی قربانی کی تحریک کرنا بظاہر سمجھ نہ آسکنے والی بات تھی لیکن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کا یہ ایک عظیم ویژن تھا جس کے اثمار سے ہم آج خوب مستفید ہو رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

بیرون از ہمبرگ ریجنز کی ذمّہ داری

ہمبرگ کی جماعت کے علاوہ دو اور ریجنز کی ذمہ داری بھی خاکسار کے پاس تھی وہاں کی جماعتوں کے دورے بھی کئے جاتے تھے۔ کیل اور مہدی آباد صوبہ شلیسو یگ ہولسٹائین کی بڑی جماعتیں تھیں جہاں تبلیغی تربیتی پروگرام بھی ہوتے رہتے تھے۔ ہمبرگ میں میری پہلی اور دوسری تقرری کے دورانیے کی نسبت ان جماعتوں میں اب تمام انتظامی ذمہ داریاں عہدیداروں نے اُٹھائی ہوئی تھیں۔ مکرم چوہدری محمد کولمبس خان صاحب صدر جماعت مہدی آباد اور شلیسو یگ ہولسٹائین کے ریجنل امیر بھی تھے۔ علاقائی سطح کے پروگرام مہدی آباد میں ہوتے تھے۔ اس جماعت میں سے چند قدیمی احباب میں مکرم منیر احمد باجوہ صاحب، مکرم سلیم احمد طور صاحب مکرم مبارک احمد صاحب طاہر آف سیالکوٹ اور مکرم حبیب اللہ طارق صاحب جو کہ ناظم علاقہ انصار اللہ تھے زیادہ معروف اور فعال تھے۔ مہدی آباد میں قابل استعمال covered حصّہ بھی کافی تھا اور باہر cooking وغیرہ کے لئے بھی جگہ تھی پارکنگ اور بچوں کے اچھلنے کودنے کے لئے بھی جگہ کافی وسیع تھی۔ اس لئے یہاں پر اجتماعات بھی منعقد کئے جاتے تھے۔ چونکہ ہمبرگ میں قیام کے دوران بطور مبلغ انچارج میرا تقرر ہو چکا تھا اس لئے ہر ماہ نیشنل مجلس عاملہ کی ماہانہ میٹنگ کے لئے فرینکفرٹ جایا کرتا تھا۔

عزیزہ قرۃ العین کی شادی

یہاں پر قیام کے دوران مورخہ 19 مارچ 2000 کو بیت الرشید سے بیٹی عزیزہ قرۃ العین کی رخصتی عمل میں آئی۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ ہمبرگ کے احباب و خواتین نے غیر معمولی پیار اور محبت کا اظہار کیا جس کو میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب لوکل امیر کی

زیرِ نگرانی ضیافت کے لئے مکرم سلیم الدین صاحب مرحوم نے اپنی ٹیم سمیت بڑے اخلاص کے ساتھ یہ خدمت سرانجام دی۔ علاوہ ازیں فرینکفرٹ سے مکرم محمد افضل صاحب خاص طور پر مدد کے لئے تشریف لائے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

فوجیوں کے دوسرے گروپ کی مسجد میں آمد

مورخہ 27 جون 2000 کو ایک عیسائی پادری کے ساتھ 25 افراد پر مشتمل فوجیوں کا ایک گروپ مسجد فضلِ عمر ہمبرگ میں آیا۔ ان کے سامنے اسلام احمدیت کا تعارف کروایا گیا اور پھر ان کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

Expo 2000 Hannover

یکم جون تا 31 اکتوبر 2000 کے دوران Hannover شہر میں مشہور عالم Expo کا انعقاد ہوا تھا۔ اس Expo میں جماعت کا تبلیغی سٹینڈ لگانے اور لٹریچر کی تقسیم کی ذمہ داری بحیثیت مبلغ انچارج میرے سپرد تھی۔ اس Expo کے لئے ہنوفر کی انتظامیہ نے شہر سے باہر ایک وسیع وعریض علاقہ منتخب کیا جس کو اس مقصد کے لئے Develop کیا گیا تھا۔ سڑکیں بنائی گئیں، S-Bahn کے ذریعہ زائرین کے آنے کے لئے ٹرین کے نئے ٹریک تیار کئے گئے اور S-Bahn چلائی گئیں۔ دنیا بھر سے اداروں اور کمپنیوں نے اپنے اپنے ہر قسم کے سٹالز لگائے، اپنی نئی ٹیکنالوجی اور کلچر کو پیش کیا۔ حتیٰ کہ عرب ممالک کے کلچر کو پیش کرنے کے لئے ریت اور اونٹ بھی منگوائے گئے۔ چنیوٹ پاکستان سے آمدہ خوبصورتی سے سجائی گئی ایک بس کی بھی نمائش کی گئی تھی۔

اس موقع پر جماعت احمدیہ جرمنی نے مقامی جماعت سے مل کر تبلیغ اور لٹریچر کی وسیع تقسیم کا پروگرام بنایا۔ EXPO 2000 کے دنوں میں ٹراموں اور اسٹیشنوں پر بھی لٹریچر تقسیم کرنے کی اجازت تھی۔ آخری سٹیشن پر آنے اور جانے والوں کو لٹریچر دیا جاتا رہا۔ اس EXPO 2000 میں

ایک بک سٹال جماعت کی طرف سے لگایا گیا تھا جس پر ڈیوٹی کے لئے باری باری قریبی جماعتوں سے بھی احباب جماعت کو خدمت کے لئے بلایا گیا۔

بین الاقوامی سیمینار میں شرکت

قبل ازیں مورخہ تین اور چار ستمبر 1999 کو خاکسار کے ہمراہ مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب، مکرم محمد داؤد مجوکہ صاحب اور انکی ہمشیرہ عزیزہ ساجدہ یوسف صاحبہ ایک بین الاقوامی سیمینار منعقدہ Emden میں شامل ہوئے تھے۔ EXPO 2000 Hannover کی انتظامیہ نے ہی مختلف ممالک سے ہندومت، بدھ مت، یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے سکالرز کو دعوت دی ہوئی تھی۔ اسلام کے بارہ میں امریکہ سے ایک ایرانی پروفیسر آئے ہوئے تھے۔ اس سیمینار میں شامل ہونے والے سکالرز سے مل کر انہیں قرآن مجید، اسلامی اصول کی فلاسفی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب Revelation, Rationality, Knowledge and Truth بطور تحفہ پیش کی گئی اور ان سکالرز کو جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا۔

اسی طرح 22 جون 2000 کو Hannover شہر میں ایک اور سیمینار میں شرکت کی گئی۔ تحقیقاتی ادارہ جو سیمینار منعقد کروا رہا تھا اس کے ڈائریکٹر سے ملنے کے علاوہ مختلف ممالک سے لیکچر دینے کے لئے آئے ہوئے پروفیسر صاحبان سے بھی رابطے کئے گئے اور ان کو سلسلہ کی کتب دی گئیں۔ انڈیا سے آئے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر اصغر علی صاحب کو جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ پر لکھی گئی کتاب "A man of God" پیش کی گئی تو ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ یہ کتاب ان کی لائبریری میں موجود ہے۔ مصر سے آئے ہوئے وزیر اوقاف سے جب بات ہوئی تو اس نے تعصّب کا اظہار کیا۔

نئی Millenium کا آغاز

کیلنڈر کے سال 2000 کے اختتام پر ساری دنیا میں ایک ہیجان برپا تھا اور کئی نئی تبدیلیوں کی

نشاندہی اور خطرات کی پیش گوئیاں کی جارہی تھیں۔ اس لحاظ سے دوسرے ہزار سال کے خاتمہ پر نئے ہزار سال کا آغاز یکم جنوری سے شروع ہونے والا تھا اور اس پہلو سے یہ سال بڑی اہمیت کا حامل ہو چکا تھا۔ اس سلسلہ میں افراد جماعت پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی تھیں اس بارے میں ایک مضمون لکھا گیا اور احباب کو ان ذمہ داریوں سے آگاہ کیا گیا۔ نئے ہزار سالہ دور کے آغاز اور اس نسبت سے آئندہ دور میں اپنی تبلیغ کو وسیع کرنے کے لئے سکیم 2001 کے تحت جماعت نے جرمنی کی بیس فیصد آبادی تک بذریعہ لٹریچر پیغام حق پہنچانے کی منصوبہ بندی کی اور اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کی صدارت کے فرائض میرے ذمہ لگائے گئے۔ چنانچہ کمیٹی کی کئی میٹنگز ہوئیں۔ ان میں یہ بھی طے پایا کہ مختلف اہل قلم حضرات کو اس موقع پر تقسیم کرنے کے لئے فولڈر کی تیاری کے لئے کام سپرد کیا جائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن بھٹہ صاحب نے (جو کہ سامی مذاہب پر کافی تحقیقی کام کر چکے تھے اور کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں) کچھ مضامین تیار کرکے اس فریضہ کو بخوبی نبھایا۔ بالآخر مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب نے ایک شاندار فولڈر ترتیب دیا جو چالیس لاکھ کی تعداد میں طبع کروایا گیا۔ اس کی ملک بھر میں تقسیم کا منصوبہ بھی تیار کیا گیا اور مختلف جگہوں پر براہِ راست پریس سے بھجوا دیا گیا۔ تاہم کچھ تعداد میں یہ فولڈر بیت السبوح فرینکفرٹ میں منگوا کر رکھا گیا۔

اس Millenium کے سال میں تمام افراد جماعت نے مقامی جماعتوں کے پروگرام کے مطابق مقرر کردہ علاقوں میں گھر گھر جا کر یہ پمفلٹ لیٹر بکسوں میں ڈالا۔ اس فولڈر کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس فولڈر کے بیرونی صفحہ پر ایک مختصر فقرے کے ساتھ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گھڑی کی تصویر بھی دی گئی تھی۔ ایک مختصر فقرے جس کا مفہوم یہ ہے ”وقت سے فائدہ اُٹھاؤ کیونکہ تمہارے اندازے سے زیادہ دیر ہو چکی ہے۔“

؎ وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت　　　میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

„Nutze die Zeit,
denn es
ist später
als Du denkst…"
oder…
www.ahmadiyya.de

فرینکفرٹ تبادلہ

ہمبرگ میں دو سال قیام کے بعد میرا تبادلہ فرینکفرٹ میں ہو گیا۔ ہمبرگ سے روانگی سے قبل حلقہ مسجد میں الوداعیہ پیش کیا گیا۔اس موقع پر پیش کیا گیا سپاس نامہ حسبِ ذیل ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سپاس نامہ

آج کی یہ مجلس مکرم و محترم حیدر علی صاحب ظفرؔ مبلغ انچارج جماعت احمدیہ جرمنی کے ہمبرگ سے فرینکفرٹ تبادلے کے نتیجہ میں ان کی ہمبرگ سے روانگی کے سلسلے میں حلقہ Moschee جماعت احمدیہ ہمبرگ سٹی کی طرف سے الوداعی تقریب کے طور پر منعقد کی جارہی ہے۔

ایک واقف زندگی مبلغ سلسلہ کی شان میں تعریفی کلمات بیان کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ کیونکہ ان کے لئے سب سے بڑا انعام الٰہی اور اعزاز صرف اس بات میں ہی آجاتا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کر چھوڑی ہے اور امام وقت کی دعاؤں کے ہمہ وقت وارث بنتے ہیں۔

مکرم و محترم حیدر علی صاحب ظفرؔ کو بھی خدا تعالیٰ نے مختلف ممالک میں جا کر خدمتِ دین بجالانے کی توفیق عطا فرمائی۔ دو برس پہلے آپ کی تعیناتی ہمبرگ میں کی گئی اور اس طرح آپ مسجد فضل عمر میں قیام پذیر ہوئے۔ ہمبرگ سٹی کے علاوہ نیدرساخسن اور شلیسویگ میکلن برگ کے ریجنز میں بھی بحیثیت مربی سلسلہ اور مبلغ انچارج کی ذمہ داری آپ کے سپرد تھی۔اس

عرصہ میں جہاں ان تینوں ریجنز کے افراد جماعت نے بالعموم آپ کی ذات سے مختلف النوع تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی فوائد حاصل کئے وہاں ہم لوگ جن کا تعلق حلقہ Moschee سے ہے اس لحاظ سے زیادہ خوش قسمت ٹھہرے کہ ہمیں آپ کی ہمہ وقت اور براہِ راست سرپرستی، تربیت، نگرانی اور رہنمائی حاصل رہی۔ آپ نے بالعموم یہ کوشش جاری رکھی کہ حلقہ Moschee میں تعلیمی اور تربیتی امور کسی نہ کسی رنگ میں آگے بڑھتے رہیں۔ لجنہ اِماء اللہ کے لئے الگ اور احباب جماعت کے لئے الگ قرآن کریم کو صحیح تلفظ اور صحت کے ساتھ پڑھنے کے لئے کلاسز کا اجراء کیا اور ذاتی طور پر ان کلاسز میں تدریسی فریضہ انجام دیتے رہے۔

مختلف سکولوں سے اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے جو کلاسز مسجد فضل عمر میں آتی ہیں انہیں جرمن زبان میں لیکچر کی صورت میں براہ راست جامع معلومات پہنچاتے رہے۔

ایک مبلغ سلسلہ کے فرائض میں یہ بات شامل ہوتی ہے کہ وہ نظام جماعت کے قیام اور استحکام کے لئے کوشاں رہے۔ مکرم مولانا حیدر علی صاحب ظفرؔ کی شخصیت میں یہ بات زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ تمام افرادِ جماعت کو نہایت اعلیٰ حکمت عملی کے ساتھ نظام جماعت کے قواعد و ضوابط کے تحت چلنے کا سبق دے جاتے ہیں۔ آپ کی شخصیت کا ایک اور پہلو جس کا ہمیں متعدد بار تجربہ ہوا یہ ہے کہ آپ عہدیداران جماعت کے حفظ مراتب کا خود بھی خیال رکھتے ہیں اور دیگر افراد جماعت کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی تحریک و ترغیب دیتے رہتے ہیں۔

ان تمام اوصاف کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی ذات میں کسر نفسی کا طبعی میلان کچھ ایسے انداز میں پایا جاتا ہے کہ اس کی مثال شاذ شاذ ملتی ہے۔ اس بات کا اندازہ صرف اس امر سے ہی لگایا جاسکتا ہے کہ مسجد فضل عمر اور بیت الرشید میں ہونے والے وقارِ عمل میں ذاتی طور پر شامل ہو کر آپ کو اپنے ہاتھوں سے پتھر اور اینٹیں اٹھاتے ہم میں سے کئی لوگوں نے اپنی آنکھوں

سے دیکھا ہے۔

اکثر و بیشتر احباب جماعت سے ٹیلی فون پر رابطہ کر کے ان سے ایک طرح کا ذاتی تعلق قائم کرنا اور پھر اس ذاتی تعلق کے ذریعہ لوگوں کو جماعتی امور میں شامل کرنے میں کوشاں رہنا آپ کی شخصیت کا ایک اور اہم پہلو ہے۔ یہ دو برس کا عرصہ بہت جلد گزر گیا۔ مکرم مولانا حیدر علی صاحب ظفر کی ہیمبرگ سے روانگی اگرچہ ہمارے لئے جذباتی طور پر گراں بار ہے تاہم بحیثیت مبلغ انچارج جرمنی آپ کے فرائض منصبی کے پیش نظر آپ کی فرینکفرٹ مرکز میں تقرری جماعت احمدیہ جرمنی کے وسیع مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے کی گئی ہے اور ہم آپ کو اپنے دل کی گہرائیوں سے انتہائی محبت اور پر خلوص دعاؤں کے ساتھ الوداع کہہ رہے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ مولا کریم آپ کو ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے اور محض اپنے فضل سے آپ کو ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ جہاں بھی رہیں خدا تعالیٰ کی رحمت آپ پر سایہ فگن رہے اور خدا تعالیٰ ہر آن آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

ایک درخواست آپ کی خدمت میں یہ ہے کہ ہیمبرگ کی جماعت کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کی پردہ پوشی فرمائے، ہماری کمزوریوں کو دور کر دے اور ہمیں اس طرح سے اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کے مقبول بندوں میں شمار ہو سکیں۔ آمین۔

ہم ہیں

افرادِ جماعت احمدیہ حلقہ Moschee ہمبرگ سٹی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا 1998 میں ممبران مجلس عاملہ ہمبرگ کے ساتھ ایک یادگار فوٹو

فرینکفرٹ آمد

مورخہ 22جولائی 2000 کوخاکسار مع فیملی ہمبرگ سے فرینکفرٹ منتقل ہو گیا اور مسجد نور سے ملحقہ جماعتی فلیٹ میں ہمیں رہائش دی گئی۔نیشنل ہیڈ کوارٹرز جو کہ مٹل ویگ Mittelweg میں واقع تھا۔میرا دفتر مسجد نور میں تھا اور یہاں ہی احباب جماعت و دیگر لوگوں کا آنا جانا اور پروگراموں کا انعقاد ہوتا تھا۔تاہم مٹل ویگ آنا جانا بھی لگا رہتا تھا۔جب باوجود نامساعد حالات کے Genfer Str. 11, Frankfurt am Main والی بلڈنگ خرید لی گئی تو مجھے رہائش بھی وہاں مل گئی اور دفتر بھی۔یہاں پر قیام اور دفتر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرپور خدمت کرنے کا موقع ملا۔محترم امیر صاحب کا اور میرا دفتر ایک ہی فلور پر تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح کی رہائش کے لئے جگہ بھی اسی فلور پر تھی۔ ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی یہاں پر ٹھہرے تھے۔یہ جگہ جماعت نے 2000 میں خریدی تھی جو آہستہ آہستہ پوری طرح فنکشنل ہوگئی۔اس سے جماعت جرمنی کے سارے شعبہ جات کے دفاتر ایک ہی جگہ پر منتقل ہو گئے۔ علاوہ ازیں اس عمارت میں خلیفۂ وقت کے لئے آئندہ کے لئے رہائش گاہ تیار کی گئی نیز مبلغ انچارج جرمنی اور دیگر مبلغین کی رہائش گاہیں بھی تیار کر دی گئیں۔

سنگِ بنیاد مسجد بیت المومن میونسٹر

1997 میں خاکسار جب کولون میں متعین تھا تو میونسٹر (Münster/Westfalen) جماعت کے صدر نے وہاں کے لارڈ مئیر Dr. Tawenhöven سے ملاقات کا وقت لیا۔ چنانچہ خاکسار، ریجنل امیر مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن بھٹہ صاحب اور صدر جماعت مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب نے اُن سے ملکر جماعت کا تعارف کروایا اور بتایا کہ ہمیں مسجد کے لئے پلاٹ چاہیئے۔کئی جگہیں دیکھنے کے بعد 1999 میں مسجد کی موجودہ جگہ خرید لی گئی اور پھر وہ مبارک گھڑی بھی آ گئی جب خاکسار کو بطور مبلغ انچارج جرمنی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ 31۔اگست 2000 کو مسجد بیت المومن میونسٹر کے سنگِ بنیاد کے موقع پر اینٹ رکھنے اور حضورؒ کے ساتھ اجتماعی دعا میں شامل ہونے کی سعادت ملی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ میونسٹر میں 31 اگست 2000ء کو مسجد بیت المومن کے سنگ بنیاد رکھنے کے بعد دُعا کروا رہے ہیں

جرمنی میں انٹرنیشنل جلسہ سالانہ

ہمارے سالانہ جلسوں میں 2001 میں مئی مارکیٹ من ہائم میں منعقد ہونے والے جلسے کو انٹرنیشنل جلسہ سالانہ ہونے کی خصوصیت حاصل ہوگئی تھی کیونکہ انگلستان میں اس وقت Mad Cow Disease پھیلی ہوئی تھی اس لئے وہاں ان کا جلسہ سالانہ منعقد نہ ہو سکا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ جرمنی کو انٹرنیشنل جلسہ سالانہ کی حیثیت دے دی۔ چنانچہ تمام دنیا کے جو وفود انگلستان آتے تھے وہ یہاں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسے کے انتظامات کو بہت وسیع کیا گیا۔ خلیفۂ وقت جماعت کی سالانہ ترقی کے بارہ میں جلسہ کے دوسرے روز جو خطاب فرماتے ہیں وہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس جلسہ میں ارشاد فرمایا۔ اس طرح عالمی بیعت کا انعقاد بھی یہاں ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی 2001 کے موقع پر افتتاحی خطاب کے دو مناظر
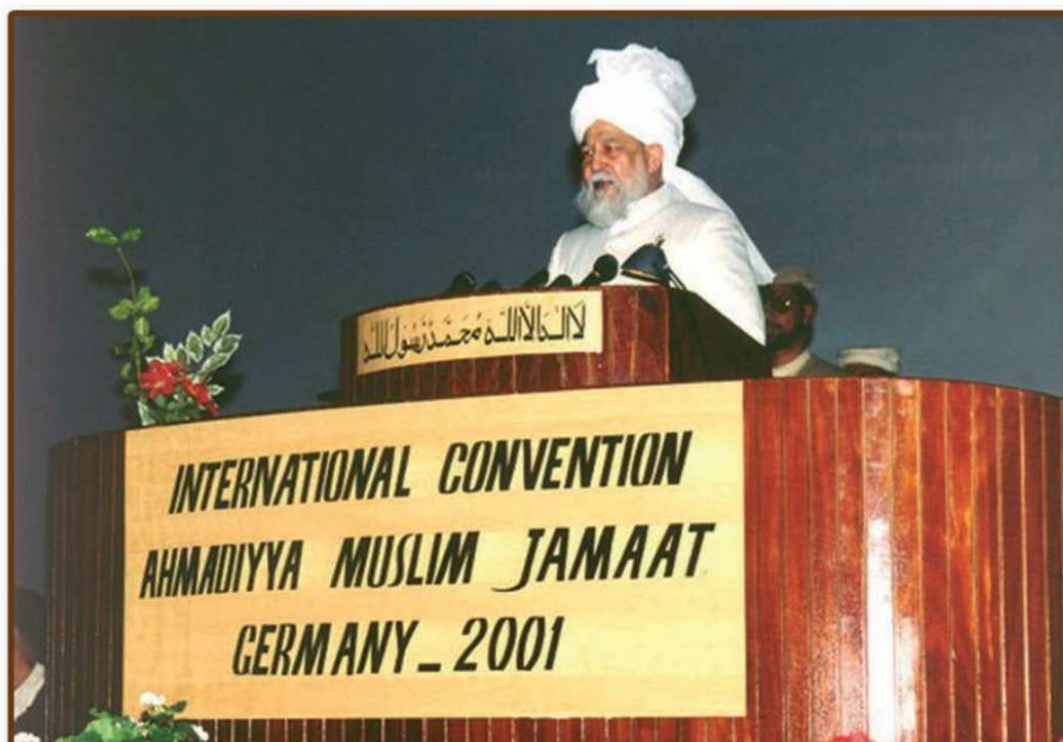
انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی 2001 کے موقع پر عالمی بیعت کا ایک منظر

انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی 2001 میں براعظم افریقہ کے دو ممالک بینن اور ٹوگو کے بادشاہوں کی شمولیت

بیت السبوح فرینکفرٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی رہائش

عموماً خلیفۃ المسیح کی رہائش گاہ کے اندر فون کے پاس بعض ضروری ٹیلیفون نمبرز کی فہرست بھی رکھی جاتی ہے تا کہ بوقت ضرورت حضورِ انورؒ خود بھی رابطہ کر سکیں۔ چنانچہ 2001 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ یہاں ٹھہرے تو ان کی آمد کے پہلے روز ہی میرے دفتر کی گھنٹی بجی۔ جب میں نے فون اٹھایا تو حضورؒ نے فرمایا۔ مرزا طاہر احمد۔ میں نے السلام علیکم عرض کیا۔ حضورؒ نے فرمایا میں نے صرف دیئے گئے فون کو چیک کرنے کے لئے فون کیا ہے۔ بہر حال یہ میری خوش نصیبی تھی کہ اُس وقت میں دفتر میں موجود تھا۔ تمام شعبہ جات کے دفاتر اسی بلڈنگ میں ہیں۔ یہاں رہائش اور دفتر کی وجہ سے میں ہمہ وقت ان کی خدمت مشورہ اور تعاون کے لئے موجود ہوتا تھا۔ ہمسایہ ممالک میں تبلیغ کے لئے جو مشورے ہوتے تھے اُن میں بھی مَیں شامل ہوتا تھا۔ کثرت کے ساتھ جماعتوں کے دورے پر جاتا تھا۔

مہمان مقررین

جلسہ سالانہ جرمنی پر ہر سال خلیفۂ وقت کی منظوری سے کسی مہمان مقرر کو بلایا جاتا ہے۔ مہمان مقرر کو بلائے جانے کا طریق پہلے جلسہ سالانہ سے قائم ہے۔ یہ مہمان مقرر سکنڈے نیوین ممالک اور یورپ کے مختلف ممالک سے بھی آتے رہے۔ اب کئی سالوں سے قادیان یا ربوہ سے کوئی بزرگ تشریف لا رہے ہیں۔ ان آنے والے مقررین سے ہم بعض اوقات جلسہ سالانہ کے بعد خلیفۂ وقت کی اجازت سے بعض بڑی بڑی جماعتوں کے دورے بھی رکھتے رہے ہیں۔ جہاں پر ان کے ساتھ سوال وجواب کی محافل منعقد کی جاتی رہی ہیں۔ خاکسار بھی ان کے ہمراہ جماعتوں میں جاتا رہا ہے۔ جن علماء سے استفادہ کیا گیا ان میں سے بعض کے اسماء درج ذیل ہیں۔

مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مرحوم مورخِ احمدیت۔ ربوہ

مکرم مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ ربوہ

مکرم مولانا محمد الدین ناز صاحب۔ حال صدر صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ

مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب۔ قادیان۔ بھارت

1995 سے 1998 تک میری تقرری کولون مشن میں تھی، جلسہ سالانہ کے کام کے سلسلے میں مجھے فرینکفرٹ آنا پڑتا تھا۔ ان دنوں مکرم چوہدری سعید الدین صاحب سابق ریجنل امیر کولون ریجن نیشنل سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ اس لئے جب بھی نیشنل عاملہ کی ماہوار میٹنگ ہوتی تو میں بھی اس دن جلسہ گاہ کے کارکنان کی میٹنگ رکھ لیتا اس طرح کئی مرتبہ چوہدری صاحب کے ساتھ ان کی کار میں فرینکفرٹ آنے جانے کا موقع ملا تھا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

تقاریر بر موقع جلسہ ہائے سالانہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1996 سے لے کر 2017 تک ہر سال مجھے جلسہ سالانہ جرمنی پر تقریر کرنے کا موقع ملتا رہا۔ الاماشاء اللہ۔

جن موضوعات پر خاکسار کو تقاریر کی توفیق ملتی رہی اُن میں سے بعض تقاریر کے عناوین درج ذیل ہیں۔ بعض تقاریر الفضل انٹرنیشنل اور بدر قادیان میں بھی شائع ہو چکی ہیں۔

1- ہر اِک نیکی کی جڑ یہ اتّقاء ہے

2- اسلام کی ترقی و ترویج میں مساجد کا کردار

3- خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو

4- نماز تمام سعادتوں کی کنجی ہے

5- اسلامی تعلیمات کی رُو سے شریک حیات کا انتخاب

6- خوشگوار عائلی زندگی

7- نظامِ نو اور وصیت

8-سیرت حضرت مسیح موعودؑ۔ وسعت حوصلہ اور رواداری

9-دفاعی جنگوں کے بارہ میں اسلامی تعلیم اور نبی کریم ﷺ کا خلقِ عظیم

10-روحانی ترقی کے بارہ میں حائل مشکلات اور اُن کا حل

11-خلافت احمدیہ اقوام عالم کے لئے راہنما

12-خطبات امام تزکیۂ نفس کا ذریعہ

13-آنحضرت ﷺ کا غیر مسلموں سے حسن سلوک

14-زندہ خدا

15-آنحضور ﷺ حقوق نسواں کے محافظ

16-ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے

ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے

وصال سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

مورخہ 19 اپریل 2003 کی وہ گھڑی میں کبھی نہیں بھول سکتا جب بیت السبوح سے باہر دورہ پر جانے سے پہلے مَیں نے اپنی ڈاک دیکھی تو اس میں متعلقہ ادارے کی طرف سے یہ خط بھی تھا کہ میری جرمن شہریت کا سرٹیفیکیٹ تیار ہے آئندہ Working Days میں آکر لے جائیں۔ میں نے وہ خط استقبالیہ دفتر میں اپنے پوسٹ بکس میں واپس رکھ دیا اور دورے پر روانہ ہو گیا۔ قریب ہی ایک ریجن کے اطفال کا اجتماع تھا جس میں بچوں کے سوالات کے جوابات دینے تھے۔ ابھی میں منتظمین کے ساتھ سٹیج پر بیٹھا ہی تھا اور دو تین سوالات کے جوابات دیئے تھے کہ میرے موبائل فون کی گھنٹی بجی۔ میں نے پروگرام کے دوران ہی فون اُٹھالیا تو ہمارے نیشنل سیکرٹری ضیافت مکرم خاور افتخار صاحب نے مجھے یہ افسوسناک اطلاع دی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ میرے لئے یہ خبر بالکل اچانک اور غیر متوقع تھی کیونکہ اس سے قبل مَیں نے حضور کی ناسازیٔ طبع کے بارے میں کچھ نہیں سنا تھا۔

یہ افسوسناک خبر سننے کے بعد اس پروگرام کو ختم کر دیا گیا اور مَیں بیت السبوح واپس آگیا۔ مختلف جگہوں سے فکر مندی کے فون آنے لگ گئے اور کئی لوگ غم کے مارے بیت السبوح کی طرف بھاگے۔ ان کو تسلّی دی گئی اور قدرت ثانیہ کے ظہور کے لئے دعاؤں میں مشغول رہنے کی تلقین کی گئی۔

بعض احباب نے لندن جانے کی تیاری شروع کر دی اور میں اس فکر میں پڑ گیا کہ اس وقت میرے پاس تو کوئی پاسپورٹ بھی نہیں ہے۔ مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب کو مَیں نے فون کیا کہ میں بھی لندن جانا چاہتا ہوں مگر میرے پاس تو کوئی پاسپورٹ ہی نہیں ہے۔ تین چار گھنٹے میں معلومات

حاصل کر کے انہوں نے فون کیا کہ آپ ٹکٹ خرید لیں اور متعلقہ ادارہ کا خط جو آپ کے پاس ہے اس کو اور اپناڈرائیونگ لائیسنس جس پر تصویر بھی ہوتی ہے لے کر ائیر پورٹ پر چلے جائیں تو وہ آپ کو جانے دیں گے۔ اس پر اللہ کا شکر ادا کیا اور تیاری شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد لندن سے مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کا فون آگیا کہ آپ مجلس انتخاب کے ممبر ہیں اس لئے جلد از جلد یہاں پہنچیں۔ میری پاسپورٹ کی جو صورتحال تھی وہ میں نے ان کے سامنے رکھی تو انہوں نے انتخاب خلافت میں شامل ہونے کے لئے ایک خط بھی مجھے بھجوادیا تا کہ بوقت ضرورت میں دکھا سکوں کہ میرا جانا ضروری ہے۔ وہ خط بھی میں شامل اشاعت کر رہا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے ایک یادگار فوٹو

In the name of Allah, Most Gracious, Ever Merciful

Ahmadiyya Muslim Association UK

(Established 1914)

Mr Haider Ali Zafar
Ahmadiyya Muslim Jamaat e.V.
Genfer Strasse 11
D-60437 Frankfurt am Main

19th April 2003

Dear Mr Haider Ali Zafar

Assalamu alaikum warahmatullah wabarakatuhu

Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV, the Supreme Head of the Worldwide Ahmadiyya Muslim Community, passed away in London this morning. INNA LILLAHI WAINNA ALAIHI RAJIOON.

Pursuant to the constitution of the community, there will be an election by an established electoral college comprising the national leaders of the community's branches in various countries and its headquarters in Rabwah, Pakistan. This electoral college would convene in London and elect his Successor as soon as possible. Thereafter, the electoral college and members of the community shall take an oath of allegiance at the new successor's hands.

We confirm that you (Haider Ali ZAFAR date of birth 04.04.45) are a delegate of the aforementioned Electoral College and have been invited by the community to attend. We look forward to your attendance at this important college.

Yours sincerely

Ataul Mujeeb Rashed
IMAM OF THE LONDON MOSQUE

Head Office:
The London Mosque,
16 Gressenhall Road,
London SW18 5QL UK
Tel: +44(0) 20 8874 5836
Fax: +44(0) 20 8874 4779

Registered Charity No: 299081

Administrative Office:
Baitul Futuh,
181 London Road,
Morden Surrey SM4 5HF
Tel: +44(0) 20 8687 7800
Fax: +44(0) 20 8687 7899

انتخاب خلافتِ خامسہ

سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس
ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

الحمد للہ کہ مجھے 19 اپریل کو ہی وہاں پہنچنے، دعائیں کرنے، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جسدِ اطہر کی زیارت کرنے اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انتخاب خلافت میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہٖ المسیح الموعود

ٹکٹ مجلس انتخابِ خلافت

۲۲/اپریل ۲۰۰۳ء بمقام مسجد فضل لندن بوقت 9:30 بجے شب

نمبر 046 شق نمبر 10(ب)

مُسمّی مکرم و محترم حیدر علی ظفر صاحب

مجلس انتخابِ خلافت کے رکن ہیں۔

(عطاء المجیب راشد)
سیکرٹری مجلس شوریٰ

(مرزا مسرور احمد)
ناظر اعلیٰ

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اراکینِ خلافت کمیٹی سے بیعت لینے کے بعد ہر ایک کو شرفِ مصافحہ و معانقہ سے بھی نوازا۔ معانقہ کے وقت حضور

انور کی خدمت میں یہی عرض کر سکا ''اللہ تعالیٰ روح القدس سے آپ کی تائید فرمائے'' تاہم یہ دعا
اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ
ہمیشہ ورد زبان رہتی ہے۔

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ لندن کی جماعت نے خلافت کمیٹی کے ممبران کی رہائش اور ان کی مسجد فضل میں آمد و رفت کے لئے خاص انتظامات کئے ہوئے تھے۔ ہوٹل کے جس کمرہ میں مجھے ٹھہرایا گیا تھا اس کمرہ میں میرے ساتھ مبلغ سلسلہ مکرم ڈاکٹر عبد الغفار صاحب بھی تھے۔ نمازوں کے لئے مسجد فضل جاتے تھے اور کھانے کا بھی وہاں انتظام تھا۔ باقی وقت ہوٹل میں دعاؤں میں گزرتا تھا۔ ایک روز مکرم ڈاکٹر عبد الغفار صاحب نے مجھے پوچھا کہ مرزا مسرور احمد صاحب کون ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نام بتا دیا تھا۔ چنانچہ میں نے انہیں حضور انور کا تعارف کرایا۔ میں تو چونکہ اسی سال ربوہ میں ان سے شرفِ ملاقات حاصل کر کے آیا تھا جبکہ وہ ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ تھے۔ لندن سے جب میں واپس آیا تو میری اہلیہ نے مجھے بتایا:

''جس روز انتخاب خلافت ہونا تھا مَیں نماز مغرب پڑھ رہی تھی اور قیام کی حالت میں تھی کہ میرے سامنے سجدہ کی جگہ ایک سفید تکیہ آگیا۔ میں نے سوچا کہ میں نے تو یہاں سجدہ کرنا ہے۔ میں نے ہاتھ سے تکیہ ایک طرف کیا تو نیچے ایک سفید چِٹ پڑی ہوئی تھی جس پر صاف لکھا ہوا تھا مرزا مسرور احمد۔ پھر یہ کشفی نظارہ جاتا رہا۔ اس کے بعد مَیں نے اپنی نماز مکمل کر لی۔ اس وقت مَیں حضور کو بالکل نہیں جانتی تھی۔ اُدھر انتخاب خلافت ہو رہا تھا اور اِدھر مجھے خدا تعالیٰ نے خلیفہ کا نام بتا دیا''

اہلیہ نے مزید بتایا کہ:

"نماز کے بعد مَیں نے آپ کو (یعنی مجھے) یہ بتانے کے لئے لندن فون کیا تھا مگر آپ نے

فون نہیں اُٹھایا تھا"

دراصل اُس وقت ہم مسجد فضل میں نمازوں کی ادائیگی اور اجلاس میں شامل ہونے کے لئے جا چکے تھے۔

مجھے افسوس ہے کہ باوجود میری اہلیہ کے کہنے کے مَیں اس بشارت کو جوانہیں ملی تھی مرکز میں بھجوا نہ سکا تاہم اب انہوں نے خود اس واقعہ کو لجنہ اماء اللہ جرمنی کے ترجمان رسالہ خدیجہ میں شائع کروادیا ہے۔ جو کہ اس طرح ہے:

"حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے موقع پر میرے میاں حضورؒ کے آخری دیدار اور انتخاب خلافت میں شامل ہونے کے لئے لنڈن چلے گئے۔ ہم سب گھر پر تھے اور دعائیں کر رہے تھے۔ جس روز انتخاب خلافت تھا میں نماز مغرب پڑھ رہی تھی اور قیام کی حالت میں تھی کہ ایسا محسوس ہوا جیسے میرے سامنے سجدہ کی جگہ ایک سفید تکیہ آ گیا ہو۔ میں نے سوچا یہاں تو میں نے سجدہ کرنا ہے۔ ہاتھ سے تکیہ کو ایک طرف کیا تو نیچے سفید چٹ پڑی ہوئی تھی جس پر صاف "مرزا مسرور احمد" لکھا ہوا نظر آیا۔ (یہ ایک کشفی نظارہ تھا)

اس کیفیت کے ختم ہونے کے بعد میں نے اپنی نماز مکمل کی۔ اس وقت میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے نام سے واقف نہیں تھی۔ اُدھر انتخاب خلافت ہو رہا تھا اور مجھے خدا تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح کا نام بتا دیا تھا۔ اس میں کوئی بناوٹ نہیں۔ میں یہ حلفیہ بیان کر رہی ہوں۔ گو اس سے پہلے میری یہ گواہی کسی ریکارڈ میں نہیں۔ تاہم میں نے اپنے میاں سے اسی وقت (یعنی ان کے واپس آنے پر ناقل) ذکر کیا تھا" (خدیجہ شمارہ 2-2020 ص 19)

جلسہ سالانہ جرمنی کی بعض یادگار تصاویر

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ سالانہ جرمنی کے بعض یادگار فوٹو اس کتاب کی زینت بنادیئے جائیں۔

Halle/hall
3

LEITER

جلسہ سالانہ بیلجیئم

مورخہ 27 تا29 جون 2003 کو امیر جماعت بیلجیئم نے اپنے جلسہ سالانہ کے لئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنا نمائندہ بھجوانے کے لئے درخواست کی۔ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"امیر صاحب ہالینڈ اور حیدر علی ظفرؔ صاحب مبلغ انچارج جرمنی دونوں بطور نمائندہ چلے جائیں"

اس ارشاد کی تعمیل میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے بیلجیئم کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے اور تقریر کرنے کی توفیق ملی۔

وکیل اعلیٰ تحریک جدید کا دورہ جرمنی

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ دورہ جرمنی کے دوران مورخہ 26 اگست 2003 کو مبلغین سلسلہ جرمنی کی ایک میٹنگ میں شامل ہوئے۔ آپ کے ارشاد پر

خاکسار مبلغ انچارج نے قواعد تحریک جدید میں سے مبلغین کے فرائض پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد مکرم چوہدری صاحب نے باری باری سب مبلغین سے ان کے سپُر دریجنز میں ہونے والے کاموں کا جائزہ لیااور تفصیلی ہدایات دیں نیز جرمنی میں جامعہ احمدیہ کے اجراء کے لئے بھی تاکید کی اور جامعہ احمدیہ کے قیام کے لئے **Feasibility Study** کی بھی ہدایت فرمائی۔

جرمنی میں جامعہ احمدیہ کا قیام

مکرم نیشنل امیر صاحب نے اس کی تعمیل میں خاکسار کی زیر صدارت ایک کمیٹی تشکیل دی جس کے سیکرٹری مکرم طاہر محمود صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم مقرر ہوئے۔ اس کمیٹی کے کئی اجلاس ہوئے اور Feasibility Study تیار کر کے مرکز بھجوائی گئی جس پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری آنے کے بعد اس پراجیکٹ پر کام کا آغاز ہو گیا۔
جامعہ احمدیہ شروع ہونے سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے مکرم شمشاد احمد قمؔر صاحب

15/دسمبر2009 کو جامعہ احمدیہ جرمنی کے سنگ بنیاد کی تقریب کے موقع پر ایک یادگار تصویر

کی بطور پرنسپل تقرری فرمادی جو کہ پہلے ہی سے جرمنی میں بطور مبلغ سلسلہ خدمت بجالا رہے تھے۔ اب کلاسز کے اجراء کے لئے جگہ کا سوال تھا چنانچہ جماعت نے فیصلہ کیا کہ خدام الاحمدیہ کی عمارت ایوان خدمت میں جامعہ کا آغاز کر دیا جائے۔ اُس وقت مکرم حافظ مظفر عمران صاحب صدر خدام الاحمدیہ تھے۔ انہوں نے اپنی مجلس عاملہ سے مشورہ کے بعد بخوشی اسے قبول کیا اور کلاس رومز، پرنسپل آفس و سٹاف کے لئے کمرے مہیّا کر دیئے گئے۔ بعد میں بھی حسبِ ضرورت انہیں ایک ہال میں مزید کلاس رومز بنا کر دے دیئے گئے۔ جلسہ سالانہ 2008 کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ کا افتتاح فرمایا اور پھر طلبہ کے داخلہ کے طریق کار کے بعد ستمبر 2008 میں ممہدہ کلاس کا آغاز ہو گیا۔ اس کے بعد دوسری، تیسری اور چوتھی کلاس کی پڑھائی بھی یہیں ہوئی۔ پہلے یہاں کے مربیان سلسلہ نے تدریس کے سلسلہ میں پرنسپل صاحب کا ساتھ دیا۔ بعد ازاں ربوہ سے باقاعدہ اساتذہ بھی آ گئے۔ مجھے بھی 2011 تا 2014 درجہ ممہدہ کو قرآن مجید ناظرہ اور ترجمہ پڑھانے کا موقع ملا۔ ایک سال درجہ اولیٰ کو بھی یہ مضمون پڑھایا۔

2013-14 میں درجہ ممہدہ جامعہ احمدیہ کے طلبہ کے ساتھ ایک گروپ فوٹو

دورہ جماعت احمدیہ آسٹریا

جماعت احمدیہ آسٹریا کے صدر جماعت مکرم قاضی شفیق احمد صاحب نے 2005 میں مرکز سے اپنے تبلیغی و تربیتی پروگراموں کے لئے جرمنی سے کسی جرمن زبان بولنے والے مبلغ کو بھجوانے کی درخواست کی۔ مرکز نے یہ درخواست مکرم امیر صاحب جماعت جرمنی کو بھجوا دی۔ اس پر مکرم امیر صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار آسٹریا گیا ۔ اُس وقت آسٹریا جماعت کی کل تجنید 72افراد پر مشتمل تھی، جن میں ایک آسٹرین احمدی بھی تھے ۔ یہاں پر ان کے پروگراموں میں مَیں نے اردو اور جرمن زبانوں میں تقاریر کیں جبکہ اردو والی تقاریر کا خلاصہ جرمن زبان میں پیش کیا۔ یہ تقاریر زیادہ تر تربیّتی موضوعات پر تھیں جن میں خاص طور پر خلافت اور وصیّت کی اہمیت شامل تھی۔

یہاں ایک مجلس سوال و جواب بھی منعقد ہوئی ۔ علاوہ ازیں انٹرنیٹ پر جماعت کی بابت معلومات حاصل کرنے والے احباب میں سے زیر تبلیغ ایک صاحب کے ساتھ چند گھنٹے کی نشست بھی منعقد ہوئی جس میں اس کے سوالات کے جوابات دیئے گئے ۔ بعد ازاں وہاں کی جماعت کی تربیّتی صورتحال کے پیش نظر مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر سے ایک ملاقات کے دوران مَیں نے جبکہ وہ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جرمنی دورہ پر تشریف لائے ہوئے تھے، آسٹریا میں ایک مبلغ سلسلہ کے تقرّر کی تجویز پیش کی۔ چنانچہ اس کے جلد بعد ہی وہاں پر ایک مبلغ کی تقرّری ہوگئی۔

جلسہ سالانہ سوئٹزرلینڈ میں شمولیت

سوئٹزرلینڈ یورپ کا ایک چھوٹا مگر بہت بااثر ملک ہے۔ یہاں پر جون 1963 میں جماعت احمدیہ کو زیورچ میں خوبصورت "مسجد محمود" تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ خاکسار کو جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کے جلسہ سالانہ 2005 میں بطور مہمان مقرر شمولیت کی توفیق ملی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالك۔ اس موقع پر خاکسار کی تقریر کا عنوان سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی موصیان کی

تعداد بڑھانے کے لئے جاری تحریک کی مناسبت سے "وصیّت کی اہمیت اور برکات" رکھا گیا تھا

سوئٹزرلینڈ کے جلسہ سالانہ میں خاکسار حیدر علی ظفر تقریر کر رہا ہے

جلسہ سالانہ ہالینڈ میں شمولیت

ہالینڈ کے جلسہ سالانہ بمقام Nunspeet منعقدہ مورخہ 17 تا 19 جون 2005 میں خاکسار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں بحیثیت مہمان مقرر شامل ہوا۔ اس بابرکت موقع پر مجھے "ذکرِ حبیب" کے عنوان پر تقریر کرنے کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

17 تا 19 جون 2005 کے جلسہ سالانہ ہالینڈ میں مَیں بطور مہمان مقرر شامل ہوا۔
تصویر میں خاکسار سٹیج پر مکرم ھبۃ النور فرھاگن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ کے ساتھ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں خاکسار حیدر علی ظفر مبلغ انچارج نے نکاحوں کا اعلان کیا جس کے بعد حضور دُعا کروا رہے ہیں

خلفاء حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے فیض یابی

ہر مخلص احمدی اپنی خوشی، غمی، بیماری، تکلیف، سفر اور کسی اہم کام کے کرنے سے پہلے خود خدا تعالیٰ کے حضور جُھکتا اور دعائیں کرتا ہے اور خلیفۂ وقت کی خدمت میں بھی دعا کی غرض سے درخواست بھجواتا ہے۔ خلیفۂ وقت سے زندہ تعلق کے لئے دعائیہ خطوط بہت اچھا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے بھی اس کی توفیق ملتی رہی اور مل رہی ہے۔ الحمد للہ علی ذالك

خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام خطوط لکھنے والوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور انہیں جواب سے بھی نوازتے ہیں۔ یہ خطوط سراسر دعاؤں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطوط کبھی ان کے اپنے دستخطوں اور کبھی پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دستخطوں سے موصول ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین صد سے زائد خطوط میرے پاس موجود ہیں جن پر خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے دستخط ثبت ہیں۔ یہ خطوط میرے اور میرے اہل وعیال کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہیں۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر ان میں سے چند خطوط تبرکاً کتاب ہذا کی زینت بنائے جارہے ہیں جن میں نہ صرف میرے، میرے اہل وعیال کے لئے بلکہ اسلام احمدیت کی ترقی، احباب جماعت اور مبلغین سلسلہ کے لئے دعائیں لکھی ہیں۔ اللہ کرے کہ خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعائیں ہمارے حق میں قبول ہوں، ہمیں صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق ملے اور ہمارا انجام بخیر ہو۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عزیزم مکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ 24/1/76 ملا۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے افراد کی دینی دنیوی حالت بہتر کرے آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے اس کی نصرت ہر لمحہ شامل حال ہو۔ آپ کو مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے آمین

والسلام

خلیفۃ المسیح الثالث

[illegible]

عزیزم مکرم حمید علی ظفر

ہمبرگ

3016
11/2/76

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیارے عزیزم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے ارسال کردہ رپورٹ کارگزاری ماہ نومبر موصول ہوئی۔ ۹ بیعتوں کی خوشخبری ملی۔ الحمدللہ اللّٰھم زِد و بارک و ثبّت أقدامھم

آپ کا ان لوگوں کے ساتھ تبلیغی سوال و جواب کا پروگرام بہت اچھا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔

بوسنین اور البانین کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اور ان میں سے جو احمدی ہو چکے ہیں ان کو تبلیغ کے میدان میں آگے لائیں۔ ان کو مسائل سکھلائیں تاکہ وہ خود جواب دیں۔ اسی طرح آپ نے گیمبین دوستوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ لوگ بنیادی طور پر نیک فطرت ہیں اور جلد حق کو قبول کرتے ہیں ان کی طرف بھی توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے اور بیش از بیش خدمت کی توفیق دے۔ آمین

والسلام

خاکسار

[signature]

خلیفۃ المسیح الرابع

T-8196
20-12-٩٤

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

لندن

پیارے مکرم حیدر علی صاحب ظفر مبلغ انچارج جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپکی فیکس مورخہ 23-مارچ 2005ء ملی۔ آپ نے یوم مسیح موعود کی مناسبت سے مبارکباد دی ہے۔ جزاکم اللہ۔ خیر مبارک۔ اللہ تعالیٰ مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو ترقی دے اور نیک اور تقویٰ شعار لوگوں میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔ اور جو تخم 23-مارچ کو بویا گیا وہ بڑھے اور پھولے اور دنیا کے کناروں تک پھیلتا ہوا تمام دنیا پر محیط ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ افراد جماعت کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دے۔ ان کو اللہ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

T-10794
4-4-05

واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا
انا فتحنا لک فتحا مبینا
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ
امام جماعت احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
وعلیٰ عبدہِ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

لندن
26/1/2006

پیارے مکرم حمید علی صاحب ظفر مربی سلسلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ اللہ حج قبول فرمائے اور اس کی برکات سے تا زندگی نوازتا چلا جائے اور آپ کی دعاؤں اور نیک مرادوں کو پورا فرمائے اور محض اپنے فضل سے مقبول خدمت کی توفیق دے اور اپنی پناہ اور حفاظت میں رکھے۔ آمین

والسلام
خاکسار
مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

لنڈن
3/6/08

پیارے مکرم حیدر علی ظفر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے صد سالہ خلافت جوبلی کی مناسبت سے پُرخلوص مبارک باد اور دُعاؤں پر مشتمل خط ملا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ آپ کے نیک جذبات قبول فرمائے۔ خلافت بلاشبہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمتِ عظمیٰ ہے جو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اس نعمت کی قدر کرنے کی توفیق دے اور ہمیشہ اپنے شکر گزار بندوں میں شامل رکھے۔ اللہ آپکی محبت وفا اور اطاعت کو ہمیشہ بڑھاتا رہے اور خلافت کی دائمی برکات سے جھولیاں بھرتا رہے۔ آمین

والسلام
خاکسار
مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

لندن
۱۳۔دسمبر ۲۰۱۱ء

پیارے مکرم حیدر علی ظفر صاحب مربی سلسلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جزاک اللہ۔ اللہ نیک تمنائیں پوری فرمائے اور اس کرۂ ارض کو توحید کے نور سے پُر کر دے، اور ہر گوشۂ زمین پر اللہ اکبر کی دلربا آوازیں آنا شروع ہوں، اور دنیا بھر میں ہماری مسجدیں محبت، اور امن اور رواداری کا اور اخوت کا مرکز بنی رہیں اور شوکتِ اسلام کا ذریعہ ٹھہریں۔ اللھم آمین۔ اللہ جماعت جرمنی پر ہمیشہ لطف و کرم فرماتا چلا جائے اور آپ سبکو ہمیشہ خلافتِ احمدیہ کی برکات سے متمتع کرے اور دنیا و آخرت میں خوش رکھے۔ آمین۔

والسلام
خاکسار
مرزا مسرور احمد

خلیفة المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

T-759-1A
03-02-2017

پیارے مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی فیکس ملی ہے۔ آپ نے بتایا ہے کہ فیلڈ میں کام کرنے والے مبلغین کی میٹنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور اس میٹنگ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے۔ مبلغین کو تبلیغ اور تربیت ہر دو امور کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میں وقتاً فوقتاً مبلغین کو ہدایات دیتا رہتا ہوں۔ ان ہدایات کی روشنی میں کام کریں۔ خود بھی عبادات کی طرف توجہ دیں اور احباب جماعت کو بھی نمازوں کی عادت ڈالیں۔ بہت سارے ایسے ہیں جو نمازوں میں سست ہیں۔ مبلغین کا کام ہے کہ تربیت کریں۔ قرآن کریم میں ذکر کا حکم آیا ہے وہ کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ سب مبلغین کو ایمان اور ایقان میں ترقی دے اور اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

T-9571
14.2.17

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

امام جماعت احمدیہ

لندن

پیارے مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی فیکس ملی ہے۔ آپ نے بتایا ہے کہ جرمنی کے مبلغین کی ایک میٹنگ ہو رہی ہے جس میں فیلڈ میں کام کرنے والے تمام مربیان شریک ہوں گے۔ جزاکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ اس میٹنگ کو کامیاب کرے۔ اللہ تعالیٰ مربیان کرام کو تقویٰ میں بڑھائے۔ افراد جماعت کے لئے عمدہ نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تمام مبلغین کو عاجزی انکساری کے ساتھ اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

T-13390
4.12.14

امامِ وقت سے ملاقات اور مصافحہ

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اکیلے بھی اور فیملی کے ساتھ بھی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کی توفیق ملتی رہی ہے۔ علاوہ ازیں متعدد بار صرف مصافحہ کرنے کی بھی سعادت ملی۔ جس کو بھی خلیفۂ وقت سے معانقہ کا شرف حاصل ہو یہ اس کی بڑی خوش بختی ہوتی ہے لیکن اگر صرف مصافحہ کا موقع ہی مل جائے تو یہ بھی بہت برکتوں کا موجب ہوتا ہے۔ امامِ وقت کے ساتھ مصافحہ کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا درج ذیل فرمان ہمیشہ میرے سامنے رہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ خلفاء کی اپنی طرف سے بیعت نہیں ہوتی بلکہ رسول کی نیابت میں ہوتی ہے۔ ہمارے سلسلہ میں رسول کریم ﷺ کی نیابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت خلیفہ کو حاصل ہوتی ہے۔ ادھر رسول کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ پر بیعت کرنا قرار دیا ہے۔ چونکہ خلیفہ کے ہاتھ کو رسول کی نیابت حاصل ہوتی ہے اس لئے امام وقت سے مصافحہ کرنا بھی برکت رکھتا ہے۔۔۔ یہ مصافحہ ملاقات کے وقت کا مصافحہ ہوتا ہے۔ اس وقت اگرچہ مصافحہ کے لئے بہت تھوڑا وقت ہوتا ہے مگر یاد رکھنا چاہیئے خدا تعالیٰ مامورین اور خلفاء کی برکات کو مختصر وقت میں پورا کر دیتا ہے۔ اگر یہ بات ان کو حاصل نہ ہو تو وہ اپنا کام پورا ہی نہ کر سکیں"

(انوار العلوم جلد 12۔ صفحہ 579)

الحمد للہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جرمنی کے ہر دورے پر دو بار مصافحہ کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ حضور اپنی تشریف آوری پر استقبال کے لئے گئی ہوئی پائلٹ کار کے ممبران

اور اِسی طرح روانگی کے وقت ان ممبران کو مصافحہ کا شرف بخشتے تھے۔ پورے دورے کے دوران حضور انور کی مجالس میں پروگراموں میں قریب بیٹھنے کی سعادت بھی ملتی رہی۔ آمین کی تقاریب کے مواقع پر گفتگو بھی ہو جاتی۔ اسی طرح جلسہ گاہ میں آمد پر بات چیت ہو جاتی مگر مصافحے صرف دو ہی ہوتے تھے۔

حضرت امیر المومنین ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ایک موقع پر جرمنی میں شرف مصافحہ کی سعادت حاصل کرتے ہوئے

نائب امیر مقرر ہونے کے بعد

1998 میں جماعت احمدیہ جرمنی کا مبلغ انچارج مقرر کئے جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جو بھی جرمنی کا دورہ ہوا، اس میں بارڈر پر یا جہاں بھی حضور کا ارشاد ہوتا حضور انور کا استقبال کرنے اور الوداع کہنے کے لئے محترم امیر صاحب جرمنی، مبلغ انچارج اور جنرل سیکرٹری صاحب پائلٹ کار میں سفر کرتے۔ یہی طریق خلافتِ خامسہ میں بھی جاری ہے۔ نائب امیر جرمنی کی ذمہ داری

ملنے کے بعد حضور کا استقبال کرنے کے لئے ملکی بارڈر یا جہاں حضور ارشاد فرماتے، میرا جانا نہیں بنتا تھا۔ لہذا اس موقع پر مصافحہ نہ ہوسکنے پر محرومی کا احساس تھا اس لئے میں نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ جب حضورِ انور جرمنی تشریف لائیں اور بیت السبوح وُرُود فرمائیں جہاں پر حضور انور کا استقبال ہوتا ہے اور لوکل امیر صاحب فرینکفرٹ حضور کو خوش آمدید کہتے ہیں اور مصافحہ کا شرف حاصل کرتے ہیں وہاں پر یہ عاجز بھی حضور کو خوش آمدید کہے۔ چنانچہ اس کے بعد 2 دوروں میں ایسا ہی ہوا اور مجھے حضور نے مصافحہ کا شرف بخشا۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔**

2004 میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر بیت السبوح فرینکفرٹ میں خدمت کرنے والے احباب کے ساتھ ایک یادگار فوٹو

استاذی المکرم سیّد میر محمود احمد ناصر صاحب کا ہمارے گھر میں قیام

جلسہ سالانہ جرمنی 2005 میں شامل ہونے کے لئے جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّد اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز بیت السبوح جرمنی میں مقیم تھے تو مختلف ممالک سے آئے ہوئے مہمانان کرام حضور انور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے کے لئے مسجد بیت السبوح آتے تھے۔ ایک دن مکرم سیّد میر محمود احمد ناصر صاحب جن کو جماعتی انتظام کے تحت ایک ہوٹل میں ٹھہرایا گیا تھا وہ بیت السبوح سے اپنی بیگم حضرت امۃ المتین صاحبہ بنت حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ واپس اپنی رہائش گاہ پر جا رہے تھے۔ میَں نے جب ان کو دیکھا تو اپنے گھر میں آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ وہ دونوں بخوشی تشریف لے آئے۔

میری اہلیہ صاحبہ نے حضرت بیگم صاحبہ کا استقبال کیا اور انہیں ڈرائینگ رڈائینگ روم میں بٹھایا۔ اس کے بعد ان کی خدمت میں طعام پیش کیا گیا۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد محترم میر صاحب میرے ساتھ دفتر تشریف لے گئے اور محترمہ بیگم صاحبہ قریب ہی موجود صوفہ پر تشریف فرما ہوگئیں۔ میری بیٹی اور اہلیہ ان کی خدمت کے لئے حاضر تھیں۔ ان کی باتوں سے میری اہلیہ کو محسوس ہوا کہ وہ جہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اس پر وہ مطمئن نہیں ہیں۔ اس پر میری اہلیہ نے انہیں اپنے ہاں ٹھہرنے کی پیشکش کی اور کہا کہ یہ آپ ہی کا گھر ہے۔ اس پر وہ بہت خوش ہوئیں اور بے ساختہ فرمایا کہ یہی تو میں چاہ رہی تھی کیونکہ یہاں حضور کی اقتداء میں نمازیں

مکرم سیّد میر محمود احمد ناصر صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ

پڑھنے کے لئے سہولت رہے گی۔ ہوٹل کے کمرے میں ہم نے اکیلے کیا کرنا ہے نیز یہاں تو گھر کا ماحول بھی میسّر رہے گا۔ اس پر میری اہلیہ نے مجھے دفتر میں فون کیا کہ میر صاحب کو بتا دیں کہ بیگم صاحبہ تو یہاں ہی رہنا چاہتی ہیں۔ چنانچہ وہ میرے ساتھ گھر آئے اور بیگم صاحبہ کی تجویز سے اتفاق کیا۔ ہم تو پہلے ہی بہت خوش تھے تاہم میر صاحب نے فرمایا کہ آج تو ہم ہوٹل میں واپس جائیں گے اور کل انتظامیہ کو بتا کر اور اپنا سامان لے کر یہاں آجائیں گے۔

یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ اگلے روز وہ تشریف لے آئے اور ہمارے پاس رہائش رکھی۔گھر کا ایک حصّہ جس میں بیڈ روم اور ڈرائینگ وڈائینگ روم ہیں ان کو دے دیا۔کچن اور واش روم ساتھ ہی تھے۔ چنانچہ مکمل پرائیویسی کے ساتھ انہوں نے حضور کے دورہ کے دوران ہمارے گھر قیام کیا۔محترم میر صاحب نماز فجر کے بعد خود ہی کچن میں جا کر چائے بناتے تھےلیکن ناشتہ اور کھانا وغیرہ ہم Serve کرتے تھے اور ضیافت کی طرف سے آنے والے کھانے کے علاوہ ان کی پسند کے مطابق کچھ تیار کر کے پیش کر دیتے۔ ہمارے گھر میں قیام کے دوران میری اہلیہ نے محترم میر صاحب سے درخواست کی کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری بیٹی کو بیٹا عطا فرمائے،اس کی تین بیٹیاں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ وہ انشاءاللہ دعا کریں گے۔ساتھ ہی انہوں نے میری بیٹی قرّۃالعین کی سب سے چھوٹی بیٹی جس کا نام امۃ الکافی ہے جو کہ ایک ماہ کی تھی کو اٹھایا اور فرمایا کہ کیا کافی کافی نہیں۔اس پر میری اہلیہ نے اپنی بیٹی کو کہا کہ کیا آپ یہ اشارہ سمجھ گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ان کی دعا کو قبول کیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی کو بیٹے سے نوازا۔جس کا نام یحییٰ مرتاض احمد رکھا گیا۔ **سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم**۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان دو بزرگ ہستیوں کا ہمارے گھر میں قیام اور ان کی شفقت و محبت کو ہم کبھی نہیں بھول سکتے۔محترمہ بیگم صاحبہ کی چند سال قبل وفات ہوگئی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے ۔اللہ تعالیٰ استاذی المکرم کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور جماعت ان کے علمی اور روحانی تجربات سے مستفید ہوتی رہے۔آمین۔

تبرّک سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کئی سال قبل ہمارے نہایت ہی پیارے محسن استاد محترم سیّد میر داؤد احمد صاحب مرحوم پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کی اہلیہ محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ بنت سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ جلسہ سالانہ جرمنی 2000 پر تشریف لائیں۔ جلسہ کے بعد آپ نے ہم پر ایک بہت بڑا احسان کرتے ہوئے خاکسار کی اہلیہ مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے میں سے ایک ٹکڑا تبرک کے طور پر دیتے ہوئے فرمایا کہ:

> ''حیدر علی میرے میاں مرحوم حضرت سیّد میر داؤد احمد صاحب کے شاگرد ہیں اس لئے میں یہ تبرک آپ کو دے رہی ہوں۔ مجھے اُمی کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبرک کا جو حصّہ ملا تھا یہ تبرک اس میں سے ہے''۔

یہ تبّرک ہمارے پاس موجود ہے اور ہم نے اس کو آپ کی تحریر کے ساتھ فریم کروا کر رکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس تبرک سے بھی برکت حاصل کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ نسل در نسل اخلاص و محبت سے وابستگی کو قائم رکھنے والے ہوں۔ آمین

شعبہ وصایا کے ساتھ تعاون

2004 میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے احباب جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد نظام وصیّت میں شامل ہونے کی تحریک فرمائی۔ جس پر نیشنل شعبہ وصایا جرمنی نے جماعتوں میں دورہ جات کا پروگرام بنایا تا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کو مؤثر رنگ میں احباب جماعت تک پہنچایا جا سکے۔ اس کے بعد نیشنل

سیکرٹری صاحب وصایا مکرم اکرام اللہ چیمہ صاحب کے ساتھ موصیان کی تعداد بڑھانے اور انہیں فرائض کی طرف توجہ دلانے کے لئے خاکسار کئی جماعتوں میں دورہ جات پر گیا۔ بعض اوقات ہم دونوں اکٹھے جایا کرتے تھے اور بعض اوقات وہ الگ دورے پر چلے جاتے اور خاکسار کے ذمہ الگ کسی اور جماعت میں جانا ہوتا تھا۔ میرے ساتھ شعبہ وصایا کے ایک دو کارکن ہوتے تھے جو کہ نئی وصایا کے فارمز پُر کرتے اور بعض موصیان کے انفرادی سوالات کے جواب دیتے۔ عموماً ایک روزہ دورہ ہوتا تھا جس میں دو تین جماعتوں میں بھی چلے جایا کرتے تھے۔ جرمنی کے مشرقی حصّہ میں جو جماعتیں تھیں ان کا فاصلہ زیادہ تھا اس لئے ان جماعتوں کا دورہ کئی دنوں پر مشتمل تھا۔ ان دورہ جات میں مکرم سہیل نواز صاحب کارکن شعبہ وصایا بھی ہمارے ساتھ تھے جو کہ گاڑی ڈرائیو کرنے کے علاوہ فارم پُر کرنے میں بھی بہت اچھے مددگار تھے۔ ان دوروں کے دوران بعض جگہوں پر خواتین بھی اپنے انتظام کے تحت پہنچتی تھیں۔ خاکسار اور مکرم نیشنل سیکریٹری صاحب کی تقاریر اور سوال و جواب کے بعد فارم پُر کرتے وقت یہ خواتین موصیات کے فارمز بھی پُر کرتی تھیں اور ان کے عمومی سوالات کے جوابات بھی دیتی تھیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کی اس تحریک میں بہت برکت پڑی اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں احباب و خواتین نے نظام وصیّت میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ کام کرنے والے افراد جماعت کے پچاس فیصد شامل کرنے کا جو ٹارگٹ تھا اس کو بھی جماعت جرمنی نے بخوبی پورا کرلیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

اس فریضہ کی ادائیگی کے دوران خاکسار کو شعبہ وصایا کے کارکنان کو خدمت کرتے ہوئے قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا جنہیں خاکسار نے اخلاص سے دن رات کام کرنے والا پایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اسلام پر پوپ کے اعتراضات کارڈ

12 ستمبر 2006 کو ریگنز برگ (Regensburg) یونیورسٹی جرمنی میں کیتھولک عیسائیوں کے پوپ بینیڈکٹ شش دہم (Benedict XVI) نے ایک لیکچر دیا۔اس کا موضوع مذہب اور عقل کا باہمی تعلق تھا مگر انہوں نے اس کو اسلامی تعلیمات پر بے بنیاد اعتراضات کرنے کے لئے استعمال کیا۔ اس لیکچر میں انہوں نے بازنطینی شہنشاہ مانوایل دوئم (Manuel II Palaiologos) اور ایک ترک عالم کے درمیان غالباً 1391 عیسوی میں ہونے والے ایک مکالمہ کے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے اور چند مقامات پر اپنے الفاظ میں تبصرہ بھی کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ گویا آنحضور ﷺ نے امن کی تعلیم اُس وقت دی جب آنحضور ﷺ کمزوری کی حالت میں تھے اور بعد میں یعنی جب طاقت مل گئی تو جنگ کی تعلیم دی (نعوذ باللہ)۔اس کے علاوہ چند دیگر حوالہ جات سے بھی بعض اعتراضات کئے جن میں سے کچھ اس طرح سے تھے کہ آنحضور ﷺ کون سی نئی تعلیم لے کر آئے اور یہ کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ نیز اُنہوں نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ مسلمانوں کا خدا Rationality کا پابند نہیں ہے اس لئے اُس نے مذہب میں جبر کی تعلیم دی ہے۔ (نعوذ باللہ)۔ پوپ کے اس لیکچر کے بعد دنیا بھر کے مسلمانوں میں بے چینی کی ایک لہر دوڑ گئی۔مغرب میں پہلے ہی کسی نہ کسی حوالے سے اسلام کے بارے میں وقتاً فوقتاً نفرت کے جذبات پیدا کئے جاتے ہیں ایسے میں پوپ کا بے بنیاد اعتراضات پر مشتمل تقریر کرنا جلتی پر تیل ڈالنے کے مترادف تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پوپ کے اعتراضات کے جواب میں تین خطبات جمعہ ارشاد فرمائے، جن میں اسلام کی امن وسلامتی کی تعلیم کو خوب وضاحت سے پیش کیا۔ خاکسار ان دنوں مبلغ انچارج جرمنی تھا۔حضور انور نے پوپ کے لیکچر میں اُٹھائے گئے اعتراضات کا تفصیلی جواب تیّار کرنے کی بھی ہدایت فرمائی۔جوابات تیار کرنے والی کمیٹی کے لئے بعض

ممبران کے نام بھی تجویز فرمائے۔ چنانچہ اس کمیٹی نے خاکسار کی نگرانی میں کام شروع کیا۔

اس کمیٹی میں خاکسار حیدر علی ظفر۔ مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب۔ مکرم مبارک احمد تنویر صاحب، مکرم محمد الیاس منیر صاحب۔ مکرم ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ صاحب۔ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن بھٹہ صاحب۔ مکرم نوید حمید صاحب اور مکرم میر عبداللطیف صاحب شامل تھے۔ البتہ کمیٹی نے حسبِ ضرورت بعض دیگر احباب سے بھی مشورہ کیا اور مدد لی۔

طریق کار یوں تھا کہ لیکچر میں کئے گئے اعتراضات کو ممبرانِ کمیٹی میں تقسیم کر دیا گیا۔ ان کے تیار کردہ جوابات پر کمیٹی میں گفتگو ہوتی اور ساتھ کے ساتھ یہ مواد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی خدمت میں راہنمائی کے لئے بھجوایا جاتا تھا۔ کمیٹی کے متعدد اجلاسات ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند ماہ میں جو مضامین تیار ہوئے انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت وراہنمائی کے تحت ایک کتاب کی صورت میں شائع کر دیا گیا۔ کتاب کا نام **"پوپ کے اسلام پر اعتراضات کا ردّ"** رکھا گیا۔ پھر جلد ہی اس کتاب کا جرمن زبان میں ترجمہ بھی

Glaube und Vernunft aus islamischer Perspektive

کے عنوان سے شائع کیا گیا۔ اس کتاب کے شروع میں حضور انور ایدّہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وہ تین خطبات بھی شامل ہیں جو حضور نے اسلام کی امن کی تعلیم، اسلام میں دفاعی جنگ کی اجازت اور پوپ کے اعتراضات کے جواب میں ارشاد فرمائے تھے۔ اس کتاب میں اسلام پر دہشت گردی کے حوالہ سے پیش کئے جانے والی آیات کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں بڑی تفصیل کے ساتھ مع ٹھوس دلائل پوپ کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

اس کتاب کے مضامین کچھ اس طرح ہیں

۱۔ پوپ کے لیکچر کا تجزیہ

۲۔ جہاد کے بارہ میں اِسلامی تعلیم

۳۔ آنحضور ﷺ پر جنگوں کے سلسلہ میں ہونے والے اعتراضات کی حقیقت

۴۔اسلام میں غیر مسلموں اور کفّار کے ساتھ حُسنِ سلوک

۵۔اسلام میں دین وعقل کا باہمی تعلق

۶۔اسلام،علم وحکمت اور دلائل کا دین

۷۔آنحضرت ﷺ کیا نئی تعلیم لے کر آئے ؟

کتاب کا ترجمہ ملک کی بڑی بڑی لائبریریوں میں بھجوایا گیا نیز جماعت کی طرف سے لگنے والے بُک سٹالوں پر بھی رکھا گیا۔

علاوہ ازیں خاکسار نے جرمنی کی چانسلر انجیلا میرکل (Frau Angela Merkel) کو ایک تفصیلی خط لکھا جس میں اس کتاب کے حوالہ سے ان آیات کی تشریح بھجوائی گئی جن سے معاندینِ اسلام غلط استنباط کر کے اسلام کو امن دشمن مذہب ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔جس پر ان کے دفتر (Bundeskanzleramt) سے ایک خط موصول ہوا جس میں انہوں نے میرے مکتوب کے مندرجات نیز کتاب بھجوانے پر شکریہ ادا کیا۔خطوط کی نقول ذیل میں دی جا رہی ہیں:

بســــــم اللہ الرحمٰن الرحیم

Ahmadiyya Muslim Jamaat
Deutschland

Ahmadiyya Muslim Jamaat • Genfer Str. 11 • 60437 Frankfurt am Main — www.ahmadiyya.de

Bundeskanzleramt/Bundeskanzlerin
Frau Angela Merkel
Willy-Brandt-Straße 1
10557 Berlin

Baitus Sabuh, Frankfurt am Main
Donnerstag den 19, März 2015

Sehr geehrte Frau Bundeskanzlerin Angela Merkel,

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ | Friede und Segen Allahs seien mit Ihnen.

Mögen diese Zeilen Sie bei bester Gesundheit erreichen. Amin!

Ich habe Ihr Interview vom 16. Januar in der FAZ gelesen in dem Sie zu Recht über die in Deutschland wohnhaften Muslime sagten: „sie sind ein Teil von Deutschland". Ich schätze Ihre Aussage sehr und bedanke mich ganz herzlich.

Ich bin ein Mitglied der **Ahmadiyya Muslim Jamaat Deutschland KdöR**. Ich beendete mein theologisches Studium in 1970. Danach hatte ich, durch Gnade Gottes, die Möglichkeit sowohl in Pakistan als auch in Liberia, West Afrika als Imam zu dienen. Derzeit bin ich Leitender Imam der Ahmadiyya Muslim Jamaat (AMJ) Deutschland. Die Ahmadiyya Muslim Jamaat besteht seit 1989 und ist mittlerweile weltweit in über 206 Länder zu Hause. In Deutschland ist die Gemeinde seit 1922 vertreten.

Die über 126 jährige Geschichte der Ahmadiyya Muslim Jamaat bezeugt, dass der ursprüngliche Islam nichts mit Gewalt zu tun hatte, da der Islam für die Übermittlung seiner Botschaft keinen Zwang braucht. Islam ist eine Religion des Wissens und der Weisheit. Im Islam wird lediglich gelehrt mit Argumenten zu reden. Diesbezüglich heißt es im Heiligen Koran:

„Rufe auf zum Weg deines Herrn mit Weisheit und schöner Ermahnung, und streite mit ihnen auf die beste Art. Wahrlich, dein Herr weiß am besten, wer von Seinem Wege abgeirrt ist; und Er kennt am besten jene, die rechtgeleitet sind." [16:126]

„Und wer ist besser in der Rede als einer, der zu Allah ruft und Gutes tut und spricht: „Ich bin einer der Gottergebenen"? Gut und Böse sind nicht gleich. Wehre (das Böse) mit dem ab, was das Beste ist. Und siehe, wenn Feindschaft zwischen dir und einem anderen war, so wird der wie ein warmherziger Freund werden." [41:34-35]

Der Islam lehrt nicht, dass mit Zwang versucht werden soll Menschen zum eigenen Glauben zu konvertieren. Der Heilige Koran sagt diesbezüglich:

- *„Es soll kein Zwang sein im Glauben."* [2:257]
- *„Und sprich: „Die Wahrheit ist es von eurem Herrn: darum lass den gläubig sein, der will, und den ungläubig sein, der will."* [18:30]

Ahmadiyya Muslim Jamaat Deutschland • Körperschaft des öffentlichen Rechts • www.ahmadiyya.de
Geschäftsstelle / Office: Baitus Sabuh • Genfer Str. 11 • 60437 Frankfurt am Main • Tel. +49 (0)69 – 506 88 600 • Fax +49 (0)69 – 506 88 666 • E-Mail: gensec@ahmadiyya.de
Bankverbindung: SEB AG Kontonr. 159 589 54 00 • BLZ 500 101 11 • Steuernr. Frankfurt am Main III, 45/250/89591

- *„Sprich: „O ihr Menschen, nun ist die Wahrheit zu euch gekommen von eurem Herrn. Wer nun dem rechten Weg folgt, der folgt ihm allein zum Heil seiner eigenen Seele, und wer in die Irre geht, der geht nur zu seinem eigenen Schaden irre. Und ich bin nicht ein Hüter über euch."*
- *„Streiten sie aber mit dir, so sprich: „Ich habe mich Allah ergeben und ebenso die, die mir folgen." Und sprich zu jenen, denen das Buch gegeben ward, und zu den Analphabeten: „Habt ihr euch ergeben?" Haben sie sich ergeben, dann sind sie sicher auf dem rechten Weg, wenden sie sich aber zurück, dann obliegt dir nur die Verkündigung; und Allah achtet wohl der Diener."* [3:21]

Der Islam erlaubt jedoch sich unter strikten Voraussetzungen und gewissen Umständen zu verteidigen. Der Heilige Koran sagt diesbezüglich:

- *„Erlaubnis (sich zu verteidigen) ist denen gegeben, die bekämpft werden, weil ihnen Unrecht geschah – und Allah hat fürwahr die Macht, ihnen zu helfen –, jenen, die schuldlos aus ihren Häusern vertrieben wurden, nur weil sie sprachen: „Unser Herr ist Allah." Und würde Allah nicht die einen Menschen durch die anderen im Zaum halten, so wären gewiss Klöster und Kirchen und Synagogen und Moscheen niedergerissen worden, worin der Name Allahs oft genannt wird. Allah wird sicherlich dem beistehen, der Ihm beisteht. Allah ist fürwahr allmächtig, gewaltig."* [22:40-41]
- *„Und kämpfet für Allahs Sache gegen jene, die euch bekämpfen, doch überschreitet das Maß nicht, denn Allah liebt nicht die Maßlosen."* [2:191]
- *„O die ihr glaubt! Seid standhaft in Allahs Sache, bezeugend in Gerechtigkeit! Und die Feindseligkeit eines Volkes soll euch nicht verleiten, anders denn gerecht zu handeln. Seid gerecht, das ist näher der Gottesfurcht. Und fürchtet Allah; wahrlich, Allah ist kundig eures Tuns."* [5:9]

Durch die oben genannten Verse des Heiligen Koran wird einem klar, dass der Islam keine zu Gewalt neigende Religion ist, sondern unter allen Umständen versucht Frieden zu stiften. Es gibt jedoch einige Verse im Heiligen Koran die seitens der Nicht-Muslime kritisiert werden, dass sie Gewalt lehren würden. Der Verheißene Messias und Imam Mahdi Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad[AS] ***(friede sei auf Ihm)***, Gründer der Ahmadiyya Muslim Jamaat und seine Kalifen (Nachfolger) haben diese Verse ausführlich erklärt. Die Ahmadiyya Muslim Gemeinde Deutschland hat vor einigen Jahren, im Lichte der Aussagen des Verheißenen Messias und seine Kalifen, unter meiner Aufsicht ein aufklärendes Buch publiziert, in dem die Verse ausführlich erklärt wurden.

Diesbezüglich schicke ich Ihnen einige Auszüge aus dem Buch `Glaube und Vernunft – Aus islamischer Perspektive´, ISBN: 978-3-932244-87-2.

Hochachtungsvoll

H. A. Zafar

Haider Ali Zafar
Leitender Imam der AMJ Deutschland

Ahmadiyya Muslim Jamaat Deutschland • Körperschaft des öffentlichen Rechts • www.ahmadiyya.de
Geschäftsstelle / Office: Baitus Sabuh • Genfer Str. 11 • 60437 Frankfurt am Main • Tel. +49 (0)69 – 506 88 600 • Fax +49 (0)69 – 506 88 666 • E-Mail: gensec@ahmadiyya.de
Bankverbindung: SEB AG Kontonr. 159 589 54 00 • BLZ 500 101 11 • Steuernr. Frankfurt am Main III, 45/250/89591

جرمنی کی چانسلر انجیلا میرکل کوتحریر کردہ خط کا اردو ترجمہ

بیت السبوح ، فرینکفرٹ

جمعرات، 12 مارچ 2015

مکرمہ ومحترمہ چانسلر انجیلا مرکل صاحبہ

اُمید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گی۔

خاکسار نے آپ کا مورخہ 16 جنوری کو دیا گیا انٹرویو اخبار FAZ میں پڑھا ہے۔ اس میں آپ نے جرمنی میں مقیم مسلمانوں کے متعلق بجا فرمایا کہ ''وہ جرمنی کا حصہ ہیں''۔ خاکسار آپ کے اس بیان کو سراہنا چاہتا ہے اور آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے۔

خاکسار احمدیہ مسلم جماعت کا ایک ممبر ہے۔ خاکسار نے 1970 میں اپنی Theological Studies کامیابی سے مکمل کی۔ اس کے بعد خاکسار کو اللہ کے فضل سے پاکستان میں اور لائبیریا (West Africa) میں بطور امام خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ فی الوقت خاکسار جرمنی میں بطور مبلغ انچارج جماعت احمدیہ خدمات بجالا رہا ہے۔

احمدیہ مسلم جماعت 1889 سے قائم ہے اور اب تک 206 ممالک میں پھیل چکی ہے۔ جرمنی میں جماعت 1922 سے موجود ہے۔ جماعت احمدیہ کی 126 سالہ تاریخ گواہ ہے کہ حقیقی اسلام کا تشدد سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ اسلام کو پیغام پہنچانے کے لئے جبر کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام علم اور حکمت کا مذہب ہے۔ اس ضمن میں قرآن کریم میں آیا ہے کہ:

''اپنے ربّ کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا ربّ ہی اسے، جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہو، سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے''۔ [16:126]

''اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا

لائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ نہ اچھائی برائی کے برابر ہوسکتی ہے اور نہ برائی اچھائی کے (برابر)۔ ایسی چیز سے دفاع کر کہ جو بہترین ہو۔ تب ایسا شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی تھی وہ گویا اچانک ایک جاں نثار دوست بن جائے گا''۔ [41:34-35]

اسلام اس بات کی ہرگز تعلیم نہیں دیتا کہ جبر کے ساتھ لوگوں کو کسی مذہب میں داخل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس ضمن میں قرآن کریم میں آیا ہے کہ:

''اُن لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (یعنی) وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اِس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اُس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے''۔

[22:40-41]

''اور اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔ [2:191]

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو''۔ [5:9]

قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیات سے واضح ہے کہ اسلام تشدد پسند مذہب نہیں ہے بلکہ ہر صورت حال میں امن قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے باوجود قرآن کریم کی بعض ایسی آیات ہیں جن پر غیر مسلمان یہ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ جبر سکھاتی ہیں۔ احمدیہ مسلم جماعت کے بانی

حضرت اقدس مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام اور آپ کے خلفاء نے ان آیات کی تفصیل سے وضاحت کی ہوئی ہے۔

احمدیہ مسلم جماعت جرمنی نے چند سال قبل خاکسار کے زیر نگرانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے اقتباسات کو ایک کتاب کی شکل میں شائع کیا ہے جس میں ان آیات کی تفصیل سے وضاحت کی گئی ہے۔ اس ضمن میں خاکسار آپ کی خدمت میں اس کتاب

Glaube und Vernunft aus islamische Perspektive

میں سے چند اقتباسات ارسال کر رہا ہے۔

والسلام
حیدر علی ظفر
مبلغ انچارج جماعت احمدیہ جرمنی
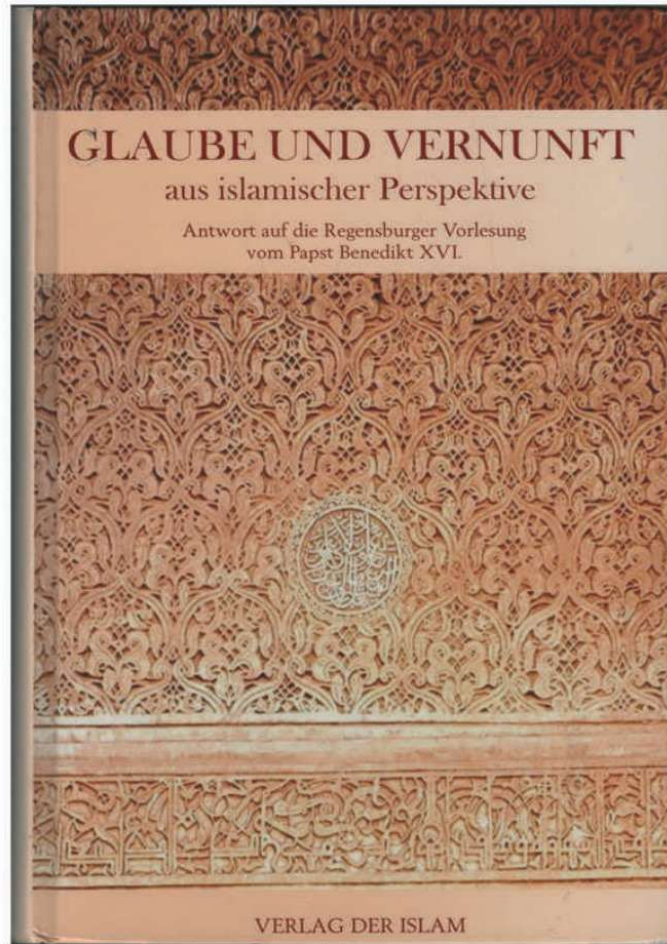
چانسلر کے دفتر کی طرف سے موصول ہونے والے خط کی نقل

Bundeskanzleramt

Dr. Rudolf Teuwsen M.A.
Ministerialrat, Leiter des Referates 333
Verbindung zu Kirchen und Religions-
gemeinschaften; Sonderaufgaben

Bundeskanzleramt, 11012 Berlin

Herrn
Haider Ali Zafar
Leitender Imam der Ahmadiyya
Muslim Jamaat Deutschland KdöR
Genfer Str. 11
60437 Frankfurt am Main

HAUSANSCHRIFT Willy-Brandt-Straße 1, 10557 Berlin
POSTANSCHRIFT 11012 Berlin

TEL +49 30 18 400-2385
FAX +49 30 18 400-1832
E-MAIL rudolf.teuwsen@bk.bund.de

333 – K 401 126/15/0003

Berlin, 2. April 2015

Sehr geehrter Herr Zafar,

die Bundeskanzlerin hat mich gebeten, Ihnen für Ihr Schreiben zu danken. Sie hat angesichts der Fülle von Zuschriften keine Gelegenheit, jeden Brief persönlich zu beantworten. Ich bin daher gebeten worden, Ihnen zu schreiben.

Für die Übersendung der Verse in Bezug auf Kriegssituationen aus dem Buch „Glaube und Vernunft – Aus islamischer Perspektive" danke ich Ihnen.

Mit freundlichen Grüßen
Im Auftrag

R. Teuwsen

Dr. Rudolf Teuwsen

پوپ کے اسلام پر اعتراضات کارد
احمدیہ مسلم جماعت جرمنی
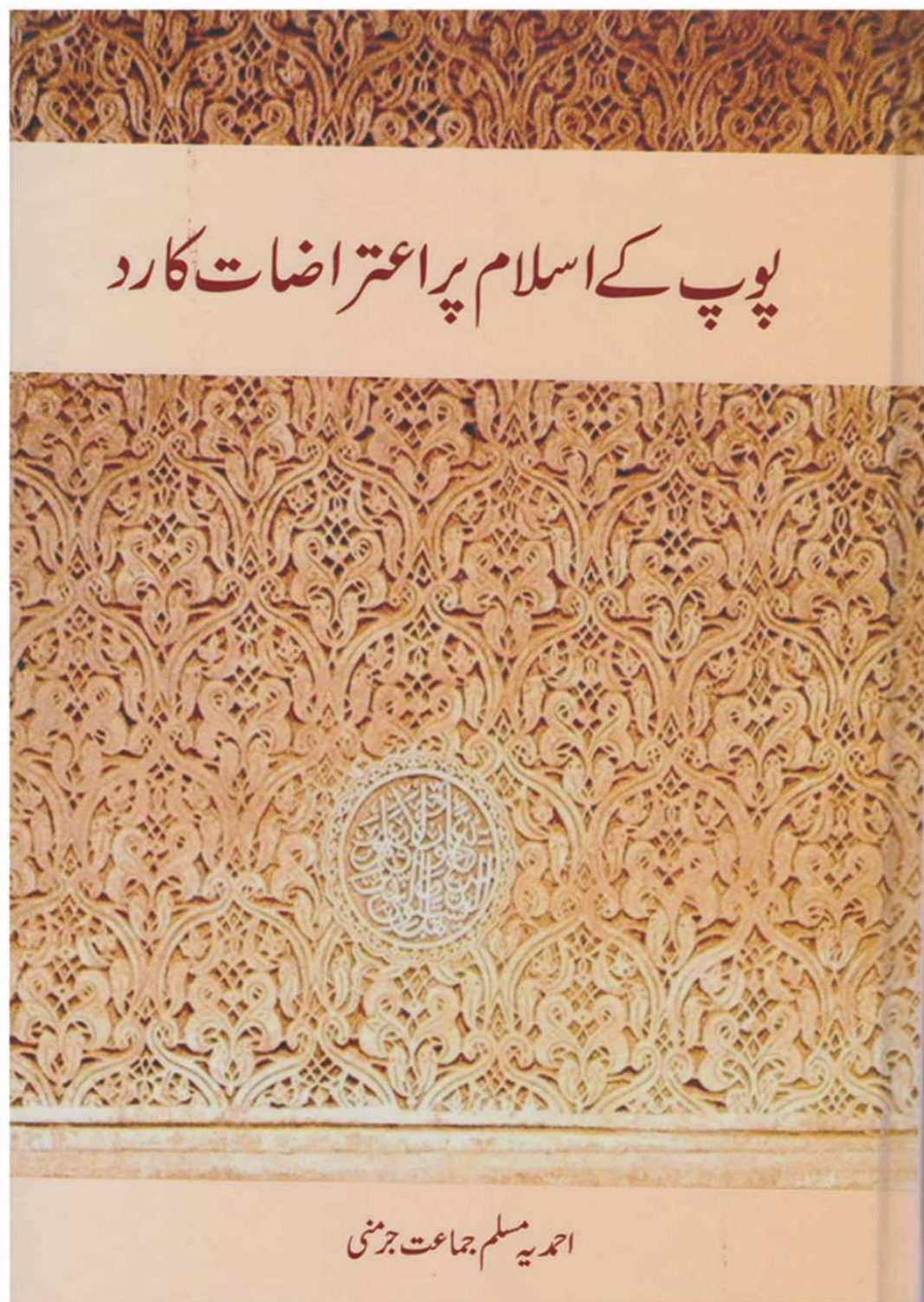
معلّمین کی تیّاری

جرمنی میں افرادِ جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد اور جرمنی کے زیرنگرانی دیگر مشرقی یورپین ممالک میں جماعتوں کے قیام کی وجہ سے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بیت السبوح میں 2007 میں منعقد ہونے والی مربیان سلسلہ کی میٹنگ میں خاکسار نے مزید مبلغین کے لئے درخواست کی۔اس پر حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں جو ارشاد فرمایا اُس کا مفہوم کچھ اِس طرح تھا۔اب آپ کے پاس 2017 تک اپنے مبلغین ہوجائیں گے،اس وقت تک انتظار کریں۔ربوہ میں جامعہ ایک ہی ہے اور آپ کے پاس جتنے ہیں اُتنے کسی کے پاس نہیں۔

پھر حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ جماعتوں میں سے ایسے افراد کو تربیت دیں جو فارغ ہیں۔ان کی بھی وہی Background ہے جو آپ کی ہے اور جرمنی میں کوئی بھی ایسی جماعت نہیں ہے جو خالصۃً جرمنوں پر مشتمل ہو،اس لئے ان میں سے ایسے افراد تلاش کریں۔یہ آپ کا وہم ہے کہ ان لوگوں کو بنیادی علم نہیں ہے۔میں نے بھی پاکستان میں کام کیا ہے،دَورے بھی کئے ہیں۔اکثر نے لٹریچر پڑھ کر قبول کیا ہوا ہے۔اصل چیز اخلاص ہے،خلافت سے محبت اور نظام سے تعلق ہے۔ٹھیک ہے پاکستان میں کچھ نہیں تھے مگر ان کے اخلاص میں آپ مزید نکھار پیدا کریں۔اسے اُبھار دیں تو باقی علم انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھ کر آجائے گا۔ان میں سے 70 فیصد علمی لحاظ سے جتنی ضرورت ہے اس کے مطابق ٹھیک ٹھاک ہیں۔

چنانچہ اِس ارشاد کی تعمیل میں جرمنی میں منعقد ہونے والی گزشتہ سالوں کی سالانہ تربیتی کلاسوں میں گہری دلچسپی رکھنے والے اور اچھی پوزیشنز لینے والے پانچ چھ افراد زیرغور آئے۔مختلف وجوہات کی بناء پر اُن کا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر نیشنل مرکز میں تیاری کے لئے آ کر بیٹھ جانا ممکن نہیں تھا۔اُن میں دو اصحاب مکرم منور حسین طور صاحب اور مکرم مقصود احمد علوی صاحب نے ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔پہلے ایک نصاب مقرر کیا گیا پھر بعض مربّیان سلسلہ نے میرے ساتھ

تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ قرآن مجید تو ان دونوں نے پہلے ہی اچھی طرح پڑھا ہوا تھا۔ بلکہ اُس کے ترجمہ اور تفسیر سے بھی کچھ واقف تھے۔ چنانچہ تقریباً ڈیڑھ سال کی ٹریننگ کے بعد یکم مارچ 2009 کو دونوں کو فیلڈ میں بھجوادیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں معلّمین فیلڈ میں بخوبی اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے تا آنکہ جامعہ احمدیہ جرمنی سے مبلغین تیّار ہونا شروع ہوگئے اور یکم اپریل 2018 کو اُنہیں جماعت کی اس سروس سے فارغ کردیا گیا۔ اب حضور انور کے ارشاد کے مطابق مکرم منور حسین طور صاحب ہمبرگ لوکل امارت میں آنریری معلم کے طور پر خدمت بجالا رہے ہیں اور مکرم مقصود احمد علوی صاحب دفتر مبلغ انچارج جرمنی میں ان کے معاون کی حیثیت سے خدمت بجا لارہے ہیں۔ **فجزاھُم اللہ احسن الجزاء۔**

ایسٹ یورپیَن ممالک کے دَورے

مشرقی یورپین ممالک میں اسلام احمدیت کی اشاعت کے لئے کوشش کرنا بھی جماعت احمدیہ جرمنی کے سپرد تھا۔ چنانچہ شعبہ تبلیغ کے تحت مختلف ممالک میں واقفینِ عارضی کے وفود بھجوائے جاتے رہے۔ اسی طرح ان ممالک میں مرکز کی ہدایت کے مطابق جرمنی سے مبلغ بھی بھجوائے گئے اور بعض ممالک میں براہِ راست پاکستان سے بھی مبلغین آئے۔ ان ممالک میں احمدیت کے آغاز اور جماعتوں کے قیام کی جو تاریخ ہے وہ تو ان ممالک میں لکھی جائے گی، تاہم مجھے بعض ممالک میں جانے کا موقع ملا۔ جیسے بلغاریہ، البانیہ، کوسووو، ہنگری، رومانیہ، سلووینیا اور بوسنیا۔ البانیا کے پہلے جلسہ سالانہ منعقدہ 20 مئی 2007 بر مقام بیت الاوّل Tirana-Albania میں اس عاجز نے عربی زبان میں تقریر کی کیونکہ وہاں پر دس بارہ ایسے احباب تھے جو عرب ممالک میں رہ چکے تھے اور انہوں نے عربی پڑھی ہوئی تھی اور انہوں نے جلسے میں اپنی آمد کی اطلاع کی ہوئی تھی۔ اُس وقت وہاں پر مکرم ڈاکٹر عبدالشکور اسلم صاحب بطور صدر جماعت اور مکرم شاہد احمد بٹ و مکرم صمد احمد غوری صاحبان مبلغین سلسلہ خدمت بجالا رہے تھے۔ اسی طرح بوسنیا کے جلسہ سالانہ 2003 میں ایک منی بس اور کار کے ذریعے München

میں ایک رات قیام کر کے، سلووینیا میں جماعت کے ایک سنٹر میں نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد براستہ Zagreb دس افراد پر مشتمل ایک وفد جرمنی سے Sarajevo پہنچا۔ یہ بس مکرم محمد احمد صاحب آف Bensheim لے کر گئے تھے، اس وفد میں راجہ منیر احمد صاحب اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تبلیغ اور ان کی ٹیم کے ممبر مکرم سلیم احمد بھٹی صاحب بھی شامل تھے۔ جلسہ کے حاضرین کی اکثریت تو بوسنین تھی۔ باہر سے گئے ہوئے مقررین کی تقاریر کا ترجمہ بوسنین زبان میں ہونا تھا اس لئے مبلغ سلسلہ مکرم وسیم احمد سروعہ صاحب نے مجھے کہا کہ آپ اپنی تقریر ''نماز کی اہمیت'' کے موضوع پر اردو میں ہی کریں تا کہ جرمنی سے آئے ہوئے افراد براہِ راست فائدہ اٹھا سکیں۔ 2006 میں کوسووو کے جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا تو میں نے انگریزی میں افتتاحی اور اختتامی تقریر کی۔ اس وقت وہاں پر مکرم موسیٰ رُستمی صاحب صدر جماعت اور مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب مبلغ سلسلہ تھے۔ مورخہ 23 اور 24 فروری 2008 کو مجھے بلغاریہ کی تین جماعتوں کا دورہ کرنے کا موقع ملا۔ اُس وقت وہاں کے مبلغین مکرم محمد اشرف ضیا صاحب اور مکرم طاہر احمد صاحب بلغاریہ کا ویزہ نہ ملنے کی وجہ سے جرمنی میں مقیم تھے۔ ان سب دوروں میں مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تبلیغ جرمنی میرے ہمراہ تھے۔

شادی خانہ آبادی عزیزم بلال احمد سلمہٗ

مورخہ 8 مارچ 2008 کو عزیزم بلال احمد سلمہٗ کی شادی عزیزہ وجیہہ داؤد بنت مکرم چوہدری داؤد احمد صاحب آف کھاریاں سے انجام پائی۔ عزیزہ شادی سے چند روز قبل پاکستان سے جرمنی میں اپنی خالہ اور خالو جان مکرم یحییٰ رفیع الدین احمد صاحب کے پاس Stuttgart آ گئی ہوئی تھیں۔ اگلے روز 9 مارچ کو دعوتِ ولیمہ کا انتظام بیت السبوح فرینکفرٹ میں کیا گیا۔ اس موقع پر جماعت کی خدمت کرنے والے احبابِ جماعت پورے جرمنی سے تشریف لائے اور بڑی محبت اور اخلاص کے ساتھ ہماری خوشی میں شامل ہوئے۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔**

عزیزم بلال احمد سلمہٗ اللہ تعالیٰ

خلافت احمدیہ کی صدسالہ جوبلی

جماعت ہائے احمدیہ گیمبیا کا دورہ

2008ء میں خلافت احمدیہ کی صدسالہ جوبلی کے موقع پر خاکسار حضرت امیرالمومنین ایّدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر جماعت احمدیہ گیمبیا کے جلسہ سالانہ میں بطور مرکزی نمائندہ شامل ہوا۔ یہ جلسہ 21 تا 23 مارچ 2008 کو منعقد ہوا ۔جلسہ سے ایک روز قبل مکرم Baba F. Trawallay نیشنل امیر جماعت احمدیہ گیمبیا کے ساتھ انتظامات کا جائزہ لیا۔اگلے روز نماز جمعہ پڑھائی جس کے بعد افتتاحی اجلاس منعقد ہوا۔ یہ جلسہ تین دنوں پر محیط تھا۔خاکسار نے افتتاحی اور اختتامی تقاریر کیں۔ جلسہ کے بعد ایک روز مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ پھر حسبِ پروگرام ملک کے طول وعرض میں بعض جماعتوں کے دورہ جات کئے گئے جن میں مبلغ انچارج مکرم سیّد سعیدالحسن شاہ صاحب میرے ساتھ تھے۔اپریل کا مہینہ تھا۔شدید گرمی کے دن تھے راتیں اور دن انتہائی گرم تھے۔ بصے (Basse) کی جماعت جو کہ ملک کے دارالحکومت بانجول سے انتہائی مشرق میں واقع ہے وہاں جماعت کے قائم کردہ ہائی اسکول کا معائنہ کیا۔احباب جماعت سے ملاقاتیں کیں اور وہاں کی مسجد میں گئے نیز ہسپتال کی تعمیر نَو کو دیکھا۔

خاکسار اور مکرم سیّد سعیدالحسن شاہ صاحب مبلغ انچارج گیمبیا

واپسی پر بھی بعض جماعتوں کے دورے کئے گئے ۔ ایک دن جمعہ کے روز Makamasirreh, Wuli نامی جماعت میں پہنچے تو احباب جماعت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ کا عربی زبان میں ترجمہ سُن رہے تھے۔ اس کے بعد مقامی جمعہ پڑھا گیا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ مسجد غیر احمدیوں نے بنائی ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیسے؟ ۔ انہوں نے بتایا یہاں پر پہلے ہم نے مسجد بنائی تھی مگر مخالفت کی وجہ سے غیر احمدیوں نے اُسے گرادیا۔ جب معاملہ گاؤں کی پنچایت میں گیا تو اُس نے فیصلہ کیا کہ مسجد گرانے والے اب احمدیوں کو مسجد بنا کر دیں۔ جس پر پھر انہیں مسجد بنا کر دینا پڑی۔

اس دورہ کے دوران کئی جماعتوں میں جانا ہوا۔ اندرونِ ملک سڑکوں کا بہت برا حال ہے۔ بہرحال ہم ایک ایسی جماعت میں گئے جہاں جانے کے لئے کوئی سڑک بھی نہیں تھی۔ اس گاؤں میں بجلی کا کوئی تصوّر بھی نہیں اور نہ کوئی مارکیٹ تھی مگر جب مسجد میں گئے تو وہاں پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے موجود تھا۔ بجلی سولر سسٹم سے حاصل کی جاتی تھی۔ اس کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور ہم نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔

اس دورہ کے آخر پر مربّیان سلسلہ اور معلّمین کے ساتھ ایک میٹنگ بھی ہوئی۔ اور مشن ہاؤس کے قریب پرنٹنگ پریس بھی دیکھی۔ ملک میں خاکسار کی آمد اور واپس روانگی کے موقع پر استقبال و الوداع کا خاص انتظام کیا گیا تھا۔ یہ جماعت کی برکت ہے کہ روانگی کے وقت جو VIP پروٹوکول تھا اس کی گاڑی مجھے لے کر جہاز کی سیڑھیوں تک آئی۔

خاکسار اس سے قبل بھی دو بار گیمبیا جا چکا تھا۔ 1985ء میں لائبیر یا جاتے ہوئے ائر پورٹ پر رکنے اور ٹرانزٹ لاؤنج میں اپنے چھوٹے بھائی مکرم عمر علی صاحب طاہر مبلغ سلسلہ سے ملنے کا پروگرام تھا۔ لنڈن سے جب میں گیمبیا کے لئے روانہ ہونے لگا تو میرے دوست اور کلاس فیلو مکرم مجید احمد سیالکوٹی صاحب مجھے کہنے لگے کہ جب وہاں جاؤ گے تو وہاں فرینکفرٹ، پیرس کی طرح کا ائیر پورٹ نہیں ہونا بلکہ وہاں تو جہاز سڑکوں پر اُتر جاتے ہیں اور لوگ جہاز میں بھی آجاتے ہیں۔ اب ہوا یوں

کہ جب بانجول ائیر پورٹ پر جہاز رُکا تو اعلان ہو گیا کہ جہاز لیٹ ہے لہذا ہم نے آگے کے لئے جلد روانہ ہونا ہے اس لئے ٹرانزٹ لاؤنج میں کوئی نہ جائے۔ مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔ میرا بھائی اُس وقت فرافینی میں متعین تھا۔ اُس نے مجھے ملنے کے لئے آنا تھا۔ چنانچہ یہ اعلان سُن کر میں Cockpit کی طرف آیا۔ مسافر اُتر رہے تھے۔ دروازہ کھلا تھا میں باہر جھانک رہا تھا۔ اتنے میں جہاز کے Staff کا ایک ممبر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے لاؤنج میں اپنے بھائی کو ملنے کے لئے جانا تھا۔ میں نے کہا ہاں۔ وہ کہنے لگا کہ فکر نہ کریں ہم اُسے یہاں بلا لیتے ہیں آپ اُن سے مل لینا۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں مَیں نے دیکھا کہ میرا بھائی لاؤنج سے نکل کر جہاز کی طرف آرہا ہے۔ جب وہ جہاز کے قریب پہنچا تو میں بھی جہاز کی سیڑھیوں سے نیچے گیا اور اُس سے ملاقات ہو گئی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالك۔

لنڈن سے ایک صاحب نے وہاں کسی کے لئے ایک امانت دی تھی وہ میں نے بھائی کے سپرد کی اور واپس جہاز میں آکر بیٹھ گیا۔ ایک لحاظ سے مجید احمد سیالکوٹی صاحب کی بات پوری ہوئی کہ لوگ جہاز تک بھی آجاتے ہیں۔

گیمبیا کے دوسرے وزٹ کے دوران سینیگال کے دارالحکومت Dakar بھی گیا۔ اس وزٹ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ انگلستان کے جلسہ سالانہ کے بعد لائبیریا واپس جاتے ہوئے میں نے اپنے بھائی کو گیمبیا میں ملنے کے لئے ایک ہفتہ کی رخصت لی تھی۔ جلسہ سالانہ انگلستان پر ربوہ سے آئے ہوئے صدر خدّام الاحمدیہ مکرم محمود احمد صاحب بنگالی کا ویسٹ افریقہ کے چند ممالک کی مجالس خدّام الاحمدیہ کا دورہ کرنے کا پروگرام بھی تھا اور انہوں نے سب سے پہلے گیمبیا جانا تھا۔ چنانچہ انہوں نے میرے ساتھ ہی بکنگ کروالی اور ہم گیمبیا کے لئے British Caledonian کی ایک فلائٹ پر روانہ ہو گئے۔ وہاں پر مبلغ انچارج و امیر جماعت مکرم داؤد احمد حنیف صاحب اور صدر خدّام الاحمدیہ نے ہمارا استقبال کیا۔ بانجول میں ایک دن قیام کے بعد میں اپنے بھائی کے پاس Basse چلا گیا جو کہ ملک کے مشرقی حصّہ میں ہے۔ راستے میں کچھ اور مشنوں کو دیکھنے کا موقع بھی ملا۔ مکرم صدر

صاحب کے دورے کے دوران انہوں نے ایک دن سینیگال جا کر پاکستانی سفارت خانہ میں اپنا پاسپورٹ بھی Renew کروانا تھا۔محترم امیر صاحب نے مجھے بھی دعوت دی کہ میں بھی ساتھ چلوں اور اس طرح سینیگال کی سیر بھی کرلوں ۔مکرم منوّر احمد خورشید صاحب جو اُس وقت فرافینی میں مبلغ تھے اوران کے سینیگال میں قائم جماعتوں سے رابطے تھے وہ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ ڈاکارسے واپسی پر سینیگال میں جماعتوں کو اطلاع دی گئی تھی کہ صدر خدّام الاحمدیہ مرکزیہ ان کے پاس آئیں گےمگر ان کے پاسپورٹ کی تجدید کا کام دوسرے دن تک ملتوی ہوگیا۔اس لئے ان کے لئے جماعتوں کو Visit کرنا ممکن نہ رہا۔ان جماعتوں کو اس کی اطلاع بھی دینی تھی۔یہ 1987ء کی بات ہے جبکہ وہاں پر موجودہ Telecommunication کی سہولیات کا کوئی تصوّر نہیں تھا اس لئے پروگرام یہ طے پایا کہ خاکسار اور مکرم منوّر احمد خورشید صاحب ان جماعتوں کا دورہ کرلیں۔چنانچہ ہم دونوں دوسرے دن جماعتوں کے دورے پر روانہ ہوگئے۔وہ جماعتیں Remote areas میں تھیں۔جہاں کوئی سڑکیں نہیں تھیں۔تاہم 4 Wheel Drive گاڑی پر ہم مختلف جگہوں پر گئے۔ہر جگہ چند احباب اکٹھے ہوجاتے تھے۔مکانات علاقہ سندھ پاکستان میں چھاچھرو اور مٹھی کی طرف صحرا میں جائیں تو ریتیلے علاقہ میں بنے ہوئے مکانوں کی طرح تھے۔مجھے تو ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے میں ضلع تھر پارکر کے مذکورہ علاقوں میں آ گیا ہوں۔بہر حال ہم نے مسیح موعودؑ پر ایمان لانے والوں سے ملاقاتیں اور باتیں کیں جس سے وہ بہت خوش ہوئے۔اب ذرا تصوّر کریں کہ دنیا کی کوئی سہولت وہاں نہیں تھی مگر مسیح محمدی ﷺ کا پیغام وہاں پہنچا ہوا تھا۔

جرمنی میں صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی 2008 کی تقریبات

جرمنی میں یہ تقریبات شایان شان طریق پر منانے کے لئے مرکز کی ہدایت کے تحت مکرم امیر صاحب کی صدارت میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ جرمنی کی حیثیت سے اس کمیٹی کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ تاہم بعد از جماعتی انتخابات یہ

ذمہ داری نومنتخب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ جرمنی مکرم زبیر خلیل خان صاحب کے سپرد ہوگئ۔ان تقریبات میں بحیثیت نائب امیر ومبلغ انچارج جوکام میرے سپرد ہوئے ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

- شعبہ وصایا کے ساتھ مل کر زیادہ سے زیادہ تعداد میں کمانے والے احباب کو نظام وصیت میں شامل کرنے کی کوشش کرنا۔
- 27 مئی 2008 کو ملک بھر میں نماز تہجد کی باجماعت ادائیگی کا انتظام۔
- اس سال نوافل کی ادائیگی اور حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی طرف سے جاری کردہ دعاؤں کی تحریک کے حوالے سے شعبہ تربیّت اور ذیلی تنظیموں کو توجہ دلانا۔
- ہر ماہ کی آخری جمعرات کو نفلی روزہ کے رکھنے کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلانا۔سال 2008 کے دوران ہونے والے جلسہ سیرۃ النبی ﷺ ،جلسہ یوم پیشگوئی مصلح موعود اور جلسہ یوم مسیح موعود کے مواقع پر خلافت احمدیہ کو موضوع بنانا۔
- تیس جماعتوں کو منتخب کر کے جلسہ یوم پیشوائیانِ مذاہب کے انعقاد کا خصوصی انتظام۔
- 27 مئی 2008 کو یومِ خلافت کے جلسوں کا انعقاد۔
- جلسہ سالانہ 2008 کے موقع پر تقاریر کے عناوین خلافت کے حوالے رکھنا۔
- مورخہ 3 اکتوبر کو جرمنی کی تمام مساجد میں Tag der offenen Tür کے تحت مساجد میں خصوصی پروگراموں کا انعقاد۔
- تمام مساجد میں استقبالیہ تقریبات کا اہتمام۔

چنانچہ اس نسبت سے تمام جماعتوں میں یہ دن منانے کے لئے ہدایات بھجوائی گئیں۔ان میں خاص طور پر سیّدنا حضرت امیرالمومنین ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے فرمودات کی روشنی میں دعاؤں پر مشتمل اس روحانی پروگرام کی اشاعت کی گئی۔

فرینکفرٹ میں خلافت جوبلی کی تقریبات کا آغاز 27 مئی 2008 کو باجماعت نماز تہجد

سے کیا گیا۔جس میں اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر شکر ادا کیا گیا اور خلافت احمدیہ کے استحکام اور اس سے وابستگی اور خلیفۂ وقت کی صحت وسلامتی کے لئے دعائیں کی گئیں۔نماز تہجد میں 593 افراد نے شرکت کی ۔ پرچم کشائی کی تقریب کے لئے گیارہ بجے سے فیملیز عید کی طرح سج دھج کر بیت السبوح آنا شروع ہوگئیں۔ٹھیک ساڑھے بارہ بجے خاکسار بطور مبلغ انچارج ،سیکرٹری صدسالہ خلافت جوبلی جرمنی مکرم زبیر خلیل خان صاحب ،مکرم ادریس احمد صاحب لوکل امیر فرینکفرٹ اور مکرم مبارک احمد جاوید صاحب جنرل سیکرٹری فرینکفرٹ پرچم کشائی کے لئے کمپاؤنڈ میں پہنچ گئے۔ کشمیری شاپ کی جانب باپردہ خواتین ، ناصرات اور بچے ہاتھوں میں جھنڈیاں لہرا رہے تھے۔خاکسار نے جماعت احمدیہ کا پرچم بلند کیا جبکہ ملکی پرچم مکرم ادریس احمد صاحب لوکل امیر فرینکفرٹ نے لہرایا۔بچوں نے اس پر ترانہ پڑھا اور نعرۂ تکبیر،خلافت احمدیہ زندہ باد اور غلام احمد کی جے کے نعروں سے فضا گونج اٹھی جس کے بعد خاکسار نے اجتماعی دعا کروائی۔

اس کے بعد سب احباب وخواتین مسجد میں تشریف لے گئے جہاں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا لائیو خطاب سنا گیا ۔ یہ خطاب بہت جلالی اور دوسرے خطابات سے منفرد تھا جس کے آخر پر حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت سے ایک عہد بھی لیا۔ یہ عہد عالمی بیعت کی طرح عالمی عہد بن گیا۔

طعام اور نمازوں کے بعد خاکسار کی زیرِ صدارت اجلاس عام کا انعقاد ہوا۔اس موقع پر سٹیج پر خاکسار کے ہمراہ مکرم زبیر خلیل خان صاحب سیکرٹری خلافت جوبلی اور مکرم ادریس احمد صاحب لوکل امیر تشریف فرما تھے۔اجلاس میں مکرم حسنات احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم پیش کی ،مکرم فلاح الدین خان صاحب نے نظم پڑھی اور ناصرات الاحمدیہ نے ترانہ پڑھا۔خاکسار نے خلافت سے وابستگی کے عنوان پر نصائح کیں اور سیکرٹری جوبلی مکرم زبیر خلیل خان صاحب نے تقریب جوبلی خلافت کی اہمیت پر ایک مختصر تقریر کی۔حلقہ جات میں عمدہ کارکردگی پر انعامات کی تقسیم ہوئی جس کے بعد دعا کے ساتھ یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔علاوہ ازیں ذیلی تنظیموں نے بھی

صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے حوالے سے اپنے اپنے دائرہ کار میں متعدّد پروگرام ترتیب دیئے۔اس حوالے سے میں بھی اُنہیں اپنا تعاون پیش کرتا رہا جو کہ میرے فرائض منصبی میں شامل تھا۔ یہاں پر میں مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی (2006 تا 2011) کا وہ مکتوب شامل اشاعت کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے خاکسار کو اس سلسلہ میں تحریر کیا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Ahmadiyya Muslim Jamaat e.V.
Zentrale Für Deutschland
Majlis Ansarullah Germany
Genferstr.11, 60437 Frankfurt/Main
Tel: 069-259270, 24271946, 47
Fax: 069-24271317

Date: 06.12.2008

لَایَشْکُرُ النَّاسَ لَایَشْکُرُ اللّٰہَ

بخدمت مکرم ومحترم امام حیدر علی صاحب ظفر مشنری انچارج جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اُمید ہے آپ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بعافیت ہونگے۔

مکرمی! الحمدللہ کہ خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کا پہلا سال اللہ تعالیٰ کے بے شمار افضال وانعامات کی بارش برساتا ہوا اپنے اختتام کے قریب ہے اور یہ بھی اُسکے بے شمار فضلوں میں سے ایک خاص فضل ہے کہ جماعت جرمنی کو مرکز کی طرف سے خلافت جوبلی کے حوالہ سے دورانِ سال جو ذمہ داریاں سپرد کی گئی تھیں وہ جماعت کے تمام شعبہ جات اور تنظیموں کے باہمی اتحاد اور ایک دوسرے کے ساتھ بھرپور تعاون کے طفیل بہترین طریق سے نبھانے کی توفیق ملی۔ جسکے نتیجہ میں جرمنی جماعت اس حوالہ سے تمام دُنیا کی بہترین کارکردگی والی جماعتوں میں شمار کی گئی، الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

مجلس انصاراللہ جرمنی کو بھی اپنی ذمہ داریوں کے حوالہ سے دورانِ سال جب بھی کسی پروگرام کے لئے آپکی مدد درکار ہوئی آپ نے بخوشی اپنے بھرپور تعاون کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے ہماری مدد کی۔ مجلس انصاراللہ جرمنی آپ کے اِس خصوصی تعاون پر دِل کی گہرائیوں سے آپکا شکریہ ادا کرتی ہے، جزاکم اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہمیں اتحاد وتعاون کے ساتھ جماعت جرمنی کا قدم اسلام واحمدیت کی ترقی کی راہوں پر گامزن کرتے رہنے کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ جرمنی کے تمام ممبران بھی تشکر کے اِن جذبات میں خاکسار کے ساتھ شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سال نو ہم سب کے لئے خیر وبرکت کا سال کرے اور اسکے فضلوں کی بارش اسلام واحمدیت کی ترقی کی شکل میں ہم سب پر برستی رہے، آمین۔

مجلس انصاراللہ جرمنی کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام
خاکسار
عبدالرحمٰن مبشر
عبدالرحمٰن مبشر
صدر مجلس انصاراللہ جرمنی

کفن مسیح کی زیارت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے اُتار کر جن چادروں میں لپیٹا گیا تھا اور پھر ایک قبر نما جگہ میں ان کے جسدِ مبارک کو رکھا گیا تھا وہ چادریں کفنِ مسیح کہلاتی ہیں۔ان چادروں پر حضرت مسیح علیہ السلام کے جسم سے نکلنے والے خون کے دھبوں کے نشانات ہیں جن پر جب تحقیق کی گئی تو اس امر کی تصدیق ہوگئی کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ جب ان کو صلیب سے اتارا گیا اور چادروں میں لپیٹا گیا تو وہ زندہ تھے۔

اس کفن کو عیسائیوں نے اٹلی کے شہر Turin کے ایک گرجا گھر میں محفوظ رکھا ہوا ہے اور ہر 25 سال کے بعد اس کی نمائش کی جاتی ہے۔ 2010 میں اٹلی میں لگنے والی اس نمائش کو دیکھنے کے لئے جرمنی سے خاکسار مورخہ 3 مئی کو مرکز کی اجازت سے ایک وفد کے ساتھ اٹلی گیا۔ اس وفد میں خاکسار، مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب جنرل سیکرٹری جماعت جرمنی، مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب سیکرٹری تبلیغ جرمنی اور مکرم محمد اشرف ضیاء صاحب مبلغ سلسلہ شامل تھے۔ چنانچہ ہم نے کفن کی زیارت کی اور کفن پر پڑے ہوئے خون کے دھبوں کا عکس دیکھا۔اس نمائش کو دیکھنے کے بعد ہم اٹلی کے شہر وینس کی سیر کے لئے بھی گئے۔

فلائیرز کی تقسیم

2010 کی بات ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے جرمنی کی زیادہ سے زیادہ آبادی تک اسلام احمدیت کا پیغام بذریعہ فلائیرز پہنچانے کی تحریک جاری فرمائی تو جہاں شعبہ تبلیغ نے اپنی منصوبہ بندی کی وہیں خاکسار نے جماعتوں کو motivate کرنے کے لئے 44 بڑی بڑی جماعتوں میں دورہ جات کے پروگرام بنائے۔ سوائے تین جماعتوں کے ہر جگہ کا دورہ میں نے خود کیا۔ ہر جگہ جہاں پر احباب جماعت اکٹھے ہوتے تھے تو مسلسل ایک ڈیڑھ

گھنٹہ تک ان کے سامنے تبلیغ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی تھی اور ان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے جاتے تھے۔ مثلاً تبلیغ کی اہمیت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا آغاز، یورپ میں تبلیغ اسلام اور تبلیغ کے مختلف ذرائع وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے کسی جگہ بھی گفتگو کرتے ہوئے گلے میں خراش وغیرہ پیدا نہیں ہوئی۔ اس کے لئے ایک مجرّب نسخہ بیلاڈونا 200 کی ایک خوراک فائدہ دیتی رہی۔ الحمدللہ کہ ان دورہ جات کے بہت مفید نتائج نکلے اور احباب جماعت نے بڑے ذوق وشوق سے لیف لیٹس کی تقسیم کے کام میں حصّہ لیا۔ اس پروگرام پر عمل درآمد کی رپورٹس باقاعدگی سے سیّدنا حضرت امیرالمومنین ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست کے ساتھ بھجوائی جاتی رہیں۔ ان رپورٹس کے جواب میں حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی طرف سے موصولہ دو خطوط شامل اشاعت ہیں۔ ان دورہ جات میں مکرم طاہر احمد صاحب آف Dreieich کو گاڑی چلانے کا موقع ملا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم و علٰی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

لندن

پیارے مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی فیکس ملی ہے کہ احمدیوں کو تبلیغ کے لئے Motivate کرنے کے لئے آپ جرمنی کی جماعتوں کے دورے کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ جزاک اللہ۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور برکت ڈالے۔

اللہ آپ کی مدد و نصرت فرمائے اور ہر احمدی کے دل میں تبلیغ کی لگن پیدا ہو اور زیادہ سے زیادہ آبادی تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملے۔ (آمین)

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

T-15304
8-2-11

خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

لندن

پیارے مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی فیکس ملی ہے کہ افراد جماعت کو تبلیغ کرنے کیلئے مستعد motivate کرنے کیلئے پروگرام بنایا ہے اور اس کیلئے لوکل امارتوں میں اجلاس کے ذریعہ احباب جماعت کو اس کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے۔ ٹھیک ہے۔ اللہ برکت ڈالے اور احباب جماعت کے اندر بیداری پیدا فرمائے اور تبلیغ کی لَو لگا دے۔ بری لیف لیٹس کی تحریک کی طرف بھی توجہ دیں اور اس میں تیزی پیدا کریں۔ ہر علاقہ میں جماعت کا تعارف کرائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کی مدد و نصرت فرمائے۔

والسلام

خاکسار

[illegible]

خلیفۃ المسیح الخامس

T-7788
1-11-10

انٹرنیشنل جلسوں
اورحضورِانور کے ساتھ مبلغین سلسلہ کی میٹنگز میں شمولیت

خلافت رابعہ اور خلافت خامسہ کے دور میں اکثر جلسہ سالانہ یو کے میں شامل ہونے کا موقع ملتا رہا۔خلافتِ خامسہ میں جلسہ سالانہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے ساتھ دنیا بھر سے آئے ہوئے مبلغین کی جو میٹنگز منعقد ہوتی رہیں ان میں شامل ہوکر جماعت جرمنی کی نمائندگی کرنے اور رپورٹ پیش کرنے کی توفیق ملتی رہی ۔ ہر میٹنگ کے بعد مبلغین کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک گروپ فوٹو بھی ہوتا تھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی مبلغین سلسلہ کے ساتھ محمود ہال (مسجد فضل) لنڈن میں میٹنگ کا ایک منظر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اکناف عالم سے آئے ہوئے مبلغین سلسلہ کی میٹنگ کا ایک اور منظر

اسی طرح جلسہ سالانہ سے پہلے جماعت احمدیہ انگلستان کے شعبہ تبلیغ کے تحت جو ایک روزہ سیمینار ہوتا تھا اس میں بھی بعض دفعہ شامل ہوا اور بوقت ضرورت تبلیغ وتربیّت کے طریقوں کے بارہ میں اپنی رائے بھی دی۔

انٹرنیشنل تبلیغ اور تربیت سیمینار یو۔کے میں خاکسار تقریر کر رہا ہے۔ سٹیج پر مکرم ڈاکٹر سردار حمید احمد صاحب سیکرٹری تبلیغ یو۔کے مکرم Baba F. Trawallay صاحب نیشنل امیر گیمبیا اور مکرم ڈاکٹر ندیم احمد صاحب نائب سیکرٹری تبلیغ یو۔کے تشریف فرما ہیں

مورخہ 29اور 30اگست 2015 کو وکالت تبشیر کے تحت بیت الفتوح لنڈن میں تمام مبلغین کا ایک ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ اس میں مجھے ”ٹول فری نمبرز کے ذریعہ رابطے اور جماعتی تعارف“ کے عنوان کے تحت جماعت جرمنی میں قائم Hotline پر ہونے والے تجربات، واقعات اور پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات بیان کرنے کا موقع ملا۔ اسی طرح اس ریفریشر کورس میں دیگر ممالک سے آئے ہوئے مبلغین کے مختلف موضوعات پر ایمان افروز واقعات و بیانات سننے کا بھی موقع ملا۔

29، 30اگست 2015 : ریفریشر کورس میں شامل ہونے والے جرمنی کے مربیان سلسلہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

کرسیوں پر دائیں سے بائیں : مکرم سید سلمان شاہ صاحب، مکرم اسامہ احمد صاحب، مکرم عبد الباسط طارق صاحب، خاکسار حیدر علی ظفر، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر امیر جماعت جرمنی، مکرم لئیق احمد منیر صاحب، مکرم محمد احمد راشد صاحب، مکرم محمد الیاس منیر صاحب۔

استادہ : دائیں سے بائیں : مکرم آفاق احمد صاحب، مکرم بلال اکبر صاحب مکرم انصر بلال انور صاحب، مکرم اطہر سہیل صاحب، مکرم شکیل احمد عمر محمود صاحب، مکرم محمد جری اللہ خان صاحب، مکرم احسن فہیم بھٹی صاحب، مکرم طاہر احمد صاحب، مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب

اب میں 2008 اور پھر 2012 میں جلسہ کینیڈا اور امریکہ میں شمولیت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی ان جلسوں پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات سے براہِ راست مستفید ہونے کی توفیق ملی۔ ان جلسوں پر مختلف ممالک سے آئے ہوئے ربوہ کے بعض قدیمی احباب سے بھی ملاقاتیں ہوئیں اور

یوں بہت سی پرانی یادیں تازہ ہوگئیں۔ 2008 میں میرے بیٹے بلال احمد اور لقمان خالد بھی میرے ساتھ تھے۔ کینیڈا سے ہم بذریعہ کار امریکہ گئے۔ واشنگٹن کے علاوہ Harrisburg بھی گئے جہاں پر جماعت احمدیہ امریکہ کا جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے اور وہاں سے ہم مکرم انعام الحق کوثر صاحب کے ساتھ نیویارک گئے۔ یہ اس جگہ مبلغ سلسلہ تھے۔ زمانہ طالب علمی سے میرا ان کے ساتھ اخلاص، پیار اور محبت کا تعلق ہے جسے انہوں نے بہت خوب نبھایا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا۔ انہوں نے نیویارک میں Mannhatten اور دیگر مشہور مقامات دکھائے۔ کینیڈا کا جلسہ سالانہ اس کے بعد ہونا تھا۔ چنانچہ جب ہم واپس آگئے تو ایک دو دن کے بعد میری اہلیہ بھی Ministerial Visa پر وہاں پہنچ گئیں۔ چونکہ ان کے پاس اس وقت پاکستانی پاسپورٹ تھا اس لئے برلن میں کینیڈین ایمبیسی نے تو ویزے کا انکار کر دیا ہوا تھا مگر ہم نے کینیڈا کی جماعت کے ذریعہ ویزہ کے حصول کی کوشش جاری رکھی جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوگئی۔

مکرم انعام الحق کوثر صاحب مبلغ سلسلہ

جلسہ میں شامل ہونے کے بعد مَیں اور میری اہلیہ مونٹریال گئے جہاں پر میری اہلیہ کے خالہ زاد بھائی مکرم محمد احمد صاحب، بہن محترمہ نصرت احمد صاحبہ و دیگر رشتہ دار بھی تھے۔ جب دوسری مرتبہ 2012 میں ہم گئے تو میری اہلیہ کے علاوہ میرے بیٹے بھی ہمراہ تھے۔ اس مرتبہ بھی پہلے ٹورانٹو کینیڈا گئے اور پھر کار کے ذریعہ سیدھے Harrisburg گئے۔ جلسہ میں شمولیت کے بعد اہلیہ کے

کزنز مکرم ڈاکٹر محمد احتشام صاحب کے پاس اور پھر مکرم محمد اکرام صاحب کے پاس واشنگٹن میں قیام کیا۔ان دونوں بھائیوں اور ان کی بیوی بچوں نے بہت خدمت کی۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء**۔ Peace Village ٹورانٹو میں محترم لال خان ملک صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ایک علیحدہ فلیٹ میں رہائش کا بہت اچھا انتظام کر دیا تھا۔ Peace Village میں قیام کے دوران نیا گرا فال کی سیر بھی کی۔مکرم مدثّر احمد شاہ صاحب جو کہ جرمنی سے جا کر وہاں آباد ہوئے تھے انہوں نے Vaughan شہر اور CN ٹاور کی سیر کروائی۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء**۔

اِس مرتبہ اہلیہ کے کزن مکرم محمد ابتسام صاحب سے ملنے کے لئے گئے جو کہ Ottawa کے قریب رہتے تھے اس طرح ہمیں وہاں Ottawa کے پارلیمنٹ ہل پر رات کے بارہ بجے سے پہلے پہلے ایک Sound and Light کا خوبصورت شو جو Northern Lights کے نام سے دکھایا جاتا ہے وہ بھی دیکھنے کو ملا۔اس کی کمنٹری فرینچ اور انگریزی میں کی جاتی ہے۔اس شو میں کینیڈا کی تاریخ کے ناقابلِ فراموش سنگِ میل آڈیو وڈیو کی شکل میں حیرت انگیز انداز میں پیش کئے جاتے ہیں۔ ان میں کینیڈا کے آغاز سے لے کر دورِ جدید تک ہر قسم کی کامیابیوں، واقعات، دلچسپیوں، کھیلوں وغیرہ ہر ایک چیز کا احاطہ کیا جاتا ہے۔مثلاً تاریخی اعتبار سے کس طرح پوری دنیا کے لوگوں نے مل کر کینیڈا کی بنیادوں کو وسعت دی ۔ یہ تاریخ بڑے دلکش انداز میں دکھائی اور سنائی جاتی ہے۔

یہاں پر مَیں اِس امر کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ مکرم محمد ابتسام صاحب کے ایک بھائی کینیڈا میں اور دو امریکہ میں ہیں۔سب نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے اپنے گھر میں نماز کے لئے ایک ایک کمرہ مخصوص کیا ہوا ہے جس کو مسجد ہی کہتے ہیں۔ وہاں پر جائے نماز یا دریاں بچھی رہتی ہیں۔ یہ وصف انہوں نے اپنے والد صاحب مرحوم سے سیکھا ہے۔ سادھوکی (پاکستان) میں جہاں ان کی

زمین اور اپنا گھر بھی جو کہ مین روڈ (جی ٹی روڈ) پر واقع تھا ان کے والد محترم حکیم محمد شفیع صاحب مرحوم کا مطب ہوتا تھا۔ لاہور میں قیام کے دوران ہمارا کئی دفعہ سادھوکی جانا ہوا۔ ہر نماز کے وقت اذان ہوتی اور باجماعت نماز ہوتی جس کے لئے ایک الگ کمرہ مخصوص تھا۔

کینیڈا وزٹ کے دوران ہمارا قیام Peace Village میں تھا۔ اُن دنوں حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ وہاں پر مقیم تھے۔ بیت الاسلام مسجد میں اذان کے ساتھ ہی مختلف اطراف سے مرد، عورتیں مسجد کی طرف چلے آتے تھے۔ ایسا منظر ہم نے ربوہ میں دیکھا ہوا تھا کہ نماز کے وقت بچے، جوان ، بوڑھے سب ہی مسجدوں کا رُخ کر لیتے تھے۔ گولبازار میں دوکانوں پر تالے پڑ جاتے تھے۔ ایک روز عشاء کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدّہ اللہ تعالیٰ نے Peace Village کی بعض گلیوں کو بھی پیدل رونق بخشی نیز بعض گھروں میں اندر جا کر بھی دیکھا اور گھروں اور گھر والوں کو برکت بخشی۔ ان دنوں Peace Village میں احباب نے اپنے گھروں کو خوب سجایا ہوا تھا۔ بیت الاسلام میں حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ کی کئی مجالس میں شامل ہونے کا موقع ملا نیز جامعہ احمدیہ کے طلبہ کی Graduation Ceremony میں شمولیت اور حضور انور کا خطاب سننے کی بھی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

برِ اعظم آسٹریلیا کی سیر

یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ 24 ستمبر 2013 کو مجھے اور میری اہلیہ کو آسٹریلیا جانے کا موقع ملا۔ ہم نے اپنا پروگرام اُن دنوں کے مطابق ہی رکھا ہوا تھا جن دنوں میں حضرت امیر المومنین ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے وہاں دورے پر تشریف لانا تھا۔ آسٹریلیا میں علاوہ دیگر عزیزوں کے میرے بڑے بھائی مکرم سیف علی شاہد صاحب کی اہلیہ اپنے بیٹوں عزیزم خالد محمود صاحب، عزیزم مظہر محمود صاحب اور عزیزم انعام الرحمان وحید صاحب کے ساتھ رہتی تھیں۔ ہمارا قیام ان کے

پاس تھا۔ جاتے ہی اُس وقت کے امیر اور مشنری انچارج مکرم محمود احمد صاحب (بنگالی) سے ملاقات ہوئی جو کہ صاحبِ فراش تھے۔ انہوں نے بڑے تپاک سے خوش آمدید کہا اور مختلف جماعتی حالات پر بات ہوتی رہی۔ آسٹریلیا بھی جرمنی کی طرح ایک ترقی یافتہ ملک ہے اور جرمنی کی طرح وہاں بھی پاکستان سے احمدی ہجرت کر کے گئے ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے دونوں ممالک کے حالات اور مسائل تقریباً ایک ہی جیسے ہیں۔ وہاں پر درپیش مسائل سے Way out پر بات ہوتی رہی۔

نیوزی لینڈ کی سیر

حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی توفیق پائی اور بعد ازاں نیوزی لینڈ اور فجی آئی لینڈز دیکھنے کے لئے گئے۔ کرکٹ کی وجہ سے نیوزی لینڈ مشہور ہے۔ بہر حال اس ملک کے کیا کہنے۔ اُس وقت مکرم محمد اقبال صاحب نیوزی لینڈ کے نیشنل صدر تھے انہوں نے ہی ہماری سیر کا بندوبست بھی کیا۔ مکرم شفیق الرحمٰن صاحب مبلغ انچارج نیوزی لینڈ تھے۔ آپ نے ہماری ضیافت کا حق خوب ادا کیا۔ نیوزی لینڈ کے لوگوں کا رہن سہن اور کلچر دیکھنے کا موقع ملا جو بالکل اور ہی طرح کا ہے۔ علاوہ ازیں Volcano کا علاقہ (آتش فشاں پہاڑوں کا سلسلہ) بھی دیکھا جہاں جگہ جگہ گرم پانی اور بھاپ نکل رہی تھی۔

خاکسار کے عقب میں آتش فشاں پہاڑوں کا ایک منظر

فجی آئی لینڈز کی سیر

نیوزی لینڈ کے بعد ہماری اگلی منزل فجی آئی لینڈز تھی جہاں International Date Line دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ مکرم فضل اللہ طارق صاحب (ابن مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب مرحوم کارکن خدام الاحمدیہ مرکزیہ) وہاں پر امیر اور مشنری انچارج تھے۔ وکالت تبشیر کی طرف سے ان ممالک میں ہمارے آنے کی اطلاع تھی۔ انہوں نے بھی ہمارے قیام و طعام کا خاص خیال رکھا۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔** فیجی آئی لینڈز میں SUVA سے بہت چھوٹا سا ہوائی جہاز اُس صوبہ میں جاتا تھا جہاں سے International Date Line گزرتی ہے۔ دعائیں کرتے ہوئے ہمیں امیر صاحب نے سوار کروایا۔ جہاز میں پائیلٹ اور Co Pilot سمیت کل آٹھ افراد کی جگہ تھی۔ ہم پائیلٹ کے پیچھے والی سیٹ پر بیٹھے تھے۔ جہاز زیادہ اونچائی پر نہیں اُڑ رہا تھا۔ جب اترنے کا وقت قریب آتا گیا تو وہ اور بھی نیچے آ گیا۔ ہمیں نیچے سب کچھ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس شہر میں مکرم طارق احمد رشید صاحب بطور مبلغ سلسلہ متعیّن تھے جنہوں نے ہمیں Receive کرنے کے لئے انتظام کیا ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ خود بھی آ گئے۔ ایک احمدی کے گھر دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا۔ اس کے بعد ایک آبشار دیکھنے کے لئے گئے اور شام کو اُس جگہ آ گئے جہاں پر سمندر کے کنارے کے قریب خشکی پر سے International Date Line گزرتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ زیادہ تر تو پانیوں پر سے ہی گزرتی ہے۔

یہاں میں ایک اہم بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جب ہم تاویونی جزیرہ (Taveuni Island) فیجی آئی لینڈز میں انٹرنیشل ڈیٹ لائین کا نشان دیکھ کر واپس مشن ہاؤس کی طرف جا رہے تھے اور مکرم طارق احمد رشید صاحب سمندر کے کنارے گاڑی چلا رہے تھے۔ چلتے چلتے انہوں نے ایک پتھر کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں پہلے ڈیٹ لائین کا نشان ہوا کرتا تھا۔

TODAY
WEST
YESTERDAY
EAST

ROTARY CLUB
OF TAVEUNI ISLAND
TODAY
WEST
ROTARY CLUB
OF TAVEUNI ISLAND
YESTERDAY
EAST

1983 میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ڈیٹ لائین کو وزٹ کیا تو آپ نے تصاویر بنواتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری سمجھ اور ریسرچ کے مطابق سمندر کے کنارے جونشان نصب ہے یہ درست جگہ پر نہیں ہے کیونکہ یہ نشان جہاں پر نصب ہے دنیا کے باقی مغربی ممالک کی سمت کا بھی صحیح تعیّن نہیں کر رہا۔ اُس وقت ڈویژنل آفیسر اور پولیس انسپکٹر بھی ساتھ کھڑے تھے اور ان کی طرف سے کوئی تردید نہ کی گئی۔ سن 2000 میں 21 ویں صدی کے آغاز پر فیجی زمین کا ایک کنارہ ہونے کی اہمّیت کے پیش نظر دُنیا کے سیّاحوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ سیاحوں کے لئے جہاں بہت کچھ کیا گیا وہاں ریسرچ کے بعد انٹرنیشنل ڈیٹ لائین کا نشان نئی اور صحیح جگہ پر نصب کیا گیا جو اب پہلی جگہ سے ایک کلو میٹر بائیں جانب ایک پہاڑی جگہ پر نصب ہے ۔ اس کی سمت میں بھی تبدیلی کی گئی ہے۔ اس طرح عملی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بات بڑی شان سے پوری ہوگئی ۔ **سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم**

فجی آئی لینڈز میں احمدیت کا پیغام 1961 میں پہنچا اور تاویونی جزیرہ میں 1962 میں جماعت کا قیام عمل میں آیا اور خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا ہوا وعدہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا۔

ڈیٹ لائن کے نشان سے کوئی چار کلو میٹر کے فاصلہ پر جماعت احمدیہ کی تعمیر شدہ ایک خوبصورت مسجد بیت الجامع اور مشن ہاؤس ہے جو ہر روز چڑھنے والے سورج کے ساتھ حضرت امام الزماں کی صداقت اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے ایفاء پر گواہی دیتا ہے اور ایک احمدی کی زبان پر بے اختیار یہ الہام ''**غلام احمد کی جے**'' نعرہ کی صورت میں دل کی گہرائیوں سے گونج اٹھتا ہے۔

سمندر کے کنارے ایک ہوٹل میں رات قیام رہا۔ اس سے اگلے روز Suva واپسی ہوئی۔
جب ائیر پورٹ پر پہنچے تو انہوں نے نہ صرف بیگ کا وزن کیا بلکہ ہمارا بھی وزن کیا حتیٰ کہ میری اہلیہ کو

کہا کہ اپنا پرس بھی پکڑے رکھو کیونکہ چھوٹے جہاز میں مسافروں اور سامان کے وزن کا پورا پورا حساب رکھنا ہوتا ہے۔ Suva جو کہ فجی آئی لینڈز کا دارالحکومت ہے اس میں اچھے پڑھے لکھے احباب ہیں۔ ملک کے بعض دوسرے حصوں میں بھی جانے کا موقع ملا۔ ان میں بعض لوگ بہت خوشحال بھی ہیں اور مہمان نواز بھی۔

فجی آئی لینڈز سے آسٹریلیا واپس آئے اور یہاں پر چند روز اپنے عزیزوں کے ہاں قیام کیا اور Blue Mountain اور بعض دیگر جگہوں کی سیر کی ۔ ہمارے یہاں قیام کے دوران بڑی عید بھی آ گئی اور حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نمازِ عید پڑھنے کا موقع ملا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

چین میں مختصر قیام

بچپن سے حضور ﷺ کا فرمان سنتے آئے تھے کہ :

اُطْلُبُو الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔

چین جا کر باقاعدہ علم حاصل کرنے کا موقع تو نہیں ملا مگر چین کو دیکھنے کا شوق تو دل میں تھا۔ اس لئے آسٹریلیا سے واپسی پر یہاں ایک دن کے لئے قیام کا موقع مل گیا۔ زبان نہ جاننے کی وجہ سے ایک دفعہ 1982 میں سپین میں مشکل پیش آئی تھی اور دوسری دفعہ اب چین میں۔ مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ جرمنی نے بتایا ہوا تھا کہ بیجنگ شہر میں آپ کسی بھی ٹیکسی ڈرائیور سے بات کریں گے تو وہ فون پر کسی ترجمان سے آپ کا رابطہ کروائے گا جس کے بعد وہ اُسے بات سمجھا دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کرنا پڑا۔ یہی صورتحال ٹورسٹ سنٹر میں بھی تھی۔ ہمارا ارادہ دیوارِ چین کو دیکھنے کا تھا۔ ہمارے پوچھنے پر ٹورسٹ سنٹر میں بیٹھے ہوئے گائیڈ نے اسی طرح فون پر ٹرانسلیٹر کے ذریعہ ہماری بات سمجھ کر ہمیں ایک طبع شدہ شیلڈ دکھا دی جس پر لکھا تھا You are short of time ۔ گویا ہم اپنی جلد فلائیٹ کی وجہ سے دنیا کے اس عجوبہ کو دیکھ نہیں پائیں گے۔ چنانچہ ہم نے شہر میں مختصر سیر کا پروگرام بنا لیا۔ کچھ مارکیٹس دیکھیں جہاں پر بچوں کے کپڑے وغیرہ تھے۔ پھر مختلف رنگوں والے

درختوں پر مشتمل ایک باغ کی سیر کی اور ایک اوپن مارکیٹ بھی دیکھی جہاں اشیاء قدرے سستی تھیں۔ کچھ Made in China چیزیں اس مارکیٹ میں خریدنے کا موقع ملا۔ وہاں پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ ہر کسی کو اپنی پڑی ہوئی تھی۔ اس بات کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ اس کی جلد بازی کی وجہ سے دوسروں کو کوئی تکلیف پہنچ رہی ہے۔ دن بھر سیر کر کے رات کو جرمنی کے لئے روانگی ہوئی۔ ائیر پورٹ پر جگہ جگہ نیم گرم پانی پینے کو ملتا تھا۔ اس طرح براستہ بیکنگ بخیر وعافیت واپس جرمنی پہنچ گئے۔ فالحمد لله علیٰ ذالك۔

جاپان کی سیر

چڑھتے سورج کی زمین جاپان میں مجھے 2015 کے نومبر میں اپنے بیٹے لقمان خالد کے ساتھ جانے کا موقع ملا۔ یہاں پر 21 نومبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے Sushima شہر میں مسجد کا افتتاح کیا تھا۔ یہ جماعت ناگویا کہلاتی ہے۔ مکرم انیس احمد ندیم صاحب جاپان میں نیشنل صدر اور مبلغ انچارج ہیں۔

یہ مسجد ایک اہم شاہراہ پر واقع ہے۔ حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے مسجد کا افتتاح کیا اور جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ بہت اچھے انتظامات تھے۔ گو کارکنان کی تعداد تھوڑی تھی مگر وہ سب بیک وقت کئی کئی ڈیوٹیاں سنبھالے ہوئے تھے۔ ہمیں ہیروشیما اور ناگاسا کی جانے کا موقع بھی ملا۔ ایٹم بم کی پھیلائی ہوئی تباہ کاریوں کے نشانات اور اثرات دیکھے۔ وہاں پر میوزیم میں جو Headphones ملتا ہے اس میں اردو زبان میں بھی کمنٹری تھی۔ ناگاساکی میوزیم کو دیکھتے جا رہے تھے کہ ایک جگہ دنیا میں ایٹم بم رکھنے والے مما لک کی فہرست میں پاکستان کا نام بھی موجود تھا۔

ناگویا سے فاسٹ ٹرین کے ذریعہ ہم ٹوکیو گئے۔ ہماری ٹرین کے بعد جو گاڑی آئی اس میں حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز بھی اپنے قافلہ کے ساتھ تشریف لائے۔ چلتے چلتے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی ہو گیا۔ ٹوکیو کے ایک بڑے ہوٹل ہلٹن میں حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا قیام

تھا۔ اس ہوٹل سے بخوبی سارے شہر کا نظارہ ہوجاتا ہے اور جاپان کی ترقی جو کوئی دیکھنا چاہے اس کا وہاں سے ہی اندازہ ہوجاتا ہے۔ یہاں پر معززین ملک کے ساتھ ایک مجلس بھی ہوئی جس میں حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا۔ حضور کے خطاب سے قبل بعض سیاسی، علمی اور سماجی شخصیات نے مختصر تقاریر کیں اور حضور کو جاپان میں خوش آمدید کہا۔ انہوں نے زلزلہ اور سونامی کے موقع پر جماعت احمدیہ جاپان کی خدمتِ انسانیت پر اظہار تشکر کیا۔ تصّور کریں کہ کہاں دنیا کا انتہائی ترقی یافتہ ایک ملک اور اس کے وسائل اور کہاں ایک چھوٹی سی جماعت اور اس کے وسائل، مگر اس خدمت کے پیچھے جو جذبہ، لگن اور کوشش تھی اور جو زلزلہ زدگان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار تھا وہ لوگوں کو نظر آرہا تھا۔ اس نے جاپانیوں کو احمدی مسلمانوں کا گرویدہ بنادیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور خلافتِ احمدیہ کی برکت، ورنہ بڑی بڑی طاقتور حکومتوں کے سامنے ہماری تعداد اور وسائل تو بہت ہی محدود تھے۔ زیرِ زمین اور برسرِ زمین ریل گاڑیوں کی اوپر تلے کئی کئی لائینیں چل رہی تھیں۔ پھر بڑے بڑے پُل بھی نظر آئے۔ رات کو جب ہم اپنے ہوٹل میں گئے تو بہت چھوٹے چھوٹے کمرے تھے۔ اگرچہ ضرورت کی ہر چیز کمرے میں موجود تھی لیکن ایسے لگتا تھا کہ بس خانہ پُری کی ہوئی ہے۔ ٹوکیو میں مکرم مبشر احمد صاحب زاہد نیشنل سیکرٹری تربیّت جاپان نے سیر کروائی اور ہمیں نئی ٹیکنالوجی کی چیزیں دیکھنے اور خریدنے کے لئے ان کے مخصوص بازاروں اور علاقوں میں بھی لے گئے۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء**۔

جاپان سے واپسی پر ہم ایک رات کے لئے شنگھائی (چین) میں بھی ٹھہرے جہاں پر میرے بیٹے لقمان خالد کے برادرِ نسبتی عزیزم دانیال احمد صاحب میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ان کا کالج تو کسی اور شہر میں تھا مگر وہ ہمیں شنگھائی کی سیر کروانے کے لئے آئے تھے۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء**۔ ٹرینوں اور سڑکوں کے بعض نظارے جو ہم یوٹیوب میں دیکھتے ہیں وہ بھی اپنی آنکھوں کے سامنے نظر آرہے تھے۔

ہیروشیما میں جنگِ عظیم دوم کے دوران ایٹم بم سے تباہ شدہ ایک عمارت جسے یادگار کے طور پر رکھا گیا ہے

مسجد بیت الاحد جاپان میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ میں شامل
بعض جاپانی معززین کا خاکسار کے ساتھ ایک گروپ فوٹو

UAE کی سیر

دو مرتبہ مجھے UAE بھی جانے کا موقع ملا۔ پہلی بار 2009 میں اور پھر 2019 میں۔ 2009 میں ہم دوبئ سے ابوظہبی بھی گئے۔ وہاں پر مکرم شمس داؤد کھوکھر صاحب نے ہمیں Sheikh Zayed Mosque بھی دکھائی۔ 2019 میں دوبئ میں برج خلیفہ نامی دنیا کی سب سے اونچی عمارت بھی دیکھی۔ (جس کے باہر 24 گھنٹے کوئی نہ کوئی لائیو تلاوت قرآن کررہا ہوتا ہے) شارجہ میں وہ علاقہ دیکھا جو کہ سمندر کے اندر جاکر بنایا گیا ہے۔ 2019 میں تو عزیزم لقمان خالد کی اہلیہ اور چھوٹا بچہ ایقان خالد بھی ساتھ تھا۔ میرے دادا کے بھائیوں کی اولاد میں سے چوہدری محمد اعظم صاحب ولد مکرم شاہ نواز صاحب کے بیٹے مکرم محمد نواز صاحب اور ان کے بھائی دوبئ میں کاروبار کرتے ہیں۔ ہم ان کے ہاں مہمان رہے۔ رہائش، قیام وطعام اور سیر وتفریح کا سارا انتظام انہوں نے کیا تھا۔ مکرم محمد زاہد قریشی صاحب آف حلقہ محمد نگر لاہور نے بھی بعض جگہوں کی سیر کروائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مالٹا کے جلسہ سالانہ میں شرکت اور سیر

ہمارے ہاں سنگترے، مالٹے اور کینوں موسم سرما کے محبوب پھل ہیں مگر یورپ میں مالٹا ایک چھوٹے سے ملک کا نام ہے۔ مجھے اس چھوٹے سے جزیرے کو دیکھنے کا بے حد شوق تھا اور میں اس کے لئے کسی مناسب موقع اور وقت کا منتظر تھا۔ الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ مالٹا کے دوسرے جلسہ سالانہ منعقدہ مورخہ 2 دسمبر 2018 میں مجھے شامل ہونے کی موقع مل گیا۔ چنانچہ خاکسار مع اہلیہ اور ایک نواسی کے ساتھ وہاں گیا۔ صدر جماعت اور مبلغ سلسلہ مکرم لئیق احمد صاحب عاطف نے مرکز کی اجازت سے میری تقاریر بھی رکھ دیں۔ ایک تربیتی تقریر پہلے سیشن میں ہوئی جو کہ اردو میں تھی اور دوسری تقریر دوسرے سیشن میں تھی جس میں غیر از جماعت مسلمان، عیسائی اور جرنلسٹ ومعززین ملک شامل تھے۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کی برکات کے عنوان پر یہ تقریر انگریزی زبان میں کی گئی۔

مکرم لئیق احمد عاطف صاحب صدر جماعت و مبلغ سلسلہ مالٹا کی زیرِ صدارت خاکسار تقریر کر رہا ہے

یہ ایک دن کا جلسہ تھا۔ جلسہ کے اگلے دن ہم ایک خادم کے ساتھ شہر میں گھومنے کے لئے گئے۔ اسی طرح تیسرے روز مکرم عاطف صاحب سیر کی غرض سے ہمیں ساحل سمندر پر لے گئے۔ اس سے پہلے انہوں نے چند مشہور اور تاریخی مقامات کی بھی سیر کروائی اور ہمیں قلعہ نما مدینہ سٹی Mdina City بھی لے گئے جو کبھی مالٹا کا دارالحکومت بھی رہا ہے اور ایک سائیلنٹ سٹی Silent City کہلاتا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

ناروے کی مسجد کے افتتاح میں شمولیت

2011 میں خاکسار 36 سال بعد مع اہلیہ اور بیٹے لقمان خالد کے ناروے گیا۔ 2011 میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے وہاں پر مسجد کا افتتاح فرمانا تھا۔ اور ہم اس بابرکت تقریب میں شامل ہونے کے لئے گئے تھے۔ حضور انور کے ساتھ Dignitaries کی جو میٹنگ ہوئی تھی اس میں مجھے بھی شامل ہونے کا موقع ملا۔ امیر جماعت ناروے مکرم زرتشت منیر صاحب نے ایک پاکستانی فیملی کے ہاں ہمارے قیام کا انتظام کیا تھا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

ناروے میں ہم سمندر کے کنارے اُس جگہ سیر کرنے کے لئے بھی گئے جہاں پر اُس گاؤں کا نام Ende der Welt یعنی "دنیا کا کنارہ" ہے۔ ممکن ہے کہ کسی زمانے میں اُسے ہی زمین کا آخری کنارہ سمجھا جاتا ہو۔ اس لئے انہوں نے اس جگہ کا نام "دنیا کا کنارہ" رکھ دیا ہو۔

خاکسار ناروے کے سمندر کے کنارے گاؤں "Ende der Welt" میں

مصر کی سیر

درسی کتابوں میں دنیا کے بڑے عجائبات کا ذکر پڑھتے اور سنتے آئے تھے۔ خاکسار ذکر کر چکا ہے کہ چین میں دیوارِ چین دیکھنے کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ چنانچہ ماہ فروری 2020 میں جب ہم نے پوری فیملی کے ساتھ عمرہ کا پروگرام بنایا تو مدینہ اور مکہ جانے سے پہلے پانچ روز کے لئے مصر بھی گئے۔ مصر برِ اعظم افریقہ میں واقع ہے جس کا پورا نام عرب جمہوریہ مصر ہے۔ اس کا دارالحکومت قاہرہ ہے۔ رہائش کے لئے قاہرہ کے ایک فائیو سٹار ہوٹل میں بکنگ کروائی گئی تھی۔ اس کے پانچویں فلور پر سویٹ سے شہر کو دور تک دیکھا جاسکتا تھا۔ رات کو ہوٹل کے استقبالیہ کے قریب سیر و تفریح کے لئے انتظام کرنے والوں کے کاؤنٹر پر گئے تو انہوں نے کئی نقشے میز پر بچھا کر مختلف قابلِ دید مقامات کی

نشاندہی کی ۔تین دنوں کے لئے ایک پیکج پر اتفاق ہوا جس کا آغاز اگلے دن ہونا تھا۔ دوسرے روز صبح صبح ہم اہرامِ مصر کی سیر کو نکلے ۔ یہ دنیا کے قدیم ترین عجائبات میں سے ایک ہے ۔ یہ اہرام قریباً تین ہزار سال قبل مسیح میں تیار ہوئے تھے ۔ ان اہراموں میں مصر کے فرعونوں کی لاشیں محفوظ کی جاتی تھیں ۔ یہ اہرام چونے اور پتھر کے بلاکوں سے بنے ہوئے ہیں۔ ان کے دیکھنے سے ایک دیرینہ خواہش بھی پوری ہوگئی ۔

قاہرہ شہر کے درمیان میں سے دریائے نیل گزرتا ہے۔سیر کروانے والی کمپنی نے جو گائیڈ ساتھ بھجوایا تھا وہ پہلے ہمیں اُس جگہ لے کر گیا جہاں سے کاٹ کر اور اٹھا کر پتھر اُس جگہ لے جائے جاتے تھے جہاں پر اہرام بننے تھے ۔ دریا کے ذریعے ان پتھروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا تھا۔ ان اہراموں کو PYRAMIDS OF GIZA کہتے ہیں۔ دنیا بھر سے بے شمار سیاح وہاں آتے ہیں۔ سیکیورٹی سے کلیئر ہونے اور ٹکٹ لینے کے بعد کار پر ہم ان اہراموں کے قریب گئے ۔سینکڑوں کی تعداد میں لوگ وہاں پر پیدل، کاروں، ٹانگوں اور اونٹوں پر گئے ہوئے تھے ۔ بلا شبہ وہ تعمیر کا بہت بڑا شاہکار ہے۔ عقل دنگ رہ جاتی ہے ۔ کتابوں میں اس کے بارہ میں پڑھتے تو تھے مگر:

؎ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

تین بڑے بڑے اہرام ہیں۔ پھر چھوٹے چھوٹے بھی جو کہ ایک بڑے علاقے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کو دیکھتے اور فوٹو گرافی کرتے ہوئے پورا دن لگ گیا۔

سیر کا دوسرا دن اسکندریہ میں گزرا۔ قاہرہ سے تین گھنٹے کی مسافت پر یہ قدیمی اور تاریخی شہر آباد ہے ۔ اسکندر دی گریٹ کے نام پر یہ شہر آباد ہوا۔ کسی زمانے میں اسکندریہ کا روشن مینار (لائیٹ ہاؤس) دنیا کے سات بڑے عجائبات میں شمار ہوتا تھا جسے دوسو چالیس قبل مسیح میں یونان کے بادشاہ کے عہدِ حکومت میں اسکندریہ کے قریب جزیرہ فاروز آئی لینڈ میں بحری جہازوں کو رہنمائی مہیا کرنے کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔ اس میں ہر لمحہ چوٹی پر آگ جلتی رہتی تھی جس سے بحری جہازوں کی آمد ورفت میں بڑی آسانی ہوگئی تھی ۔ یہ مینار لگ بھگ چار سو فٹ اونچا تھا۔ چودھویں صدی میں ایک زلزلے

نے اسے زمین بوس کر دیا تھا۔ اب یہ جزیرہ اسکندریہ شہر کے ساتھ ہی ملا ہوا ہے اور لائیٹ ہاؤس کے وسیع رقبہ پر ایک میوزیم بنا دیا گیا ہے۔ وہاں جا کر احساس ہوا کہ جس زمانے میں Navigation نہیں تھے تو یقیناً یہ روشنی کا مینار بحری جہازوں کو اپنی سمتیں ڈھونڈنے میں بہت مدد دیتا ہوگا۔ سمندر کے ایک اور کنارے پر ایک بہت بڑا باغ ہے جس کی ہم نے سَیر کی اور ایک جگہ کافی بھی پی۔ اس باغ میں مصر کے آخری بادشاہ شاہ فاروق کا خوبصورت محل بھی ہے۔ 1952 میں شاہ فاروق کی بادشاہت ختم کر کے اس ملک کو جمہوریہ بنا دیا گیا تھا۔ تب سے یہاں پر صدارتی طرزِ حکومت ہے۔ جمال عبدالناصر، انوار السادات، حسنی مبارک اور محمد مرسی صدرر ہے ہیں۔ قاہرہ میں قیام کے دوران شہر میں بھی گھومے پھرے۔ قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی دنیا کی ایک قدیمی اور مشہور یونیورسٹی ہے۔ یہاں پر ایک میوزیم بھی ہے جس کے ایک حصّہ میں اہراموں سے MUMMIES کو نکال کر رکھا گیا ہے۔

فرانس میں ایفل ٹاور کی سیر

دو مرتبہ فرانس جانا ہوا۔ پہلی مرتبہ 1999 میں مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی کے ساتھ سہ روزہ ریفریشر کورس کے لئے جانا ہوا۔ تب ہمارا قیام پیرس کے قریب فرانس کے مشن ہاؤس میں تھا۔ بعد ازاں شہر کی کچھ سیر بھی کی۔ دوسری مرتبہ فیملی کے ساتھ انگلستان جلسہ پر جاتے ہوئے مشن ہاؤس میں قیام کیا تھا۔ دونوں مرتبہ ایفل ٹاور دیکھنے کے لئے بھی گئے۔ یہ ٹاور 1889 میں Communications کے لئے بنایا گیا تھا اور اسی سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی اشاعت و ترویج کے لئے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔

جرمنی میں سو مساجد کی سکیم

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی میں سو مساجد کی تعمیر کے لئے مجھے اس کے چندہ کی تحریک کرنے کا متعدد بار موقع ملا۔ اسی طرح جب بھی مسجد کے لئے کوئی پلاٹ خریدا جاتا تو اس کی خریداری کے معاہدے پر Notary Public کے پاس جا کر Executive Board کے ممبر کی

حیثیّت سے ہر بار دستخط کرنے کا موقع ملا۔ مکرم امیر صاحب کی جگہ وہاں پر سیکرٹری جائیداد مکرم فرزان احمد خان صاحب جاتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے ساتھ مساجد کی تقاریب سنگِ بنیاد کے مواقع پر اینٹ رکھنے کی سعادت، جب تک میں مبلغ انچاج رہا، مجھے بھی حاصل ہوتی رہی۔

مسجد بیت السمیع Hannover کی 2005 میں بنیادی اینٹ رکھنے کی توفیق پاتے ہوئے

مجلس عاملہ جماعت جرمنی نے یہ فیصلہ کیا ہوا تھا کہ سنگِ بنیاد کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح ایّدہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ امیر جماعت، مبلغ انچارج، صدر مجلس انصار اللہ، صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور صدر لجنہ اِماء اللہ اینٹ رکھا کریں گے۔ تاہم سنگِ بنیاد کے ہر موقع پر اینٹ رکھنے والوں کی منظوری حضرت خلیفۃ المسیح ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے حاصل کی جاتی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 16 اگست 2008 کو مسجد بیت السمیع Hannover کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر ممبران مجلس عاملہ اور مسجد کی انتظامی کمیٹی کے ممبران حضور انور کے ہمراہ

خاص شکریہ کے مستحق احباب

میری یہ سوانح نامکمل رہے گی اگر میں ربوہ کے بعض اُن احباب اور بزرگوں کا ذکر نہ کروں جن کے گھروں میں ہم نے کئی کئی دن قیام کیا۔

ایک تو مکرم صوفی نذیر احمد صاحب مرحوم جو کہ جرمنی آنے کے بعد لمبا عرصہ صدر جماعت ہائیڈل برگ رہے اور ان کی اہلیہ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ مرحومہ ہیں (والدین مکرم نصیر نجم صاحب)، جو کہ میری اہلیہ محترمہ کے عزیزوں میں سے تھے۔ ہم نے اُن کی شفقت اور محبّت سے وافر حصّہ پایا۔ انہوں نے محمد آباد اسٹیٹ سندھ میں بھی کافی وقت گزارا تھا اور وہاں پر بھی ان کا ہمارے بزرگوں سے بہت گہرا تعلق تھا۔ وہ بڑے احترام سے ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صحت والی لمبی عمر سے نوازا۔ آخری وقت تک وہ ہم سے بہت شفقت اور محبت سے پیش آتے رہے ۔ اللہ

سے دعا ہے کہ وہ انہیں اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔ ان کے بچوں کے بھی ہمارے ساتھ برادارانہ تعلقات ہیں۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء**

دوسرے مَیں مکرم چوہدری محمد رفیق صاحب آف دارالبرکات ربوہ (والد محترم کلیم احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ) اور ان کی فیملی کا شکریہ کے ساتھ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میرے والد محترم اور والدہ محترمہ رشتہ میں ان کے ماموں اور ممانی تھے۔ وہ بھی سندھ میں مقیم رہے تھے۔ وہاں پر ان کا ہمارے ہاں کافی آنا جانا تھا۔ ربوہ میں بعض مشکلات کے دنوں میں ان کے گھر دارالبرکات میں مَیں اپنی اہلیہ کے ساتھ ٹھہرتا رہا۔ اس طرح ان کی ضیافت سے بھی ہم مستفیض ہوتے رہے۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء**۔

عدالت کا بلاوا

عدالتوں کے مطالبہ پر اسائلم کی درخواست دینے والے ممبران جماعت کو جاری کیے جانے والے سرٹیفکیٹ پر بعض اوقات خاکسار بھی دستخط کرتا تھا۔ اس لئے ایک مرتبہ Stuttgart کی انتظامی عدالت نے 19 مارچ 2014 کو بطور Expert گواہ عدالت میں بلایا۔ اس تاریخ کو خاکسار وقت پر عدالت میں حاضر ہو گیا۔ میرے ساتھ شعبہ امور عامہ کے کارکن مکرم غلام مصطفیٰ صاحب بلوچ بھی زائر کی حیثیت سے کمرہ عدالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

حلف لینے کے بعد جج نے مجھ سے ایک احمدی نوجوان (جس کی اس دن سماعت تھی) کے متعلق دریافت کیا کہ آپ نے ان کے بارے میں تسلی بخش سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے۔ آپ نے کس بناء پر یہ سرٹیفکیٹ تیار کیا ہے۔ اس پر جج کو جماعتی طریق کار سے آگاہ کیا گیا کہ کس طرح پاکستان سے موصولہ اور جرمنی کی مقامی جماعت سے لی گئی رپورٹ کی بنیاد پر سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے۔ جج نے ایک دوسرے کیس کے بارے میں دریافت کیا کہ آپ نے ایک عورت جو کہ بول اور سن نہیں سکتی، کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ بہت اچھا تعاون کرنے والی ہے۔ پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل

ہوتی ہے اور لجنہ اماء اللہ کی عہدیدار رہے۔ وہ کیسے یہ کام کرلیتی ہے؟ مکرم غلام مصطفیٰ صاحب بلوچ نے اس خاتون کے بارے میں مجھے کچھ معلومات فراہم کیں۔ جس پر میں نے تفصیل کے ساتھ بتا دیا کہ وہ خاتون نمازوں میں آتی ہیں اور اپنے اجلاسات میں شامل ہوتی ہیں۔ ان کے پاس جو شعبہ ہے اس کے تحت ان پر خواتین کو دستکاری اور کھانے پکانے وغیرہ کے کاموں میں دلچسپی پیدا کرنے اور سکھانے کی ذمہ داری ہے۔ اس طرح وہ خواتین کی طرف سے بنائی گئی اشیاء کی نمائش وغیرہ کا بندوبست کرتی ہیں۔ اس پر وہ جج مطمئن ہو گیا اور کہا کہ میں سمجھا تھا کہ وہ بڑے بڑے کاروبار کے سلسلہ میں فعال ہیں اور وہ یہ سب کیسے کرلیتی ہیں۔ جج نے اُس دن اس نوجوان کا کیس منظور کرلیا اور اسی طرح خاتون کا کیس بھی ان کی غیر حاضری میں منظور کرلیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

خطبات عیدین و جمعہ

خاکسار کو اکتوبر 1998 میں مبلغ انچارج جرمنی مقرر کیا گیا تھا چنانچہ اُس وقت سے لے کر مارچ 2018 تک مجھے ہر عید کے موقع پر اردو اور جرمن زبان میں خطبہ تیّار کر کے جماعتوں میں بھجوانے کی توفیق ملی۔ اسی طرح بعض نیشنل ضروریات کے تحت خطبات جمعہ بھی بھجوائے جاتے رہے۔ تربیتی و تبلیغی ضروریات کے پیش نظر اور مالی قربانیوں کو بڑھانے کے لئے خطبات جمعہ میں تحریک کی جاتی رہی۔ 2014 کی مجلس شوریٰ میں یہ تجویز ہوا کہ حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ بطور خطبہ جمعہ جماعتوں میں بھجوایا جائے۔

اس سارے عرصہ میں جرمن زبان میں ترجمے کا کام محترمہ زوبار یہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم ہارون احمد صاحب جماعت احمدیہ کاسل نے سرانجام دیا۔ ان کے علاوہ مکرم وقاص احمد شاہین صاحب ابن مکرم مبشر احمد شاہین صاحب ہمبرگ نے بھی اس کام میں مدد کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

خلیفۂ وقت کے اِستقبال والوداع کا شرف

1998 میں جماعت احمدیہ جرمنی کا مبلغ انچارج مقرر کئے جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جرمنی کا جو بھی دورہ ہوا اس میں حضور انور کا بارڈر پر یا جہاں بھی حضور کا ارشاد ہوتا استقبال کرنے اور پھر الوداع کہنے کے لئے محترم امیر صاحب جرمنی، مبلغ انچارج اور جنرل سیکرٹری صاحب پائلٹ کار میں سفر کرتے۔ پائلٹ کار کے علاوہ ایک سیکیورٹی کی گاڑی بھی صدر خدام الاحمدیہ کی نگرانی میں جاتی۔ اس کے علاوہ بھی ایک گاڑی کسی ہنگامی ضرورت اور راستے کے حالات سے باخبر رکھنے کے لئے راستہ میں قافلہ کے پڑاؤ کی صورت میں مناسب انتظام کرنے، جنرل سیکرٹری صاحب کی ہدایت کے تحت کھانے وغیرہ کا آرڈر دینے اور نمازوں کی ادائیگی کے لئے جگہ منتخب کرنے کے لئے تقریباً نصف گھنٹہ پہلے روانہ ہوجاتی تھی۔

ہر استقبال اور الوداع کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے ہمارے وفد کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ ملک کے اندر قافلہ کے بیت السبوح سے جانے اور واپس آنے کے وقت بھی مجھے پائلٹ کار میں سفر کرنے کی سعادت ملتی رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔ حضور انور کے دورہ پر آنے کے وقت اور بعد دورہ روانگی کے وقت چونکہ کئی گھنٹوں کا سفر ہوتا تھا اس لئے راستہ میں کھانے اور نمازوں کے لئے قافلہ رکتا تھا۔ نمازوں کے وقت اذان اور تکبیر کہنے کا شرف الا ماشاء اللہ ہر بار مجھے ملتا رہا۔ الحمد للہ

یہاں پر میں جرمنی کے ایک ایسے سفر کا ذکر کرتا ہوں جس میں ہم نے راستہ میں اپنی گاڑیوں میں نمازیں ادا کیں۔ 9 دسمبر 2012 کو حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز ہمبرگ سے کاسل اور فرینکفرٹ کے لئے صبح گیارہ بجے روانہ ہوئے۔ اس سے قبل رات بھر برف باری ہوتی رہی اس لئے اس وقت بھی شدید سردی تھی۔ تاہم پروگرام کے مطابق روانگی ہوئی۔ ہمبرگ سے کاسل کا فاصلہ 329 کلومیٹر ہے لیکن یہ سارا راستہ برف سے اٹا پڑا تھا۔ سڑک کے دائیں بائیں جہاں تک نگاہ جاتی تھی

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جرمنی میں تشریف آوری کے ایک موقع پر لی گئی یادگار تصویر

برف ہی برف تھی۔ ہائی وے پر آہستہ آہستہ سفر جاری تھا۔ سڑک سے برف کو ہٹانے والی مشینیں ساتھ ساتھ راستہ صاف کر رہی تھیں جس کی وجہ سے ساری ٹریفک بہت آہستہ آہستہ اور رُک رُک کر چل رہی تھی۔ پروگرام کے مطابق ڈیڑھ دو بجے کے قریب کاسل پہنچنا تھا اور وہاں مسجد محمود میں ظہر و عصر کی نمازوں کی ادائیگی کا پروگرام تھا لیکن دو بجے تک ابھی نصف راستہ بھی طے نہیں ہوا تھا۔ اڑھائی بجے کے قریب حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ ظہر و عصر کی نمازیں اپنی اپنی گاڑی میں ادا کرلیں۔

آہستہ آہستہ سفر جاری رہا۔ شام پانچ بجے کے قریب حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی مسجد محمود کاسل میں تشریف آوری ہوئی۔ کاسل ریجن کی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت، مرد وخواتین اور بچوں نے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ سردی بہت تھی اور بارش بھی ہو رہی تھی۔ تاہم چھتریاں لئے خدام ڈیوٹیاں دے رہے تھے۔ ریجنل امیر مکرم محمد سعید احمد صاحب اور لوکل معلم مکرم منور حسین طور صاحب نے حضور کو خوش آمدید کہا اور شرفِ مصافحہ حاصل کیا۔ پھر حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے مسجد میں جا کر مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھائیں۔

شدید برف باری و بارش کے باوجود انتظامات بہت عمدہ تھے۔ قافلہ کے ممبران کے لئے جو ٹینٹ لگایا گیا تھا وہ بھی گرم تھا اور اس میں گرم گرم کھانا پیش کیا گیا۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔**

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز کے جرمنی سے الوداع کے موقع پر خاکسار دستِ مبارک کا بوسہ لینے کا شرف حاصل کرتے ہوئے

برادرم عمر علی طاہؔر صاحب سلمہٗ اللہ کی جرمنی آمد

عزیزم برادرم عمر علی صاحب طاہؔر واقف زندگی 1977 میں جامعہ احمدیہ سے اپنی تعلیم مکمل کر کے میدان عمل میں گئے۔ شیخوپورہ، ننکانہ صاحب، قمر آباد سندھ اور باندھی میں بطور مربی سلسلہ خدمت بجالاتے رہے جس کے بعد 1983 تا 1996 گیمبیا مغربی افریقہ میں بطور مبلغ سلسلہ خدمت کی توفیق پائی ۔ پاکستان واپس آنے کے بعد انہیں چکوال، کبیر والا، رحیم یار خاں اور کلر کہار ضلع چکوال میں بطور مربی سلسلہ متعیّن کیا گیا۔ اس کے بعد 2005 تا 2013 ریٹائرمنٹ تک نظارت اشاعت صدر انجمن پاکستان ربوہ میں خدمت پر ماموررہے۔

2013 میں پاکستان سے ہجرت کر کے جرمنی میں اپنی فیملی کے پاس آ گئے۔ جرمنی آنے کے بعد سے وہ شعبہ امور عامہ جماعت احمدیہ جرمنی میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں چار بچوں علی الترتیب عزیزہ درثمین علی، عزیزم فاروق علی، عزیزہ دُرِ شہوار علی اور عزیزہ نغمانہ علی سے نوازا ہے۔

تین بھائیوں کا ایک یادگار فوٹو

مکرم عمر علی طاہر صاحب

سُوئے حرم

مناسکِ حج اور قلبی کیفیات

جب سے ہوش سنبھالا اور ارکانِ اسلام کے اہم رُکن حج کی اہمیت وفضیلت کے بارے میں پڑھا اور سنا تھا تب سے یہ خواہش دل و دماغ میں پلتی رہی کہ اے کاش! مجھے بھی حج کرنے کی توفیق ملے۔ بچپن اور جوانی اسی خواب وخیال میں گزر گئے۔ بڑھاپا دستک دینے لگا۔ اچانک ایک دن ایک جرمن مسلمان دوست Herr Frank Möller جن کا اسلامی نام سلیم علی ہے کا فون آیا کہ وہ حج کر کے آئے ہیں۔ اُنھوں نے مجھے اپنی رودادِ حج کچھ اس انداز سے سنائی کہ میرے دل میں مچلتی حج کرنے کی خواہش نے بے قرار کر دیا۔ مَیں نے ان سے اپنی اس دیرینہ خواہش کا اظہار کیا۔ جس پر اُنھوں نے کہا کہ حج میں بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ منیٰ میں قیام، عرفات کو روانگی، مزدلفہ میں رات گزارنا اور کنکریاں مارنے کے لئے جانا، طواف کعبہ، پھر صفاومروہ کے درمیان سعی۔ یہ ایسے ارکان ہیں جن کے لئے مضبوط جسم چاہیے۔ اس لئے آپ جلدی کریں۔

اُن کی یہ تحریک، میری دیرینہ خواہش، کثرت سے درود شریف پڑھنا اور خواب میں حضور ﷺ کی زیارت، اس سفر کا محرک بنی۔ پھر کیا تھا سفر کی روکیں دُور ہوتی چلی گئیں اور 29 دسمبر 2005ء کو خاکسار ایک جرمن کمپنی (Haus Des Islam) کے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے Düsseldorf سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حج کی سعادت کے لئے محوِ پرواز ہوا۔ طیارے کے سارے ہی مسافر اپنی خوش قسمتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے کہ انہیں حج جیسی عظیم عبادت کی توفیق عطا ہو رہی ہے۔ یہ امر میرے لئے بھی باعث مسرت تھا کہ میں اُن خوش قسمت لوگوں میں شامل ہوں جو سُوئے حَرم رواں دواں ہیں۔

پہلا پڑاؤ مدینہ میں تھا۔ یہاں چند دن قیام کے بعد مدینہ سے مکّہ کی طرف بذریعہ بس روانہ

ہوئے۔ اس سے قبل غسل کر کے ہوٹل سے ہی احرام باندھ لیا تھا۔ ذوالحلیفہ کے مقام پر مسجد ''ابیار علیؒ'' میں دو نفل ادا کئے اور عمرہ کی نیت کر کے بس میں سوار ہو گئے اور تلبیہ پڑھنا شروع کر دیا۔ مکہ پہنچنے پر کچھ دیر قیام کے بعد خانہ کعبہ کی زیارت کی غرض سے مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور اس کی پہلی منزل پر جب کچھ آگے بڑھے تو خانہ کعبہ پر نظر پڑی جسے دیکھنے کے لئے برسوں سے آنکھیں ترس رہی تھیں اور جس کی تڑپ عرصہ دراز سے تھی۔ سبحان اللہ خانہ کعبہ ایک عجیب شان کے ساتھ نظروں کے سامنے تھا اور یہ نظارہ نہایت ہی دِلکش اور پُراثر تھا۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی دعائیں یاد آ گئیں جو انہوں نے خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھاتے ہوئے اپنے رب سے کیں۔

اُس وقت جس خشوع وخضوع سے دعائیں کرنے کی توفیق ملی اس کا لطف ہی کچھ اور تھا۔ پھر طواف شروع کیا۔ طواف کے دوران مسنون دعاؤں کے علاوہ جو بھی دعائیں یاد تھیں کیں۔ طواف کے چکر مکمل کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے پاس دو نفل ادا کئے۔ آب زم زم پیا۔ حضرت ہاجرہؓ کی یاد میں صفا ومروہ کی سعی کی۔ یہ دونوں پہاڑیاں کسی حد تک اب بھی موجود ہیں۔ صفا کچھ بڑی ہے جبکہ مروہ نسبتاً چھوٹی پہاڑی ہے بلکہ ہموار کر دی گئی ہے۔ صفا پر چڑھنے کا موقع بھی ملا۔ وہاں سے فارغ ہو کر بال ترشوائے اور پھر اِستراحہ (اپنی رہائش گاہ) پر جا کر احرام کھول دیا۔

دوسرے دن شام کو غسل کر کے حج کرنے کی نیت سے پھر احرام باندھ لیا۔ اگلے روز 8 ذوالحجہ کی صبح کو بذریعہ بس خیموں کی بستی منٰی میں پہنچے۔ جس طرف نظر اٹھتی خیمے ہی خیمے تھے۔ وہاں بڑی بڑی سرنگیں بھی دیکھیں جہاں سے گزر کر 10 ذوالحجہ کی صبح مزدلفہ سے واپسی پر جمرات کو کنکریاں مارنے کے لئے جانا تھا۔ رات منٰی میں ہی قیام تھا۔ حج کے پہلے دن 9 ذوالحجہ کو نماز فجر کے بعد عرفات کے لئے روانگی ہوئی۔ عرفات پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں یہ وسیع وعریض میدان سفید چادروں میں ملبوس انسانوں میں تبدیل ہو چکا ہے۔ غروب آفتاب تک یہاں رہے۔ یہ مناسکِ حج کا اہم رُکن ہے۔ یہاں غروب آفتاب تک قیام کئے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔ ذکرِ الٰہی اور دعائیں تو ہر جگہ ہی ہوتی ہیں مگر یہاں دعاؤں کا رنگ ہی اَور تھا۔ آنحضرت ﷺ کی اس جگہ آمد، جبل الرحمت پر حج کا خطبہ ارشاد فرمانا اور اُمت

کے لئے دعائیں مانگنے والی جگہ کا تصوّر کر کے ہی دل پر ایک ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ انسان تلبیہ اور تسبیح کے علاوہ بے اختیار آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتا ہے۔ یہاں سے جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا مگر غروب آفتاب کے ساتھ ہی مزدلفہ کی طرف روانگی ضروری تھی۔ اس روز نماز مغرب مزدلفہ میں نماز عشاء کے وقت جمع کر کے ادا کرنے کا حکم ہے۔ لہٰذا مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد سونے سے قبل رمی جمار کے لئے کنکریاں اکٹھی کیں اور احرام کی حالت میں ہی کنکریوں والی پتھریلی زمین پر کھلے آسمان تلے رات گزاری۔ یہاں رات بسر کرنا بھی سنت رسول ﷺ ہے۔

دوسرے دن نماز فجر کے بعد بذریعہ بس منٰی کو روانگی ہوئی۔ لاکھوں کا مجمع ایک ساتھ حرکت کر رہا تھا۔ انسانوں کے اس ٹھاٹھیں مارتے سمندر میں خاکسار بھی شامل تھا۔ منٰی میں اپنے خیمہ میں سامان رکھ کر سب سے پہلے رمی جمار کی۔ اس روز جمرہ کبریٰ کو کنکریاں ماریں۔ یہ بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے کیونکہ یہاں اکثر بھگدڑ مچ جاتی ہے اور بسا اوقات سینکڑوں لوگ کچلے جاتے ہیں۔ یوں کہ کچھ لوگ کنکریاں مار کر واپس آ رہے ہوتے ہیں جبکہ کچھ دور سے ہی کنکریاں مارنا شروع کر دیتے ہیں اور یوں واپس آنے والوں کو بھی کنکریاں لگ جاتی ہیں۔ جمرۂ عقبہ تک پہنچنے کا مرحلہ آسان نہیں ہوتا۔ لاکھوں افراد اس کوشش میں رواں دواں ہوتے ہیں تاہم اب وہاں متعدد منزلیں بنا دی گئی ہیں اور ہر منزل پر جانے والوں کا راستہ بہت دور سے ہی جدا ہو جاتا ہے جس سے ہجوم کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔

رَمی جمار کے بعد قربانی ہو جانے پر بال منڈوا کر احرام کھول دیا جاتا ہے۔ اس طرح سے حاجی نہا کر معمول کا لباس پہن لیتے ہیں اور احکام حج کے مطابق مکہ جا کر خانہ کعبہ کا طواف زیارت یا افاضہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے بھی طواف کیا اس دوران حجرِ اسود کو بوسہ دینے کا موقع بھی مل گیا۔ بعد ازاں صحن کعبہ میں آ کر رات اڑھائی بجے تک نفل پڑھنے کی توفیق ملی۔ پھر واپس منٰی جا کر آرام کیا۔ اگلے تین روز منٰی میں ہی رہے اور جمرات پر زوال کے بعد رمی کرنے کے لئے جاتے رہے۔ ایام التشریق کے بعد 13 ذوالحجہ کو مکہ واپسی ہوئی۔ رات ہوٹل میں قیام کیا اور اپنی خوش بختی پر نازاں اور شاداں ہوئے کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے اس حکم پر بھی زندگی میں عمل کرنے کی توفیق ملی۔

اب تمام ارکان حج ادا ہو چکے تھے۔ صرف طواف وداع باقی تھا جو کہ واپسی کے دن کیا اور بعض مقدس مقامات کی زیارت بھی کی۔

اِن مقدس مقامات میں سے سب سے اہم غارِ حرا ہے جو مکہ سے تین میل دور جبل النُّور پر واقع ہے اور جسے دیکھنے کی تڑپ اور تمنّا ہر مسلمان کے دل میں ہوتی ہے۔ یہی وہ غار ہے جہاں پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰی ﷺ بعثت سے قبل خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور یہیں حضور ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ مناسکِ حج سے فارغ ہونے کے بعد مَیں اور میرے ساتھی جب اُس پہاڑ کے دامن میں پہنچے جس کے اوپر یہ غار واقع ہے۔ اُس کی اونچائی کا اندازہ لگا کر ہی ہم ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے کہ کس طرح حضور ﷺ وہاں تشریف لے جایا کرتے ہوں گے جہاں آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی کوئی باقاعدہ رستہ نہیں ہے۔ ایک پگڈنڈی پر لوگ چڑھتے نظر آرہے تھے۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس پتھریلے اور دشوار گذار رستے سے گزرتے ہوئے غار کی طرف روانہ ہوئے۔ غار کے سامنے پہنچتے ہی ایک طرف تمام تھکاوٹ اُتر گئی تو دوسری طرف اب نئی مشکل سامنے آ کھڑی ہوئی کہ اس غار کے اندر دو نوافل ادا کریں تو کس طرح کیونکہ تنگ سی جگہ پر لوگوں کا ایک ہجوم غار میں داخل ہونے کے لئے دھکم پیل کر رہا تھا۔

اس صورتحال میں چھوٹی سی غار کے اندر سکون سے نفل ادا کرنے کی اُمید نظر نہیں آرہی تھی۔ تب ہمارے ایک دوست محمد اسحاق عاجز صاحب آف منہائم (حال لندن) جو کہ اچھی جسامت کے ہیں آگے بڑھے اور از خود غار کے منہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو منظّم کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح الحمدللہ ہمیں بھی دو نوافل ادا کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ واپسی کے وقت ایک ہموار جگہ پر ہم نے ظہر و عصر کی نمازیں ادا کیں۔ محمد اسحاق عاجز صاحب جو سارے راستہ ہی نعتیں گنگناتے رہے، نماز کے بعد مَیں نے اُن سے درخواست کی کہ اب آپ ترنّم سے اور بلند آواز سے ہمیں ثاقب زیروی صاحب کی نعت سنائیں:

ے سلام ان پر درود ان پر، زباں پہ آیا ہے نام جن کا
میرے تخیّل کی رفعتوں سے بلند تر ہے مقام جن کا

اس سفر میں مکرم محمد اسحاق عاجز صاحب کے ساتھ ان کی اہلیہ اور چھوٹے بھائی زاہد کامران صاحب بھی تھے۔ فریضہ حج کی بخیر وخوبی ادائیگی کے بعد ہم بخیریت واپس جرمنی پہنچ گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔ حج پر روانگی سے پہلے اور اسی طرح حرمین شریفین میں قیام کے دوران خاکسار حضور کی خدمتِ اقدس میں خط لکھتا رہا اور وہ اس طرح کہ میں فون پر برادرم مکرم منظور احمد صاحب شادؔ کو درخواست کر دیتا اور وہ خط بنا کر حضور کی خدمت میں بھجوا دیتے۔ جب حج سے واپس آیا تو ان خطوط کے جوابات بھی آئے ہوئے تھے۔ حج سے واپس آنے کے بعد مَیں حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے بڑی شفقت اور محبت سے مجھے فرمایا کہ "اب تو آپ الحاج ہو گئے ہیں"۔ ملاقات کے دوران حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے حج کے دوران کے واقعات دریافت فرمائے۔ مَیں نے حضور کی خدمت میں یہ بھی عرض کیا کہ مجھے حضور کی طرف سے بھی عمرہ کرنے کی توفیق ملی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالك۔

حضور انور کی ذرّہ نوازی

مذکورہ بالا ملاقات میں خاکسار آبِ زمزم اور کھجوروں کا تحفہ پیش نہیں کر سکا تھا جو بعد میں حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوانے کی توفیق ملی۔ اس پر حضور انور نے ازراہِ شفقت اس تحفہ کو قبول فرماتے ہوئے دعاؤں سے بھرپور جوابی خط بھجوایا جو میرے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خط میں دی گئی تمام دعائیں میرے اور میری اولاد کے حق میں قبول فرمائے۔ آمین۔

واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا
إنا فتحنا لك فتحا مبينا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

لندن
26-6-2006

پیارے مکرم حیدر علی صاحب ظفر مربی سلسلہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے آبِ زم زم کا تحفہ بھجوایا ہے اور عجوہ کھجوریں بھی۔ جزاک اللہ!
اللہ تعالیٰ ایمان اور محبت اور اخلاص کو قبول فرمائے اور دورانِ حج کی گئی دعاؤں کو اپنے فضل سے قبول فرمائے اور آپکی اولاد کو بھی نیکیوں اور تقویٰ میں بڑھائے اور ہمیشہ اپنے پیاروں اور وفاداروں میں شمار کرے۔ آمین
دعائیں کرتے رہیں! اللہ ہر شر سے بچائے اور خدمت کی توفیق عطا کرے۔ آمین

فی امانِ اللہ

والسلام
خاکسار
مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس

عمرہ کی دوبارہ توفیق اور مقاماتِ مقدّسہ کی زیارت

مجھے بفضلہٖ تعالیٰ دومرتبہ حرمین شریفین کی زیارت کا موقع ملا۔ دونوں بار ہی پہلے مدینۃ النبیؐ جانا نصیب ہوا۔ مدینہ میں روضۂ مبارکؐ پر حاضری اوّلین ترجیح تھی۔ اس بار فروری 2020ء میں مجھے عمرہ کی ادائیگی کے لئے حرمین جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس مرتبہ تو خاکسار کی اہلیہ امۃ النصیر، بیٹا عزیزم لقمان خالد، بہو اور پوتا بھی شاملِ سفر تھے۔

ہوٹل میں سامان رکھنے کے فوراً بعد مدینے کی گلیوں میں سے ہوتے ہوئے مسجد نبویؐ پہنچے۔ مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت تھا۔ زیادہ بھیڑ نہیں تھی۔ روضۂ نبوی کے سامنے سے گزرنے والی لائن میں مَیں اور میرا بیٹا کھڑے ہو گئے۔ درود شریف پڑھتے ہوئے بالآخر جب روضہ کے سامنے پہنچے تو حضور ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ وہاں سے ہلنے کو دل نہیں چاہتا تھا مگر سپاہی بار بار آگے چلنے کا اشارہ کر رہے تھے۔ پھر باہر نکل کر صحن میں بیٹھ کر دیر تک گنبد خضراء کو دیکھتے رہے۔ اس کے بعد مدینہ میں قیام کے دوران کئی بار مسجد نبوی میں جانا ہوا۔ کیا ہی خوبصورت، دلرُبا اور پُرکشش وہ خانۂ خدا ہے۔ قبل ازیں سفر حج کے دوران قیام مدینہ میں ایک روز رات کے اڑھائی بجے مَیں اور میرے ساتھی اصحاب صفّہ کے سامنے والا دروازہ کُھلنے کا انتظار کرنے لگے۔ دروازہ کُھلا تو جگہ حاصل کرکے دو نوافل ادا کئے اور ساتھ ہی ریاض الجنۃ اور محراب النبی ﷺ میں بھی دو دو نوافل ادا کئے، **فالحمدللّٰہ علیٰ ذالك**۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران اسلامی تاریخ کے اہم واقعات ایک ایک کرکے دل و دماغ سے گزرنے لگے۔

تمام تاریخی مقامات دیکھنے کی خواہش بھی دل میں تھی۔ مسجد قبلتین دیکھنے کا خیال سب سے پہلے ذہن میں آیا۔ رسول کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں بیت المقدس کی طرف رخ کرکے اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ کعبہ بھی آپ کے سامنے ہوتا تھا۔ لیکن مدینہ منورہ میں ایسا ممکن نہیں تھا لہذا آپ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے۔ تاہم ایک روز جب آپ ایک محلے میں کسی کے ہاں

دعوت پر گئے۔ وہاں ظہر کا وقت ہو گیا اور حضور ﷺ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ دو رکعت پڑھا چکے تھے کہ تیسری رکعت میں یکا یک وحی کے ذریعہ تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا اور اُسی وقت آپ ﷺ اور آپؐ کی اقتداء میں تمام لوگ بیت المقدس سے کعبہ کے رُخ پھر گئے۔ یہاں پر بعد میں جو مسجد بنی اُسے مسجد قبلتین کہتے ہیں کیونکہ ایک نماز دو قبلوں کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی۔ یہ ایک بہت شاندار مسجد ہے۔ اس کی دو منازل ہیں۔ مینار بھی دو ہیں اور گنبد بھی دو۔ اس مسجد میں دو نوافل پڑھنے کی توفیق بھی ملی۔

ے قبلہ بھی تو ہے قبلہ نما بھی ترا وجود
شان خدا ہے تیری اداؤں میں جلوہ گر

جس دن ہم نے مسجد قبلتین دیکھی وہ بہت مصروف دن تھا جس میں نہ صرف اَور مساجد دیکھیں بلکہ مدینہ کی شاہراہوں کی سیر بھی کی۔ اس سفر میں مسجد قُبا بھی گئے۔ اسلام کی تاریخ میں یہ مسجد سب سے پہلے تعمیر ہوئی تھی۔ اس مسجد میں نوافل ادا کئے۔ مسجد قُبا سے مدینہ منورہ کی طرف واپس آتے ہوئے ایک اور مسجد دکھائی دی جسے ''مسجد جمعہ'' کہتے ہیں۔ قُبا سے واپسی پر اس جگہ حضور ﷺ نے نماز جمعہ ادا فرمائی تھی۔ مدینہ منورہ میں یہی حضور ﷺ کا سب سے پہلا جمعہ تھا۔

سفر کرتے ہوئے اُن جگہوں سے بھی گزرے جہاں غزوۂ احزاب کے وقت مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی۔ سلع پہاڑ کے دامن میں جہاں جنگ ہوئی تھی کئی مساجد اس جنگ کی یادگار کے طور پر تعمیر ہوئیں۔ ان میں سے ایک مسجد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈرائیور نے ہمیں بتایا کہ وہ ''مسجد فتح'' ہے۔

اس کے بعد ہم اُحد پہاڑ دیکھنے گئے جس کے دامن میں جنگ اُحد لڑی گئی تھی۔ جنگِ اُحد کے واقعات نے دل میں ایک ہیجان پیدا کر دیا تھا۔ پھر سترّ صحابہ جو اُس جنگ میں شہید ہوئے تھے ان کی قبریں دیکھ کر اسلام کے اُن جانثاروں کے لئے دل سے دعائیں نکلیں۔ پھر اُس درّہ کی طرف

بڑھے جس پر متعیّن بعض صحابہ کی اطاعت میں کمزوری نے یقینی فتح کو کسی حد تک شکست میں بدل کر رکھ دیا تھا مگر پھر ان جانباز صحابہ نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے اسلام کا عَلم بلند کئے رکھا اور نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ مقام اُحد ایک تاریخی جگہ ہے جہاں پر کفّار کے تین ہزار جنگجوؤں کو سات سو مومنین نے میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔

صدق کو جب پایا اصحابِ رسولؐ اللہ نے
اُس پہ مال و جان و تن بڑھ بڑھ کے کرتے تھے نثار
چُھٹ گئے شیطاں سے جو تھے تیری الفت کے اسیر
جو ہوئے تیرے لئے بے برگ و بَر، پائی بہار
(درثمین)

مدینہ میں قیام کے دوران ایک ایسا میوزیم دیکھنے کا بھی موقع ملا جو مدینہ سے باہر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس میوزیم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر وفات تک کے حالات، واقعات اور اہم مقامات کو مختلف ماڈلز کے ذریعہ دکھایا گیا تھا۔ بڑی اچھی ترتیب کے ساتھ سن وار تاریخی واقعات کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اُس وقت مکانات کیسے ہوتے تھے، خانہ کعبہ کیسا تھا اور پھر ہجرت کا راستہ کون سا تھا۔ اس طرح مسجد نبوی کی تعمیر اور ابتداء سے لے کر اب تک کے تمام مراحل کو دکھایا گیا ہے۔ کم و بیش تمام تاریخی واقعات کو ماڈلز کے ذریعے دکھایا اور اس طرح پیش کیا گیا تھا جس طرح ہم سیرت خاتم النّبیّین یا دوسری سیرت کی کتابوں میں پڑھتے ہیں۔ پھر مختلف زبانوں میں کمنٹری کا انتظام تھا۔ وقفہ کے دوران کھجوروں اور آب زم زم سے ضیافت کی گئی۔ بیک وقت کئی گائیڈز موجود تھے جو کہ چھوٹے چھوٹے گروپوں کو میوزیم کا تعارف کروا رہے تھے۔ تمام اہم اور مقدس مقامات کے ماڈلز کو جو مختلف علاقوں میں واقع ہیں اس میوزیم میں جمع کر دیا گیا تھا۔ کئی ایک ایسی جگہوں کی نشاندہی کی گئی تھی جن کا اب وجود نہیں ہے۔ بہت تفصیل اور خوبصورتی سے اس میوزیم کو تیار کیا گیا ہے اور یہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

مدینہ منورہ میں قیام اوراہم مقامات کی زیارت کے بعد بذریعہ کار مکہ کے لئے روانہ ہوئے تا کہ مقام بدر کو بھی دیکھتے جائیں۔ بدر کا مقام مدینہ کے جنوب مغرب میں قریباً 150 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے جسے ہر طرف سے بلند پہاڑوں نے گھیر رکھا ہے۔ مدینہ کے پہاڑوں میں سے گزرتی ہوئی موٹروے پر جارہے تھے تو ذہن بار بار اس طرف جاتا تھا کہ کس طرح ان دشوار گزار راستوں سے گزر کر حضور ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ یہاں پہنچے ہوں گے۔

غزوہ بدر 17 رمضان 2 ہجری میں ہوا تھا۔ اس میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کی تعداد میں قلّت کے باوجود فتح مبین عطا فرمائی تھی۔ مشرکین کے ستر افراد مارے گئے جبکہ چودہ مسلمان بھی شہید ہوئے۔ بدر کے معرکہ والی جگہ کے گرد حفاظتی دیوار کھینچ دی گئی ہے تاہم باہر ایک چوک میں نمایاں طور پر ایک بورڈ پر اُن چودہ شہید صحابہؓ کے نام مرقوم ہیں۔ ان کے حق میں دعائے خاص کی توفیق ملی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ خطبات کے سلسلہ نے جس میں بدری صحابہ کا خاص طور پر ذکر ہو رہا ہے، اس مقام کے ساتھ مزید لگاؤ پیدا کر دیا تھا۔

مکۃ المکرمہ کو روانگی

یہاں سے ہم مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے کیونکہ مکہ، شام اور مدینہ جانے کے راستے بدر کے مقام پر ملتے ہیں۔ جب گاڑی مکۃ المکرمہ کی طرف روانہ ہوئی تو جلد ہی ہم ایک بڑی شاہراہ پر آ گئے۔ گاڑی شاہراہ پر رواں دواں تھی مگر سڑک کے دونوں طرف دُور دُور تک کوئی آبادی نظر نہیں آتی تھی۔ کہیں کہیں درخت نظر آتے تھے۔ فروری کا مہینہ تھا مگر چلچلاتی دھوپ تھی۔ آنحضرت ﷺ کے سفر ہجرت کا شدّت سے خیال آ رہا تھا کہ کس طرح یہ دشوار گزار رستہ دس بارہ دنوں میں طے کیا ہوگا۔ ہم تو ایک شاہراہ پر آرام دہ گاڑی میں سوار جا رہے تھے مگر حضور ﷺ پہاڑوں اور جنگلوں میں سے ہوتے ہوئے مدینہ پہنچے تھے۔ مکہ میں مسجد الحرام سے پیدل آٹھ دس منٹ کے فاصلہ پر ہماری رہائش تھی۔ اس مرتبہ دو عمرے کرنے کی توفیق ملی۔ ایک عمرہ رات کے ڈیڑھ بجے کیا جس میں طواف کے دوران میرے

بیٹے کو حجر اسود کو چُھونے کا موقع بھی ملا۔ البتہ مَیں ، میری اہلیہ، میری بہو اور ننھّا ایقان خالد، خانہ کعبہ کی دیواروں کو ہاتھ لگانے اور برکت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ طواف کے وقت مَیں اور میری اہلیہ آگے تھے پھر میری بہو اور اس کا بچہ اور سب سے پیچھے میرا بیٹا تا کہ ممکنہ دھکم پیل میں وہ ہماری کچھ مدد کر سکے۔

سعی بین الصفا والمروہ مَیں نے ویل چیئر پر کی۔ مکہ میں قیام کے دوران کئی جگہوں پر جانے کا موقع ملا جن میں میدان عرفات اور مسجد نمرہ کے قریب جبل الرحمت پر بھی جانا ہوا۔ جبل الرحمت ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس پر ہم آسانی سے چڑھ گئے۔ روایت کے مطابق اِسی مقام پر خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی تھی۔ یہاں ایک چھوٹی سی یادگار بنائی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ بھی اس مقام پر تشریف لے گئے تھے۔ سنتِ رسول ﷺ کی پیروی میں ہم بھی وہاں گئے۔ یہی وہ پہاڑ ہے جس پر سرکار دو عالم جناب رسالت مآب ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی اونٹنی پر چڑھ کر وہ معرکہ آرا خطاب فرمایا تھا جو انسانی حقوق کے لئے ایک عظیم منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔

طائف کی زیارت

مکہ سے کوئی 100 کلومیٹر جنوب مشرق میں ایک خوبصورت شہر طائف واقع ہے۔ یہ وہ شہر ہے جس کا ذکر مشرکین نے بھی کیا جب انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ یہ قرآن ان دونوں بڑے شہروں (مکہ اور طائف) کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوا۔ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت یہ ایک بڑا شہر تھا۔ اس شہر کو دیکھنے کی بھی بڑی خواہش تھی کیونکہ اس شہر کے ساتھ ایک بڑی دردناک اور المناک داستان وابستہ ہے۔ قریشِ مکہ کی شدید مخالفت کے پیشِ نظر نبی کریم ﷺ نے طائف جا کر تبلیغ کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ پیدل وہاں تشریف لے گئے۔ راستے میں ہر قبیلے کو دعوت اسلام دی۔ اس سفر میں آپ ﷺ کے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ حضور ﷺ نے کئی دن وہاں قیام فرمایا اور سرداروں کے پاس جا کر انہیں دعوتِ اسلام دی

لیکن سب کا ایک ہی جواب تھا کہ تم ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ جب حضور ﷺ نے واپسی کا قصد کیا تو انہوں نے اوباشوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا جو آپ کو گالیاں دیتے، تالیاں پیٹتے اور آپ ﷺ پر پتھر پھینکتے تھے حتّٰی کہ آپ ﷺ شدید زخمی ہو گئے اور نعلین مبارک خون سے تر ہو گئے۔ طائف سے نکل کر حضرت نبی کریم ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ کے باغ میں پناہ لی جو ایک شریف النفس انسان تھا۔ اس نے آپ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا تو اپنے غلام کے ہاتھ انگوروں کا خوشہ ایک طشتری میں رکھ کر بھیجا۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق حدیث 3231 میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ غم کی حالت میں چل پڑے۔ آپ ﷺ اسی غم کی حالت میں قرن منازل پہنچے تو اس وقت پہلے جبرائیلؑ اور پھر پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوا اور کہا کہ اگر آپ ﷺ حکم دیں تو اہل طائف کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس ڈالا جائے، تو رحمۃ اللعالمینؐ نے فرمایا:

"بَلْ أَرْجُو أَن يُخْرِجَ اللهُ مِنْ أَصْلَابِهِم مَنْ يَعْبُدُ اللهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا"

حدیث صحیح مسلم۔ باب ما لقی النبی ﷺ من أذى المشركين والمنافقين

"نہیں نہیں بلکہ مَیں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ ہی کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے"۔

جب ہم طائف شہر گئے تو ہمارے گائیڈ نے ہمیں کچھ جگہیں دکھائیں اور پھر ایک مسجد میں کھڑے ہو کر اُن دو پہاڑوں کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ ممکن ہے یہ وہ دو پہاڑ ہوں جن کو اہل طائف پر گرا کر ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا۔ پھر وہ گائیڈ ہمیں اُس باغ کی طرف لے گیا جس کی دیوار کے ساتھ حضور ﷺ نے پناہ لی تھی۔ وہاں جو باغ تھا وہ تو اُجڑ چکا تھا تاہم اس جگہ ایک شاندار مسجد تعمیر کر دی گئی ہے جس کا نام ''مسجد عداس'' ہے۔

مکہ اور مدینہ میں قیام کے دوران مختلف ہوٹلوں سے کھانا کھانے کا اتفاق ہوا۔ یہ ہوٹل پاکستانیوں کے تھے۔ آٹھ دس ریال میں ایک فرد کے لئے کھانا مل جاتا تھا۔ مگر ایک دن ہم نے عربی کھانا جسے ''مندی'' کہتے ہیں، کھانے کا پروگرام بنایا۔ یہ کھانا بہت مہنگا تھا۔ 130 ریال کی ایک

پلیٹ، چاول اور ایک خاص طریقے سے پکایا ہوا گوشت۔ وہ کھانا واقعی بہت لذیذ تھا۔

مکہ سے واپسی کا سفر شروع کرنے سے پہلے مَیں اور میری اہلیہ رات کے ڈیڑھ بجے مسجد الحرام گئے اور فرسٹ فلور سے جی بھر کر خانۂ کعبہ کو دیکھا اور دعا کی۔ مسجد حرام میں اس وقت کسی بھی دروازے پر کوئی سیکیورٹی یا چیکنگ نہیں ہوتی۔ 26 فروری کو ہم واپس فرینکفرٹ پہنچے تو 27 فروری کو پتا چلا کہ کرونا وائرس کی وجہ سے عمرہ پر پابندی لگا دی گئی ہے۔

میری رائے میں ہر مسلمان کی یہ خواہش ہونی چاہیے جس کا اظہار حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے عربی شعر:

جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
یَا لَیْتَ کَانَتْ قُوَّۃُ الطَّیَرَانِ

میں فرمایا ہے اور جس کا اردو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے اس شعر میں یوں فرمایا ہے

اے کاش مجھ میں قوتِ پرواز ہو تو میں
اُڑتا ہوا بڑھوں، تری جانب سوئے حَرم

فالج کا حملہ

11 نومبر 2017 کو بیت السبوح میں صدران جماعت کی ایک میٹنگ تھی۔ محترم امیر صاحب کے ساتھ مَیں بھی اِس میں شامل تھا اور بوقت ضرورت میں نے بھی حاضرین سے گفتگو کی۔ تاہم جب نماز اور ریفریشمنٹ کے لئے وقفہ ہوا تو میں نے گھر آ کر کچھ کھایا پیا اور پھر دفتر چلا گیا۔ جب اذان ہوئی تو میں اُٹھ کر وضو کرنے کے لئے گیا۔ وضو کے بعد میرے لئے جوتے پہننے مشکل ہو گئے تاہم میں نے واش روم سے باہر ایک میز پر پاؤں رکھ کر جوتے پہن لئے اور دفتر میں آ کر بیٹھ گیا۔ مگر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ سر چکرا رہا ہے اور بائیں ٹانگ بھی لڑکھڑا رہی ہے۔ تب میں نے بڑی مشکل سے دروازہ کھولا اور دو افراد کی مدد سے قریب ہی گھر میں آ گیا۔ وہاں پر میرے بیٹے نے فوری طور پر ایمبولینس

منگوائی اور وہ مجھے Bad Homburg میں واقع Hochtaunus Klinik میں لے گئے۔ میں پوری طرح ہوش وحواس میں تھا اور بظاہر کوئی تکلیف نہیں تھی۔ ہسپتال پہنچتے ہی انہوں نے CT Scan کیا اور آدھے گھنٹے میں بتا دیا کہ بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا ہے۔ کچھ دن ہسپتال میں رہنا ہوگا۔ پھر Reha میں بھیج دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہسپتال سے مجھے Bad Orb Rehaklinik میں لے گئے جہاں میں تقریباً چار ہفتے رہا۔ ہاتھ اور ٹانگوں میں بہت بہتری ہوئی تھی۔گھر آنے کے بعد مَیں نے اپنے فیملی ڈاکٹر کے پاس جا کر اسے Rehaklink کی رپورٹ دی اور پھر اس کی ہدایت پر Physiotherapy کے لئے جاتا رہا۔ ہسپتال اور پھر Reha میں ہر روز میرا بیٹا لقمان خالد اپنی جاب سے آ کر میرا پتہ لینے آتا تھا۔اس کی امی اور اس کی بیوی بھی ساتھ ہوتی تھیں اور کبھی دوسرے اَفرادِ خانہ بھی۔ یہاں پر بہت سارے مہربان دوست خاکسار کی تیمارداری کے لئے تشریف لاتے رہے۔نیشنل عاملہ لجنہ اِماء اللہ جرمنی نے اس دوران ایک نہایت خوبصورت اور بڑا گلدستہ دعاؤں کے ساتھ بھجوایا جو کئی دن تک میرے کمرے میں میز پر سجا رہا جسے کمرے میں آنے والی نرسیں اور ڈاکٹر صاحبان بڑی تعریفی نگاہوں سے دیکھتے اور اس کے بھیجنے والوں کے تعلق کو محسوس کرتے ہوئے استفسار بھی کرتے تھے۔

مجلس انصار اللہ جرمنی کے صدر مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب اپنی عاملہ اور مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے صدر مکرم حسنات احمد صاحب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ خاکسار کی تیمارداری کے لئے Rehaklinik میں میرے قیام کے دوران تشریف لائے۔ دیگر کئی احباب بھی ازراہِ محبت تشریف لاتے رہے جن میں میرے دوست مکرم ملک منصور احمد صاحب مع فیملی کئی بار تشریف لائے۔**فجزاھم اللہ احسن الجزاء**

Physiotherapy کے بعد کچھ بہتری تو ضرور ہوئی مگر فالج اپنے اثرات چھوڑ گیا ہے۔ مکرم فواد خلیل صاحب جو کہ جاوید سیالکوٹی کے نام سے مشہور ہیں بوقتِ ضرورت ٹانگوں اور بازوؤں کا مساج کرتے رہے۔ **فجزاہ اللہ احسن الجزاء**۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں چلتا پھرتا ہوں۔

Covid19 کی وبا کے آنے کے بعد میں Home Office کرتا ہوں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایّدہ اللہ تعالیٰ سے شرفِ ملاقات

فالج سے صحت یابی کے بعد 2018 میں خاکسار فیملی کے ساتھ حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے لندن حاضر ہوا تو حضور انور نے Reha میں قیام اور Physiotherapy کے متعلق گفتگو فرمائی ۔ ازراہِ شفقت کچھ ادویہ تجویز فرمائیں اور ہاتھ میں چھڑی رکھنے کے فوائد کا ذکر بھی فرمایا۔ ملاقات کے اختتام پر حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے ساتھ ایک فیملی گروپ فوٹو ہوا۔ الوداع ہوتے وقت حضور نے اپنے دفتر میں رکھی ہوئی اپنی ایک چھڑی مجھے عنایت فرمائی جو کہ گھر سے باہر نکلتے وقت میرے پاس ہوتی ہے۔ اس چھڑی پر کندہ کیا ہوا ہے

(AMEER-UL-MU'MINEEN V)

خدا تعالیٰ کی ذات تو ہر وقت انسان کے ساتھ ہوتی ہے مگر اب میں حضور کی شفقت و محبت کو بھی ہر وقت اپنے پاس پاتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز بیت الحبیب کیل جرمنی کے صحن میں سفر پر روانگی سے قبل دعا کرتے ہوئے

لجنہ اِماءاللہ کی طرف سے شکریہ

ماہِ مارچ 2018 میں جب میرا تقرر بطور نائب امیر جرمنی ہوا تو اس موقع پر محترمہ عطیّہ ھبش صاحبہ صدر صاحبہ لجنہ اِماءاللہ جرمنی نے درج ذیل الفاظ میں اس تنظیم کے ساتھ تعاون کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے خط محررہ 24 اپریل 2018 میں لکھا:

"خاکسار دِل کی گہرائیوں سے آنمکرم کی خدمت میں مبارک باد کا تحفہ پیش کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیش بہا فضلوں سے ایک طرف خدمتِ دین کے میدان میں سونپی گئی بھاری ذمہ داری سے سُرخرو کیا تو دوسری جانب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی شفقت سے بطور نائب امیر جماعت جرمنی کی اہم ذمہ داری سپرد کی گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے اور صحت وتندرستی والی فعال عمر عطا کرے، ہر قدم پہ معین ومددگار ہو اور ہمیشہ اپنی تائید ونصرت سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار اور نیشنل عاملہ ممبرات آنمکرم کی تہہ دل سے مشکور وممنون ہیں کہ تنظیم لجنہ اِماءاللہ کے کاموں میں بھرپور تعاون کرتے ہوئے آپ نے ہمیشہ رہنمائی فرمائی۔ چاہے وہ کوئی تصنیف کا کام ہو، نصاب کی چیکنگ کے مراحل ہوں، اجلاسات اور تعلیمی وتربیتی کلاسز میں درس وتدریس ہو یا مجالس شوریٰ، لجنہ کے اجتماعات رجلسہ سالانہ ہو، بلاشبہ ہر موقع پہ آپ نے ہم عاجز بندیوں کی رہنمائی کرتے ہوئے ہمیشہ مدد بہم پہنچائی اور اپنے وسیع تجربہ کی بناء پہ مفید مشورہ جات سے نوازا، کمال حکمت سے معاملات کو سلجھایا اور ہمیشہ دلجوئی کی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔"

رکن خصوصی مجلس انصار اللہ جرمنی

جنوری 2018 سے مجلس انصار اللہ کا جو سال شروع ہوا اُس میں حضرت امیر المؤمنین ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میری بطور رکن خصوصی مجلس عاملہ میں منظوری دی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

ممبران نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ جرمنی 2020

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کی منظوری ایک سال کے لئے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صدر مجلس مکرم مبارک احمد شاہد صاحب کے ساتھ 2022 میں یہ پانچواں سال ہے کہ میں ان کی عاملہ میں شامل ہوں۔ مجلس عاملہ کی میٹنگ میں باقاعدگی سے شامل ہوتا ہوں اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً صدر مجلس جو کام بھی میرے سپرد کرتے ہیں اسے عین سعادت سمجھتے ہوئے دیگر مفوضہ امور کے ساتھ نہایت خوشی سے سرانجام دیتا ہوں۔ میری دعا ہے ”رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ“
اے میرے رب! اپنی بھلائی میں سے جو تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں (سورۃ القصص :25)

خراجِ تحسین

یہاں پر میں اس امر کا ذکر بھی کرنا چاہوں گا کہ اپنی حقیر خدمت کے دوران مجھے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں افراد جماعت اور عہدیداروں سے ملنے کا موقع ملا اور احباب جماعت نے محض للہ میرے ساتھ محبت اور دینی کاموں میں تعاون کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر فضل اور ان لوگوں کی نیک فطرت ہے کہ انہوں نے جماعت کے اس خادم کے ساتھ نہ صرف تعاون کیا بلکہ پیار اور محبت کا اظہار بھی کیا۔ فرداً فرداً ان کے نام لکھنے کی ضرورت نہیں ۔جن بھائیوں کی طرف سے باقاعدگی سے پیغام آتے ہیں ان کا میں نے علیحدہ ذکر کیا ہے۔تاہم اب بھی ہفتہ دس دنوں کے بعد کبھی ساؤتھ جرمنی اور کبھی ویسٹ فالن کے علاقہ سے اور کبھی ہمبرگ سے اور کبھی فرینکفرٹ کے قریبی اضلاع سے فون یا میسج آجاتا ہے جس میں وہ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔اس پر میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور حسب توفیق اپنی دعاؤں میں ان کو یاد رکھتا ہوں۔ جہاں تک مسئلے مسائل پوچھنے والوں کا تعلق ہے تو کئی مرتبہ بیرون ملک سے بھی فون آجاتے ہیں۔کیونکہ میں کسی میٹنگ یا کلاس میں مصروف ہونے کی صورت کے علاوہ ہر بار ان کی بات سن کر جلد جواب دیتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرفِ ملاقات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی بابا اکبر علی صاحب رضی اللہ عنہ کنُری میں رہتے تھے۔ان کی اقتداء میں کئی بار نمازیں ادا کیں۔ان کو بڑھاپے میں بھی کام کرتے اور محنت کرتے دیکھا۔ اسی طرح مکرم شیخ احمد دین صاحب رضی اللہ عنہ جو امیر جماعت کنُری بھی تھے ان کو دیکھنے کا کئی بار شرف حاصل ہوا۔ان کے علاوہ محمود آباد سندھ میں دو صحابہ رضوان اللہ علیہم مکرم میاں جان محمد صاحب رضی اللہ عنہ اور مکرم چوہدری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ سے ملنے، ان سے باتیں کرنے اور ان کے ساتھ نمازیں ادا کرنے کا موقع ملا۔ جب میں نے اُن کو 1954 میں دیکھا اس وقت مَیں چوتھی جماعت کا طالب علم تھا ۔مکرم چوہدری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ میری والدہ محترمہ کے چچا تھے اور میں ایک سال ان کے

ہاں حصول تعلیم کے لئے مقیم رہا۔مکرم میاں جان محمد صاحب رضی اللہ عنہ سے میری اہلیہ مکرمہ امۃ النصیر ظفر صاحبہ، عزیزہ قرۃالعین، عزیزم بلال احمداور عزیزم لقمان خالد نے بھی ملاقات کاشرف حاصل کیا۔
صحابہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے کیاخوب فرمایا ہے:

؎ مبارک وہ جواب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

جب 1962 میں خاکسار ربوہ آیا تو یہاں پر کئی صحابہ سے ملاقات ہوئی۔ربوہ میں سب سے پہلے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ سے ملاقات کا شرف اور دعا کا فیض نصیب ہوا۔جس کی تفصیل علیحدہ لکھ چکا ہوں۔ربوہ میں مقیم دیگر صحابہؓ جن کا دیدار نصیب ہوا ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:

- حضرت مرزا بشیر احمد صاحب قمرالانبیاء رضی اللہ عنہ
- حضرت حافظ سیّد مختار احمد صاحبؓ شاہجہان پوری
- حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحبؓ بقاپوری
- حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحبؓ
- حضرت ماسٹر عطا محمد صاحبؓ
- حضرت علی محمد صاحبؓ بی اے بی ٹی
- حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحبؓ
- حضرت مولوی قمرالدین صاحبؓ فاضل
- حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ سبز پگڑی والے
- حضرت چوہدری محمد ظفر للہ خان صاحبؓ
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحبؓ سنوری

حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کے ساتھ جلسہ سالانہ یو۔کے 1977 کے موقع پر

- حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ صدر صدر انجمن احمدیہ
- حضرت حاجی محمد فاضل صاحبؓ
- حضرت مولانا عبدالرحمٰن جٹ صاحبؓ
- حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ
- حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحبؓ
- حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ
- حضرت مولانا جلال الدین صاحبؓ شمس
- حضرت مولانا غلام احمد صاحبؓ بدوملہوی

آجکل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر اور حالات زندگی اپنے خطباتِ جمعہ میں بیان فرما رہے ہیں۔ الحمدللہ کہ ہمیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے اور آپ کے بعض صحابہؓ کی زیارت کا موقعہ ملا۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے تابعی ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

عزیزم لقمان خالد کی شادی خانہ آبادی

میں اپنی فیملی سمیت 2013 میں عزیزم لقمان خالد کی شادی کے لئے ربوہ گیا۔ ہمارا قیام تحریک جدید کے اوّلین گیسٹ ہاؤس میں تھا جہاں پر قیام وطعام کی تمام سہولیات موجود تھیں۔ عزیزم لقمان خالد کے چھوٹے ماموں مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب بھی شادی میں شرکت کے لئے ہمارے ساتھ جرمنی سے تشریف لے گئے تھے۔ میرے بیٹے کی شادی عزیزہ راشدہ بدر صاحبہ سلمہا بنت مکرم محمد احمد صاحب سابق مبلغ نائیجیریا و گیمبیا کے ساتھ مورخہ تین مارچ 2013 کو ہونا قرار پائی تھی۔ رخصتی اور دعوت ولیمہ کے موقع پر حضرت امیر المومنین ایدّ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی خدمت میں نمائندگی اور دعا کے لئے کسی کو مقرر کئے جانے کی درخواست کی گئی تھی۔ چنانچہ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی نے رخصتی اور ولیمہ کے موقع پر حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی نمائندگی میں شامل ہو کر دعا کروائی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

رخصتی اور ولیمہ کے موقع پر کثیر تعداد میں ہمارے عزیز و اقارب اور دوست احباب نے شرکت کی۔ دعوت ولیمہ پر استاذی المکرم سیّد میر محمود احمد ناصر صاحب نے مع بیگم محترمہ حضرت صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ شرکت فرمائی۔ اسی طرح مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید بھی ازراہ شفقت دعوت ولیمہ میں شامل ہوئے۔ ان کے علاوہ رخصتی یا دعوت ولیمہ کے موقع پر درج ذیل

حیدر علی ظفر، مکرم صاحبزادہ خورشید احمد صاحب، عزیزم لقمان خالد، محترم چوہدری حمید اللہ صاحب، مکرم محمد احمد صاحب

بزرگان سلسلہ بھی شامل ہوئے۔ مکرم سیّد خالد احمد شاہ صاحب ناظر بیت المال خرچ حال ناظر اعلیٰ و امیر مقامی۔ مکرم برادرم منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر (حال وکیل اعلیٰ) تحریک جدید انجمن احمدیہ اور مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ نے عزیزم لقمان خالد سلمہ اللہ تعالیٰ کو یکم مارچ 2019ء کو ایک بیٹے ایقان خالد اور مورخہ 9 نومبر 2021ء کو ایک بیٹی عزیزہ عائزہ خالد سے نوازا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

دونوں بچوں کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تجویز فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ان بچوں کو صحت وسلامتی سے رکھے، نیک متقی بنائے اور خلافت احمدیہ کا مطیع و فرمانبردار بنائے رکھے۔ آمین

تعلیم القرآن کلاس

مجھے اپنی خدمت کے عرصہ میں جہاں بھی موقع ملا تو میں نے قرآن مجید پڑھانے کی کلاسیں لیں اور انفرادی طور پر بھی بعض احباب کو قرآنِ مجید پڑھایا۔ کچھ عرصہ قبل جب میں نے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی خدمت میں باقاعدگی کے ساتھ اس کلاس کے منعقد ہونے کی اطلاع دی تو اس پر حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے 23 مئی 2019 کو خوشنودی اور دُعاؤں سے لبریز بہت ہی پیارا جواب ملا۔

مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب 2019 میں نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن و وقفِ عارضی منتخب ہوئے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک بھر میں قرآن کلاسز کے اجراء کروانے میں کامیاب ہو گئے۔ بیت السبوح میں بھی نئے سرے سے قرآن کلاس کا ہفتہ وار اجراء کیا گیا جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری ہے۔ چند احباب جو کہ انصار ہیں ان کو پہلے قاعدہ ترتیل القرآن پڑھایا گیا وہ اب قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔

کچھ عرصہ سے میرا نواسہ عزیزم یحییٰ مرتاض احمد سلمہ اللہ تعالیٰ قاعدہ پڑھ رہا تھا پھر جب اس نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا اور مورخہ 14 نومبر 2020 کو اس کی آن لائین بسم اللہ ہوئی تو میں نے اس کی اطلاع سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایّدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں

بغرض دعا بھجوائی تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا بہت ہی پیارا جواب موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ پیارے آقا کی یہ دعائیں ہمارے حق میں قبول فرمائے۔ آمین۔ ان دونوں خطوط کی نقول حسب ذیل ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

امام جماعت احمدیہ

اسلام آباد (یوکے): T-759-19A
23-05-2019

پیارے مکرم حیدر علی ظفر صاحب نائب امیر جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی فیکس ملی ہے کہ گذشتہ دو سال سے آپ کو قرآن مجید کی ہفتہ وار کلاس لینے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور آپ کو جزائے خیر دے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس کلاس میں شامل ہونے اور قرآن کریم سیکھنے کی توفیق دے۔ اللہ احمدیوں کو قرآن کریم کے نور سے منور فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آپ کی علمی و عملی استعدادوں میں اضافہ فرمائے اور آپ کو مقبول خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

G-24.11.20

پیارے مکرم حیدر علی ظفر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ الحمد للہ کہ آپ کے نواسے نے قرآن کریم پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے ذہن کو جلا بخشے، قرآنی علوم سے منور فرمائے اور اس کو نیک اور خادم دین بنائے۔ آمین

اللہ آپ کی عمر وصحت میں برکت ڈالے اور جملہ نیک تمنائیں پوری کرے۔ آمین

والسلام

خاکسار

[signature]

خلیفۃ المسیح الخامس

جرمنی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہمارے گھر میں آمد

وہ بابرکت وجود جسے ہر دورہ کے دوران خاکسار کو مسجد میں، اسی طرح دفتر میں آتے جاتے دیکھنے اور آپ کی مشایعت میں پیدل چلنے کی توفیق پانے کا موقع بھی مل جاتا تھا اور ایم ٹی اے پر خطبہ ارشاد فرماتے اور پھر گفتگو کرتے ہم ٹی وی کے ذریعے اپنے گھروں میں بھی دیکھتے ہیں وہی وجود جب بنفسِ نفیس بیت السبوح ہمارے گھر میں ایک بار نہیں بلکہ دو بار تشریف لائے تو ہماری خوش قسمتی کی انتہا نہ رہی۔ ایک بار جب آپ ہمارے گھر تشریف لائے تو بہت سارے عزیز جو حضور انور کے بیت السبوح میں قیام کے دوران حضور کی اقتداء میں نمازوں کی ادائیگی کی خاطر بیت السبوح آئے ہوئے تھے وہ ہمارے گھر میں موجود تھے۔ مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب اپنی فیملی کے ساتھ، میری بیٹی عزیزہ قرۃ العین اپنے بچوں کے ساتھ اور اسی طرح میری اہلیہ کا بھانجا مکرم طارق محمود صاحب مع اہلیہ و بچگان بھی گھر میں تھا۔ حضور انور کی آمد پر گھر میں موجود افراد نے نہایت خوشی محسوس کی اور حضور انور کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب کو دیکھ کر حضور انور نے استفسار فرمایا کہ یہ کون ہیں؟۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ یہ میرے برادرِ نسبتی ڈاکٹر وسیم احمد صاحب ہیں۔ حضور انور نے تمام عزیزوں کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

عرب احمدیوں کے اجتماع میں شمولیت

نوّے کی دہائی میں نومبائعین کے پروگراموں میں شامل ہونے کا ذکر میں کر چکا ہوں۔ اب بعد کے بعض پروگراموں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ یہ پروگرام ایڈیشنل سیکرٹری تربیت نومبائعین مکرم حماد ہیرٹر صاحب کے زیرِ انتظام ہوتے تھے۔ ان میں مختلف قومیتّوں کے افراد شامل ہوتے تھے۔ جرمن

نواحمدی اور جماعت میں سالہا سال سے شامل احمدی بڑے شوق سے شامل ہوتے تھے۔اس لئے تقاریر یا سوال وجواب جرمن زبان میں ہوتے تھے۔مگر 2016 اور 2018 میں Riedstadt میں عربی ڈیسک کے انچارج مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب نے عرب احباب کے اجتماعات بھی منعقد کروائے جن میں مرکز سے نمائندگان بھی شامل ہوتے رہے۔ مجھے بھی دوروزہ اجتماع میں بلایا جاتا۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے خلافت کے موضوع پر عربی میں تقریر کی اور ایک دفعہ جرمن زبان میں۔سالہا سال سے یہاں پر مقیم عربی تو جرمن زبان بولتے اور سمجھتے ہیں۔تاہم نئے آنے والوں کے لئے ترجمہ عربی میں کیا گیا۔ ویسے میں نے محسوس کیا ہے کہ عرب لوگ جرمن زبان بہت جلد سیکھ لیتے ہیں۔

لنگرخانہ 13 دارالفضل ربوہ کے سنگِ بنیاد میں اینٹ رکھنے کی سعادت

مورخہ 12 فروری 2021 کے خطبہ جمعہ میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب کی وفات پر خطبہ جمعہ میں ان کے 1973 تاوفات بطور افسر جلسہ سالانہ کاذکر کرتے ہوئے فرمایا:

> " گو پاکستان میں 1983 کے بعد جلسے تو نہیں ہوئے لیکن باقاعدہ نظام وہاں قائم تھااوراس کو یہ نہیں کہ چھوڑ دیا انہوں نے۔باقاعدہ حالات کے مطابق اپ ڈیٹ کرتے رہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے اور حالات ٹھیک ہوں اور جلسہ ہو تو ہم زیادہ سے زیادہ تعداد کو کس طرح سنبھال سکتے ہیں"۔

اگرچہ 1983 کے بعد جلسہ سالانہ تو منعقد نہیں ہوا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سارے عرصہ میں مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب ہی بطور افسر جلسہ سالانہ مقرر رہے اور اس سلسلہ میں کام بھی ہوتا رہا۔ مجھے ان کاموں کی تفصیل کا تو علم نہیں۔خاکسار جب 2019 میں رخصت پر ربوہ گیا ہوا تھا تو ایک روز مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید جو کہ افسر جلسہ سالانہ بھی تھے کی طرف سے

خط موصول ہوا کہ مورخہ 20 اکتوبر 2019 کو مکرم سیّد خالد احمد شاہ صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ دارالفضل ربوہ میں لنگر خانہ 13 کا سنگِ بنیاد رکھیں گے۔ اس موقع پر مجھے بھی حاضر ہونا ہے۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق خاکسار وہاں حاضر ہو گیا اور مجھے لنگر خانہ 13 کے سنگِ بنیاد میں اینٹ رکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

وفات برادرم مکرم سیف علی شاہد صاحب

میرے بڑے بھائی مکرم سیف علی شاہد صاحب ایک ماہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ 24 ستمبر 2020 کو سڈنی آسٹریلیا میں بعمر 77 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ جس کا ہمیں بے حد دُکھ ہوا ۔ ان کی وفات پر دنیا بھر سے دوست احباب نے ہمارے ساتھ دلی تعزیّت کا اظہار فرمایا اور ان کی بے شمار خوبیوں کا ذکر کیا۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔** دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور انہیں اعلیٰ علیّین میں شامل فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو چھ بچوں سے نوازا تھا۔ عزیزم شاہد محمود صاحب (نوجوانی میں میرپور خاص میں وفات ہوئی) عزیزم مبارک محمود صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ تنزانیہ (2011 میں ربوہ میں وفات ہوئی)، عزیزم خالد محمود صاحب۔ عزیزم مظہر محمود صاحب، عزیزم انعام الرحمٰن وحید صاحب تینوں آسٹریلیا میں جبکہ عزیزم مظفر الاسلام صاحب جرمنی میں مقیم ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے مورخہ 18 جون 2021 کو بعض مرحومین کے ساتھ بھائی جان کی بھی نماز جنازہ غائب پڑھائی جس سے پہلے اپنے خطبہ جمعہ میں ان کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا:

"اگلا ذکر مکرم سیف علی شاہد صاحب کا ہے جن کی سڈنی میں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے ننھیال کی طرف سے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چودھری محمد علی صاحب تھے اور چودھری گامے خان صاحب تھے جن کے یہ نواسے اور

پڑنوا سے تھے۔ حیدر علی ظفؔر صاحب ان کے بھائی ہیں جو مبلغ سلسلہ جرمنی ہیں اور آج کل نائب امیر ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ 1961ء میں یہ میٹرک کر کے حیدر آباد میں ملازم ہو گئے۔ پھر اس کے بعد ہم دو بھائیوں کی تعلیم کا خرچ بھی اٹھاتے رہتے تھے۔ ہمارے اخراجات پورے کرتے تھے اور والدین کی بھی بڑی بےلوث ہو کے انہوں نے خدمت کی۔ نہایت ملنسار، نرم گو اور عاجز انسان تھے۔ بچوں سے شفقت اور نوجوانوں سے محبت سے پیش آتے تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے بے انتہا محبت اور اطاعت کا تعلق تھا۔ ہمیشہ اپنے بچوں کو بھی خلافت سے محبت اور اطاعت کا درس دیا۔ عہدیداروں کی بہت عزت کرتے تھے۔ کسی بھی عہدے دار کے خلاف کبھی کوئی بات سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ بہت ہی دعا گو انسان تھے۔ نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ نمازوں کو سنوار کر ادا کرنے والے تھے۔ پاکستان میں جب یہ تھے تو بطور سیکرٹری مال، سیکرٹری وقف جدید ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ پھر میرپور خاص میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو صدر جماعت مقرر فرمایا اور امارت کے قیام تک یہ وہاں صدر جماعت رہے۔ ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کی شہادت کے بعد ان کو امیر مقامی اور امیر ضلع کی خدمت کی بھی توفیق ملی اور آسٹریلیا روانگی تک آپ وہاں امیر ضلع میرپور خاص رہے۔ ذیلی تنظیموں میں بھی ان کو کافی خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح آسٹریلیا میں قضا بورڈ کے ممبر تھے۔ نائب صدر اول انصار اللہ تھے اور اسی طرح جماعت میں 2016ء سے سیکرٹری رشتہ ناطہ کے طور پر کام کر رہے تھے۔ دو بیٹے بھی ان کی زندگی میں فوت ہوئے اور بڑے صبر سے انہوں نے ان کے صدمے کو برداشت کیا۔ بہرحال پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ان کے چار بیٹے شامل ہیں"

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کی:

"اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی احمدیت کے ساتھ جوڑے رکھے اور آگے نسلوں کے حق میں ان بزرگوں کی دعائیں بھی قبول ہوں"

(الفضل انٹرنیشنل 9رجولائی 2021)

مکرم سیف علی شاہد صاحب

وفات برادرم مکرم ڈاکٹر سلیم احمد خلیل صاحب

خاکسار کے برادرِ نسبتی مکرم ڈاکٹر سلیم احمد خلیل صاحب جرمنی Rüsselsheim میں رہائش پذیر تھے، مورخہ 4 مارچ 2021 کو ایک مختصر علالت کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ برادرم مکرم ڈاکٹر سلیم احمد خلیل صاحب مکرم حکیم سردار محمد صاحب مرحوم آف ڈگری سندھ کے بیٹے تھے۔
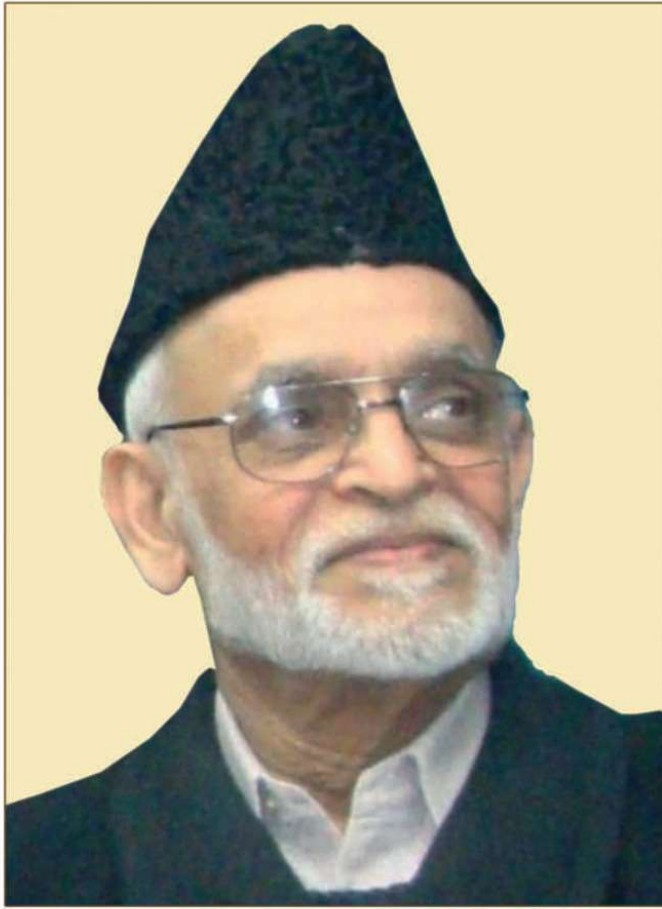
مکرم ڈاکٹر سلیم احمد خلیلؔ صاحب

آپ کے دادا جان مرحوم کا نام مکرم چوہدری اللہ دتہ صاحب تھا۔ آپ کے نانا جان چوہدری امین اللہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحوم کو دین کی خدمت کا نمایاں موقع ملا۔ آپ کو قائد مجلس خدام الاحمدیہ ظفر آباد اسٹیٹ (لابینی) سندھ اور سترہ سال جماعت احمدیہ ڈگری کے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ جرمنی آنے کے بعد کچھ عرصہ کے لئے بطور "نیشنل قائد عمومی مجلس انصار اللہ جرمنی" خدمت پر مامور رہے۔ اس کے بعد دارالقضاء جرمنی میں بطور قاضی اوّل، ناظم دارالقضاء اور ممبر اپیل بورڈ خدمت کرتے رہے۔ دارالقضاء میں آپ کی

خدمات کا عرصہ تقریباً انیس سال بنتا ہے۔ ان کی نماز جنازہ ان کے پوتے عزیزم ابدال احمد توقیر صاحب طالب علم جامعہ احمدیہ یوکے نے 8 مارچ 2021 کو پڑھائی جس کے بعد Rüsselsheim کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔

آپ کی اہلیہ محترمہ ارشاد بیگم صاحبہ قبل ازیں مورخہ 10 جنوری 2021 کو بقضائے الٰہی وفات پا چکی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں چھ بیٹیوں اور چار بیٹوں سے نوازا تھا جو سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے صاحب اولاد ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی اولاد کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

مضمون نویسی

جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے دوران ہی مجھے مضمون نویسی کی طرف توجہ پیدا ہوئی جس کا آغاز جامعہ میں ہونے والے مقابلہ مضمون نویسی سے ہوا۔ ان کو میں اشاعت کے لئے اخبار الفضل اور مختلف جماعتی رسائل میں دے دیتا تھا۔ اگر میں ان مضامین کو شمار کرنے لگوں تو ان کی بھی اتنی تعداد ہے کہ ایک الگ کتاب بن سکتی ہے۔ اردو زبان کے علاوہ ایک مضمون عربی میں بھی ”عربی زبان کی خصوصیات“ پر لکھا تھا۔ حال ہی میں خاکسار کا ایک مضمون جرمن زبان میں

Muhammad saw - Das "Siegel der Propheten"

(محمد ﷺ ۔ خاتم النبین) کے عنوان پر جماعت احمدیہ جرمنی کے رسالہ Revue der Religionen میں شائع ہوا ہے۔ اس کی اشاعت پر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے کیونکہ وہ رسالہ ہے Review of Religions جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود جاری فرمایا تھا۔ اب یہ رسالہ خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت حقّہ کے زیرِ سایہ انگریزی کے علاوہ کئی دیگر مما لک میں ان کی مقامی زبانوں میں بھی شائع ہوتا ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اسلام

احمدیت کی شان کا دنیا میں بول بالا کر رہا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

اس کے علاوہ لکھے گئے مضامین کے عناوین کچھ اس طرح ہیں:۔

جہاد کی حقیقت، اسلامی اخلاق، کائنات میں غور وفکر، قرآن میں غور وفکر، مقامات مقدسہ کی زیارت، حضرت مصلح موعودؓ کے سنہری کارنامے، دعاؤں کی فلاسفی اور خدمتِ قرآن اور جماعت احمدیہ۔ باقاعدہ مضامین کے علاوہ رسالہ خالد میں نئی بننے والی مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا تعارف بھی کرواتا رہا۔ پھر بعض مرحومین کا بھی ذکر خیر کیا جن میں مکرم سیّد میر داؤد احمد صاحب کے علاوہ مکرم صوفی مولا بخش صاحب آف کنُری، مکرم مبارک احمد بھٹی صاحب شہید مربی سلسلہ اور محترمہ اللہ رکھی صاحبہ والدہ مرحومہ کا ذکر خیر شامل ہے۔ علاوہ ازیں میدان عمل میں خدمت کے دوران جلسہ سالانہ پر کی گئی تقاریر میں سے بھی اکثریت کی اشاعت ہو چکی ہے۔

مربیان سلسلہ کی ماہانہ میٹنگز کا سلسلہ بھی حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی ہدایت پر شروع کیا۔ خاکسار فنانس کمیٹی کا ممبر بھی رہا۔ Establishment Committee کا چیئرمین بھی تھا۔ مختلف شعبہ جات اور جامعہ احمدیہ کے لئے کارکنان کا انتخاب کر کے مجلس عاملہ میں پیش کیا جاتا تھا۔

اسی طرح ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر جمعہ سے پہلے میرا ایک لائیو انٹرویو ایم ٹی اے کے لئے لیا جاتا رہا۔ جس میں جلسہ گاہ کی تیاری اور جلسہ کے پروگرام سے ایم ٹی اے کے ناظرین کو آگاہ کیا جاتا تھا۔

اخبار احمدیہ جرمنی اور ماہانہ بلیٹن میں بیسیوں مضامین شائع ہوئے۔ جرمن اور اردو زبان میں عیدین کے مواقع پر جماعتوں میں بھجوانے کے لئے خطبات اور اسی طرح جماعتوں میں اہم مواقع پر خطبات جمعہ تیار کر کے سینکڑوں کی تعداد میں بھجوانے کی توفیق ملی جو میرے فرائض منصبی کا حصّہ تھے اور یہ مضامین اب میرے ریکارڈ کا حصّہ ہیں۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

2019 میں جب میں ربوہ گیا اور ایک روز مکرم ومحترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر

اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ پاکستان سے ملا تو وہ ہمیشہ کی طرح بہت محبت سے پیش آئے تھے۔ دورانِ گفتگو انہوں نے ذکر کیا کہ وہ اپنے سکول کے دور میں میرے جامعہ میں طالب علمی کے دور میں لکھے گئے مضامین کو بہت شوق سے پڑھتے اوران سے استفادہ کرتے تھے۔ان جیسے عالم کی طرف سے یہ پذیرائی میرے لئے بڑی عزت افزائی کا موجب ہے۔

محترم حافظ مظفر احمد صاحب کے ساتھ خاکسار کی ایک یادگار تصویر

شکریہ احباب

ہمبرگ کے ایک مخلص دوست مکرم کامران خان صاحب جو کہ ایک بہت اچھے فوٹو گرافر ہیں نے میرے تمام فوٹوز کو سکین کیا۔اس طرح میری بہت سی پرانی یادیں بھی اکٹھی ہوگئیں۔ ان کو اب آسانی سے پرنٹنگ کے لئے دیا جاسکتا ہے۔**فجزاہ اللہ احسن الجزاء**۔

مکرم سیّد مبارک احمد شاہ صاحب مرحوم ابن مکرم سیّد محمد سرور شاہ صاحبؓ بھی خاکسار کے شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں جنہوں نے جماعت کے اجتماعات اور جلسہ کے اکثر مواقع پر فوٹو گرافی کی اور بعد میں مجھے میری تصاویر دیں۔ان کو فوٹو گرافی کا بے حد شوق تھا۔کالی شیروانی اور کالی ٹوپی پہنے یہ بزرگ بڑی باقاعدگی سے پروگراموں میں پہنچتے اور فوٹو گرافی کیا کرتے تھے۔مکرم شاہد حمید عباسی صاحب اور مکرم انور احمد ملک صاحب کے کھینچے ہوئے فوٹوز بھی یقیناً میرے البم کی زینت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن سب کو بہترین اجر سے نوازے۔آمین۔

جن احباب نے میرے ساتھ تعاون کیا اور جماعت کے کاموں میں مدد دی اُن میں سے مکرم محمد صالح بشارت جنجوعہ صاحب آف Düsseldorf کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ کولون میں قیام کے دوران جب میں نے ڈرائیونگ لائسنس کیا تو جنجوعہ صاحب کئی ماہ تک جب بھی ڈرائیونگ سکول کی تھیوری اور بعد میں ڈرائیونگ کی پریکٹس ہوتی، بیت النصر کولون میں آتے اور مجھے سکول لیجاتے اور واپس لاتے رہے۔اس دوران وہ بیت النصر میں میرے دفتر میں بیٹھ کر ڈاک کی ترسیل کا کام کرتے۔

مکرم وسیم احمد صاحب آف روڈل ہائیم فرینکفرٹ بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جو کئی سالوں تک فرینکفرٹ میں میرے دفتر میں ہفتہ میں چار روز آتے رہے اور فائیلنگ کا کام بہت احسن طریق سے انجام دیتے رہے۔ بالخصوص میرے مضامین اور تحریرات کو اس ترتیب سے رکھتے کہ انڈیکس دیکھ کر ان کی تلاش کرتے وقت کوئی دشواری نہیں ہوتی تھی۔اس کا فائدہ میں آج تک اٹھا رہا ہوں۔علاوہ ازیں دفتر کی لائیبریری کو بھی وہ دیکھتے تھے۔

میں مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ جرمنی اور ان کے دفتر کے کارکنان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کا مجھے کام کے سلسلے میں مسلسل تعاون حاصل رہا۔فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

میں اپنے دوست مکرم ڈاکٹر رانا سعید احمد خان صاحب جو ایک معروف ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہیں کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ وہ ایک لمبے عرصہ سے بوقت ضرورت نہ صرف میری درخواست پر میرے لئے دوا تجویز کرتے ہیں بلکہ اکثر اوقات بھجوانے کا انتظام بھی کر دیتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ہومیو پیتھی میں مکرم رانا سعید احمد خان صاحب کے استاد ہیں اور اب رانا صاحب لیکچر اور سوال و جواب کی صورت میں ہومیو پیتھی کے فیضان کو بانٹ رہے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

حکمت کی بات

ایک دفعہ مجلس انصار اللہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے اختتامی سیشن اور نماز ظہر و عصر کے بعد میرے برادر نسبتی مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب طاہر میرے پاس آئے اور کہنے لگے:

"بھائی جان یہ کیا بات ہے کہ آپ نمازوں کی ادائیگی کے لئے بہت زور دیتے ہیں مگر نماز کی جو ضروری شرط وضو ہے اس کے لئے اجتماعات پر آپ موقع ہی نہیں دیتے کہ انسان اختتامی دعا کے بعد وضو کر کے نماز میں شامل ہو سکے۔ ادھر دعا ہوئی، ساتھ ہی اذان، اور ساتھ ہی تکبیر۔ اجتماع کے موقع پر بڑی تعداد میں لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے وضو کرنا ہوتا ہے وہ ایسی صورت میں تھوڑے وقت میں کیسے وضو کر کے شامل ہوں"۔

یہ بات میرے دل کو لگی اور میں نے کہا کہ بات درست ہے۔ اس کے بعد جب بھی کسی پروگرام کے بعد نماز ہونا ہوتی تو میں اجلاس کے اختتام اور نماز کے کھڑے ہونے کے درمیان مناسب وقت رکھتا رہا ہوں تا کہ جن بھائیوں یا بہنوں نے وضو کرنا ہو وہ وضو کر کے نماز میں شامل ہو سکیں۔

ایک بہت اچھی تجویز

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سالہا سال جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس شوریٰ میں مجھے زکوٰۃ کی اہمیّت اور اس کے بارہ میں بعض مسائل بیان کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

چند سال قبل مجلس شوریٰ میں میرے ایسے ایک بیان کے بعد جب وقفہ ہوا تو مکرم چوہدری نعیم

الدین احمد صاحب از ہمبرگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ شوریٰ میں تقریر کرتے ہیں اسی طرح بلیٹن میں بھی لکھتے ہیں مگر زکوۃ ادا کرنے والوں کی عملی مشکل کا حل بھی تو نکالیں۔ مراد یہ تھی کہ خواتین کس طرح اپنے زیور کی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے رقم کا اندازہ کریں۔ ان کو آسان طریق بتایا جائے۔ مکرم چوہدری صاحب کی اس تجویز پر میں اس کے بعد سے عمل کر رہا ہوں اور اب ہر سال رمضان المبارک سے پہلے سونے کی قیمت معلوم کر کے ایک چارٹ کی صورت میں زکوٰۃ کا نصاب، زکوٰۃ کی شرح اور مختلف اوزان میں جتنی رقم بنتی ہو اس کی تفصیل شعبہ مال کو دے دیتا ہوں اور یہ جماعتوں میں بھجوا دی جاتی ہے۔ جب سے یہ طریق کار شروع کیا ہے مربّیان سلسلہ اور زکوٰۃ ادا کرنے والے افراد جماعت کی طرف سے استفسارات موصول ہوتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ طریق کار آسان اور مفید ہے۔

چند مہربان احباب

جب سے وٹس ایپ پر مفت فون کرنے کی سہولت میسّر آئی ہے تو دنیا میں رابطوں کا سلسلہ بہت بڑھ گیا ہے۔ یہاں پر مَیں اس امر کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس کے ذریعہ سے ایک دوسرے کی خیریت معلوم کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔ بعض احباب تو بڑی باقاعدگی کے ساتھ ایک دوسرے کو دعاؤں کا تحفہ بھیجتے ہیں۔ ایسے میں مجھے بھی دعائیہ پیغامات آتے ہیں۔ مَیں ان کو غور سے پڑھتا ہوں اور آمین کہتا ہوں۔ زیادہ تر تو بظاہر رسمی لگتے ہیں۔ پیغام آیا اور آگے اپنے Contacts کو بھیج دیا، مگر میں ان کو بھی سنجیدگی کے ساتھ لیتا ہوں اور پیغام بھیجنے والے کے لئے بھی وہی دعا کرتا ہوں۔ کچھ عرصہ سے ہر روز فجر کے وقت مکرم بشارت احمد صاحب جماعت Rodolfzell کی طرف سے یہ دعا موصول ہو رہی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْاَ لُكَ مِنْ خَیْرِ ھٰذَا الْیَوْمِ

اے میرے اللہ!۔ آج کے دن کو میرے لئے خیر و برکت کا دن بنا دے۔

اس دعا کو تو میں فوراً پڑھتا ہوں اور آمین کہتا ہوں۔ اس کے علاوہ جو احباب باقاعدگی سے پیغام بھیجتے ہیں ان کے نام یہ ہیں:

مکرم شمس الدین صادق صاحب Brüggen ،مکرم حبیب اللہ صاحب صابر Stade ، مکرم ممتاز احمد صاحب بٹ Hamburg ،مکرم جاوید قادر خان صاحب ربوہ، مسز مکرم ملک فرید احمد صاحب Friedberg ،مکرم ناصر احمد صاحب گھمن Bad Vilbel ، مکرم حبیب اللہ صاحب یو کے، مکرم چوہدری حمید اللہ ظفر صاحب Dietzenbach ،مکرم Mr. Alamin Muhammad Peace (Australia) ۔ مکرم عطاء اللہ یوسف صاحب ہمبرگ ،مکرم بشیر احمد شاد صاحب Dietzenbach ، مکرم مظفر منصور رسول صاحب Wabern ، مکرم مرزا عبد الحق صاحب Stuttgart ، مکرم انور خان صاحب Renningen ، مکرم منیر احمد صاحب مربی سلسلہ Sri Lanka ۔ ان کے علاوہ بھی بعض احباب بڑی باقاعدگی سے علمی ادبی و معلوماتی وڈیوز اور تحریریں بھیجتے ہیں۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔** "خذ ما صفا ودع الکدر ۔ وکل أمورك للقدر" کے محاورہ کے تحت مفید باتیں لے لی جاتی ہیں اور باقی کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ان احباب کے نام یہ ہیں :

مکرم اکرام اللہ رانجھا صاحب	Schwetzingen
مکرم مبشر احمد ظفر صاحب	Kiel
مکرم عرفان احمد خاں صاحب دہلوی	Frankfurt/M
مکرم چوہدری عبد المجید طاہر صاحب (طاہر مجید)	Neu Isenburg
مکرم عبد الشکور ناصر صاحب ابن مکرم عبد المنان انور صاحب	Palestine
مکرم برادرم نعیم احمد صاحب	U.K.
مکرم داؤد احمد صاحب	Oberursal
مکرم ملک وسیم احمد ساجد صاحب	Rödelheim FFM
مکرم پروفیسر مسعود احمد چوہدری صاحب	Friedberg
مکرم محی الدین عباسی صاحب	London U.K.
مکرم رانا عبد الرزاق خان عاصی صاحب	London U.K.

مکرم پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب

مکرم پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب کا میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے ہمیشہ مجھ سے پیار اور محبت کا سلوک روا رکھا اور باوجود اس کے کہ میں نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں تعلیم حاصل نہیں کی مجھے تعلیم الاسلام کالج سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن (TICOSA) جرمنی کی میٹنگز اور پروگراموں میں شامل کرتے رہے۔ اس سے مجھے یہ فائدہ بھی حاصل ہوا کہ ربوہ میں اس ایسوسی ایشن نے کچھ ضرورت مند طلبہ کی تعلیم کے اخراجات بذریعہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ برداشت کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے اور پھر اس کے لئے اپنے ممبران سے عطیات حاصل کر کے حضور انور ایّدہ اللہ بنصرہِ العزیز کی اجازت سے بھجواتے ہیں، اس میں مجھے بھی حصّہ ڈالنے کا موقع مل جاتا ہے۔ ویسے تو شاید میں کسی طالب علم کی پڑھائی کا خرچ نہ اٹھا سکتا مگر اس ذریعہ سے کچھ حصّہ لینے کی توفیق مل رہی ہے۔ **فالحمد لله على ذالك۔** اسی طرح ایسوسی ایشن کے موجودہ صدر مکرم چوہدری عبدالغفور ڈوگر صاحب (ابن مکرم چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب مرحوم سابق مہتمم مقامی ربوہ) بھی میرے دلی شکریہ کے مستحق ہیں جو ایسوسی ایشن کے پروگرامز سے مجھے آگاہ رکھتے ہیں۔ **فجزاهم الله احسن الجزاء۔**

ایک بڑی سعادت

میرے لئے انتہائی خوشی اور مسرّت کی بات ہے کہ مجھے ایک سال کے عرصہ میں تین بار سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز سے ورچوئل ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ پہلی بار مورخہ 18 اکتوبر 2020 کو نیشنل مجلس عاملہ جرمنی کی حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے ساتھ میٹنگ ہوئی جس میں یہ عاجز بطور نائب امیر کے شامل ہوا۔ دوسری بار مورخہ 15 نومبر 2020 کو حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے ساتھ مربیان سلسلہ کی میٹنگ منعقد ہوئی تو خاکسار کو بطور مربی سلسلہ اس میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ تیسری بار مورخہ 19 ستمبر 2021 کو خاکسار نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ جرمنی کی حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے ساتھ میٹنگ میں بطور رکن خصوصی شامل ہوا۔ **فالحمد لله على ذالك۔**

دبستان محمد

بچپن میں انسان بہت کچھ اپنے والدین سے سیکھتا ہے۔ پھر اساتذہ سے اور پھر معاشرہ سے۔ میں نے بھی اسی طرح کچھ سیکھا مگر ہر موقع ومحل کے لحاظ سے راہنمائی تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ اور آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم سے ملی۔ میں اپنے اساتذہ کا دل وجان سے احترام کرتا ہوں اور سب سے بڑھ کر حضرت سیّد میر داوٗد احمد صاحبؒ کا جنہوں نے خلافت، نظام کی اطاعت اور وقف کی اہمیّت کو اس طرح سمجھایا کہ یہ سبق میری زندگی کا سرمایہ بن گئے ہیں۔ مگر وہ بھی تو غلام ابنِ غلام ابنِ غلام تھے۔ اس زمانہ میں جن کی ہم سب نے بیعت کی ہے انہوں نے تو حضرت محمد ﷺ کو اپنا استاد بتایا ہے، کیا خوب فرمایا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے:

؎ دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمد

اور یہ کہ

؎ شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمد کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

شکریہ احباب بابت تدوین

اس کتاب کی تدوین اور اشاعت کے لئے جن احباب نے میرے ساتھ نمایاں تعاون کیا ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:۔

- خاکسار مکرم مقصود احمد علوی صاحب سابق نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن و وقفِ عارضی و ریجنل امیر Württemberg ولوکل معلم جماعت احمدیہ جرمنی کا بے حد ممنون ہے۔ آپ نے اس کام کے آغاز میں بڑی باریک بینی سے کتاب کے مسودہ کی پرُوف ریڈنگ کی اور کتاب کو بہتر صورت میں پیش کرنے کے لئے املاء اور طرزِ بیان میں اصلاح کے لئے نہایت اہم تجاویز دیں۔

- مکرم مشہود احمد ظفؔر صاحب مربی سلسلہ مہدی آباد اور مکرم محمد فاتح احمد ناصؔر صاحب استاد جامعہ احمدیہ جرمنی نے مسودہ کے مکمل ہونے پر اس کا تنقیدی مطالعہ کیا اور پروف ریڈنگ کے دوران ٹائپنگ میں ہونے والی اغلاط کی نشاندہی کی۔

- مکرم محمد کولمبس خان صاحب آف مہدی آباد جرمنی بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے مجھے اپنی سوانح عمری کو باقاعدہ تحریر میں لانے اور اسے موجودہ صورت میں پیش کرنے کے لئے اپنا بھرپور تعاون پیش کیا اور اس کے لئے آپ نے دن نہیں بلکہ کئی مہینے کام کیا۔ انہوں نے نہ صرف بہت سارا مواد ٹائپ اور کمپوز کیا بلکہ اس کو ترتیب دینے میں بھی میری مدد کی۔ آپ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں میرا حوصلہ بھی بڑھاتے رہے۔

- مکرم شاہد محمود صاحب سابق نائب صدر صفِ دوم مجلس انصار اللہ جرمنی نے گرافک اور تزئین کے مشکل کام کو بڑی محبت وخلوص اور جانفشانی سے سرانجام دیا اور شب و روز کی محنت سے اسے پرنٹنگ کے قابل بنایا اور اس دوران املاء کی غلطیوں کی نشاندہی بھی

کرتے رہے نیز بعض فقرات میں بیان کو زیادہ قابلِ فہم بنانے کے لئے اچھی تجاویز دیں۔

- مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ جرمنی نے آغاز میں اس کتاب کے متن کی پروف ریڈنگ کی اور کتابت کی بعض اغلاط کی طرف توجہ دلائی۔
- مکرم مولانا عبدالباسط شاہد صاحب آف انگلستان کو بھی میں نے کتاب کا مسودہ بھجوایا جس پر انہوں نے چند تجاویز کے ذریعہ اس کتاب کو بہتر بنانے میں مدد دی۔
- مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا بھی میرے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے کتاب کو تفصیل سے دیکھ کر اس کے عنوانات اور ترتیب کے سلسلہ میں رہنمائی کی اور لکھا کہ ''آپ کی خواہش اور ارشاد پر آپ کی کتاب میں سے تفصیل کے ساتھ گزرا ہوں۔ آپ نے ماشاء اللہ ہمت کر کے ایک طویل مدّت کو اس مختصر روئیداد میں جمع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مقبول اور ہر قاری کے لئے مفید بنائے''۔
- مکرم مولانا دواؤ احمد حنیف صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے کتاب کے مسوّدے کا مطالعہ کیا اور اپنی مؤقر رائے سے نوازا۔ اسے کتاب کے آغاز میں پیش کر دیا گیا ہے۔
- مکرم مولانا عبدالسمیع خان صاحب سابق ایڈیٹر الفضل ربوہ، سابق استاد جامعہ احمدیہ ربوہ، حال استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے کتاب کے مسوّدے کا مطالعہ کر کے اس میں بعض جگہوں پر درستی فرمائی۔ ان کا تبصرہ بھی کتاب کے شروع میں درج ہے۔
- خاکسار کے برادرِ نسبتی مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب رکنِ خصوصی نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ جرمنی وسابق مدیر اعلیٰ اخبار احمدیہ جرمنی وسابق ایڈیٹر ''الناصر'' (ترجمان مجلس انصار اللہ جرمنی) نے اس کتاب کا گہرائی سے مطالعہ اور پروف ریڈنگ کے بعد اپنے قیمتی مشورہ جات سے نوازا نیز لکھا: ''ماشاء اللہ۔ بہت عمدہ تحریر ہے اللہ تعالیٰ بہت مبارک کرے، اسے ازدیادِ ایمان کا باعث بنائے اور شرف قبولیت بخشے''۔ آمین

- خاکسار اپنی اہلیہ محترمہ امۃ النصیر ظفر صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کا دلی طور پر بہت شکر گزار ہے جو مجھے بار بار کہتی رہیں کہ میں اپنی زندگی کے ازدیادِ ایمان کا باعث بننے والے تجربات، حالات وواقعات اور اکنافِ عالم بالخصوص اُن پانچ براعظموں میں احمدیت کی ترقی کے جو نظارے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ان کو احاطۂ تحریر میں لاؤں۔ علاوہ ازیں وہ اس کتاب کی تدوین کے دوران میری یادداشتوں کی درستی کروانے کی بھی توفیق پاتی رہیں۔

ان سب کا خاکسار تہہ دِل سے شکر گزار ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میری عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ان سب کو اپنے فضلوں سے نوازتا چلا جائے اور ان کی نسلوں پر بھی اس کی عنایات کا سلسلہ جاری رہے۔ آمین۔ خاکسار نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ کتاب میں بیان کردہ واقعات اور پروگراموں کی صحیح تاریخیں درج کروں اس کے لئے میں نے صرف اپنے حافظے یا اپنی ڈائری پر ہی انحصار نہیں کیا بلکہ جہاں بھی مجھے ذرا سا شبہ ہوا میں نے متعلقہ شخص سے توثیق کروالی۔ اسی طرح کوشش کی ہے کہ میرا بیان ہر قسم کی مبالغہ آرائی سے پاک رہے۔ کتابت کی اغلاط سے بچنے کی بھی پوری کوشش کی ہے تاہم پھر بھی ایک کمزور انسان ہوں اور خدا تعالیٰ سے اپنی پردہ پوشی کا خواستگار ہوں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

سپردم بہ تو مایہ خویش را　　تو دانی حساب کم وبیش را

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

خاکسار

حیدر علی ظفر واقفِ زندگی

ابن مکرم چوہدری رستم علی صاحب غفر اللہ لہٗ۔ فرینکفرٹ۔ جرمنی

اہلِ وقار ہوویں فخرِ دیار ہوویں — حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ وبار ہوویں اِک سے ہزار ہوویں — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

دائیں سے عزیزان : باسل احمد سلمہ اللہ (پوتا)، یحییٰ مرتاض احمد سلمہ اللہ (نواسہ) طلال احمد سلمہ اللہ (پوتا)

عزیزہ عائزہ خالد سلمہ اللہ تعالیٰ (پوتی)

عزیزم ایقان خالد سلمہ اللہ (پوتا) 2020 میں عمرہ کے سفر کے دوران

یہ پانچوں بچے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (التحریم:9)

اے ہمارے رب! ہمارا نور ہمارے فائدہ کے لئے پورا کردے اور ہمیں معاف فرما، تو ہر چیز پر قادر ہے

عزیزم ایقان خالد ابن عزیزم لقمان خالد سلمہ اللہ تعالیٰ اپنے دادا کے پاس

عزیزہ باسمہ نور احمد بنت عزیزم بلال احمد سلمہٗ اللہ تعالیٰ اپنے دادا کے پاس

Name of the Book:	Man Anam Keh Man Danam (I know who I am)
Language:	Urdu
Written by:	Haider Ali Zafar Missionary Naib Amir Jamaat Germany
Subject:	Biography
Address:	Genfer Str. 11 60437 Frankfurt am Main
E-Mail:	haider.zafar@ahmadiyya.de
Tel.:	+49 1792415829
ISBN:	978-3-00-070337-9

(I know who I am)

Autobiography

Haider Ali Zafar

Missionary and Naib Ameer

Ahmadiyya Muslim Jamaat Germany